محبت بھیک ہے شاید
عظمیٰ ضیاء
(Season-1)
Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
www.safareadab.com

محبت بھیک ہے شاید

(Season-1)

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم عظمی ضیاء

All Rights Reserved

Copyright: Uzma Ziya (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

محبت بھیک ہے شاید کے تمام جملہ حقوق لکھاری "عظمی ضیاء" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

انتساب

”ان تمام غموں کے نام جنہوں نے زندگی کو حسین بنادیا۔“

پیشِ لفظ

لفظ محبت زندگی کا سکون ہے۔ لیکن کبھی کبھی یہی سکون آپکی پوری زندگی کو بے سکون کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔"محبت بھیک ہے شاید" کی کہانی بھی ایسی ہی محبت کے گرد گھومتی ہے جس میں سکون صرف عارضی ہے۔۔ایک انسان کی حقیقت نظر آنے کے باوجود ہم جب اپنی آنکھیں بند کیے رکھتے ہیں تو دھوکہ تو ہم خود کو خود دیتے ہیں اور بعد میں محبت کو بھیک کا نام دے دیتے ہیں؟ یہ فیصلہ کرنا اب آپ پہ ہے کہ محبت بھیک ہے؟ یہ کہانی COVID-19 کے دنوں میں لکھی گئی ۔ ان دنوں میں یہ کہانی سب سے پہلے Pratilipi پہ پبلش ہوئی جس پہ مجھے بہت ہی پذیرائی ملی۔امید ہے آپکو اس کتاب کا سیزن ون "محبت بھیک ہے شاید" پسند آئے گا۔

"منگتے ہیں ہم ایک ہی در کے۔۔جو در در مانگتا پھرے اسے سوالی نہیں کہتے۔۔"

محبت بھیک ہے شاید؟؟

یہ محبت ہی تو ہے جو اپنے جیسے خوبصورت لفظ کو خالص محرم سے جوڑتے ہوئے زندگی کو خوبصورت معنی دیتی ہے۔۔

جب محبت زندگی کو خوبصورت معنی دیتی ہے تو کیا محبت بھیک ہوئی؟؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر1:

- **لاپرواہ سا وہ۔**

”کبھی موقع ملے تو سوچنا۔۔۔“

”اک لاپرواہ سا شخص کیوں تیری اتنی پرواہ کرتا ہے؟“ شاویز نے نیم افسردگی کی حالت میں منہ پھلاتے ہوئے دھیرے سے شرارتی انداز میں اس سے کہا جس پر وہ بے ساختہ ہنس دی۔

”ہا۔۔۔ہا۔۔۔پرواہ اور تمھیں۔۔۔؟؟ مگر کس کی؟؟“ اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

”جینی۔۔۔کیا واقعی تم نہیں جانتی؟؟“ اس نے اسے بغور دیکھا اور گہرے تاثر سے پوچھا۔

”نہیں۔۔۔“ جینی نے سادگی سے جواب دیا اور کچن میں موجود برتنوں کو ترتیب دینے لگی۔

”اچھا۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کوئی آ جائے۔۔۔جاؤ پلیز۔۔۔“ وہ خود کو مصروف کرتے ہوئے بولی مگر حقیقت میں وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔

”بڑی بے مروت ہو تم۔۔۔اک کپ چائے کا مجھے بھی بنا دو ڈیئر کزن۔۔“ اس نے گلہ کیا۔

”شاویز۔۔۔۔پلیز۔۔چائے مل جائے گی تمہیں۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔“ جینی نے کسی کے قدموں کی چاپ کو محسوس کی تو اسے تیزی سے کہا۔

”ڈرتی کیوں ہو آخر تم؟؟“ شاویز نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اس کا ہاتھ مضبوطی سے خود کی گرفت میں لیا۔

”شاویز۔۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔شاویز۔۔۔ کوئی آجائے گا۔۔۔شاویز۔۔۔۔“ وہ گھبراتے ہوئے بولی اور ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے جھٹ سے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالا۔

”کم۔۔۔آن۔۔۔ریلیکس۔۔۔“ شاویز کھلکھلا کر ہنسا۔

”اس قدر خوف۔۔۔“ وہ سوالیہ بولا۔

”خوف تو نہیں ہے یہ۔۔۔“ اس نے اسے گھورا۔

”تو پھر؟؟؟“

”پتہ نہیں۔۔۔۔“ اس نے ایک ٹرے میں کپوں کو اور دوسرے میں گلاسوں کو بالترتیب جوڑا۔

”تمھیں کچھ پتہ بھی ہے۔۔۔؟“ وہ چڑ کر بولا۔

”میرے پاس کوئی جواب نہیں۔۔۔۔پلیز جاؤ یہاں سے۔۔۔“ وہ پھر سے بولی۔

”اگر نہ جاؤں تو؟؟“ وہ شرارتی انداز سے بولا۔

جنت نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر لاپرواہی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

”جنت۔۔۔جنت بیٹی۔۔۔لے بھی آؤ چائے۔۔۔پانی۔۔۔“ بی اماں آواز لگاتے ہوئے کچن کی طرف آ رہی تھیں۔

”اماں بی۔۔۔شاویز۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔“ وہ فوراً سے اس سے بولی جبکہ اسکی زبان لرز رہی تھی۔

”جی۔۔بس آ رہی ہوں۔۔۔“ وہ اونچی آواز سے بولی اسی اثناء میں اماں بی کچن میں آ موجود ہوئیں۔

"جنت۔۔۔بیٹی۔۔۔۔جلدی آجاؤ۔۔۔سب انتظار کر رہے ہیں تمھارا۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولیں۔

"جی۔۔بس آرہی ہوں۔۔۔" اس نے نظریں چراتے ہوئے کولڈ ڈرنک کو گلاسوں میں انڈیلا۔

"تم۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟" اماں بی اسے وہاں دیکھ کر چونکی۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔" وہ بوکھلا سا گیا۔

"وہ۔۔۔میں۔۔۔پانی۔۔پانی لینے آیا تھا۔۔۔" اس نے فریج کو کھولتے ہوئے بمشکل ہی بہانہ گھڑا۔

"امم مم۔۔جانتی تھی تم یہیں ہوگے۔۔۔خاص تمہیں سمجھانے کے لیئے آئی ہوں۔۔ مہمانوں کے سامنے نہ آنا سمجھے؟؟" ان کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

"کیوں؟؟مہمان ہیں کہ خلائی مخلوق؟؟؟" وہ کھکھلا کر ہنسا تو انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"بتائیں ناں۔۔ اماں بی۔۔" وہ انہیں تنگ کرنے لگا جس پر انہوں نے لاپرواہی سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر جنت سے بولیں۔

”بیٹی۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ باہر سب انتظار کر رہے ہیں تمھارا۔۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ یہ دوپٹہ ذرا ٹھیک طرح سے اوڑھ لو۔۔۔ اور ہاں یہ۔۔۔ بال ذرا پیچھے ہٹاؤ ماتھے سے۔۔“ وہ جاتے جاتے رکیں اور اسے ضروری ہدایات دینے لگیں جس پر شاویز نے پانی کی بوتل کو منہ لگاتے ہوئے حیران کن نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

”جی۔۔۔ اماں بی۔۔۔“ جنت نے دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔ بالوں کو پیچھے کیا اور ٹرے کو تھامتے ہوئے ایک نظر شاویز پر ڈال کر ہولے سے مسکرا دی۔۔۔ جبکہ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟

جنت کا مسکرا کر یوں اسکی طرف دیکھنا اسے سب سمجھا گیا تھا۔ کچھ کچھ اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا۔

وہ تھوڑا سا گھبرائی مگر شرماتے ہوئے چہرے کو دوپٹہ میں تھوڑا سا چھپائے ہوئے باہر آئی۔۔ اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے جھول رہا تھا جسے اس نے اپنی گرفت میں لینے کی بمشکل ہی کوشش کی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”اسلام علیکم۔۔۔۔“ اس نے دھیمی آواز سے کہا اور ٹرے میز پر رکھا۔

”وعلیکم السلام۔۔۔ ماشاءاللہ۔۔۔ بہت پیاری بچی ہے۔۔“ مسز ثمینہ ہارون مسکرائیں۔

”بیٹی۔۔۔ کولڈ ڈرنک دو سب کو۔۔۔۔“ ماموں جان نے تاکید کی۔

"جی۔۔" وہ مسکرائی اور باری باری سب کو گلاس پکڑانے لگی۔

"ماشاءاللہ سے بیٹی کتنا پڑھی ہو؟؟" مسز ہارون پوچھنے لگیں۔

"جی۔۔۔بی ایس ای آنرز۔۔۔لاسٹ ائیر۔۔۔" وہ جھجکتے ہوئے بس اتنا ہی بول پائی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔ بھئی یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔" وہ مسکرا کر بولیں۔

"میں۔۔چائے لے کر آتی ہوں۔۔۔" وہ رک رک کر بولی اور وہاں سے مسکراتے ہوئے چلی گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شرما گئی۔۔۔" ممانی جان نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا اور کھکھلا کر ہنستے ہوئے اپنے سامنے موجود مہمانوں سے کہا۔

"کوئی بات نہیں بہن۔۔۔" مسز ہارون اور مسٹر ہارون نے یکے بعد دیگرے کہا۔ جبکہ ان کے پاس بیٹھا ان کا بیٹا جو رشتہ کے لیے آیا تھا (جہانگیر) مسکرا دیا۔

شاہویز کچن سے باہر آیا اور اماں بی سے نظر بچا کر ڈرائینگ روم میں موجود صورتحال کا جائزہ لینے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کچن میں داخل ہوئی اور مسکراتے ہوئے چائے تیار کرنے لگی۔

"کیا ہے یہ سب؟؟" شاویز نے کچن میں داخل ہوتے ہی زور دار آواز سے کہا جس سے چائے کی پتی اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچی۔

"کیا؟؟؟؟" اس نے چونک کر کہا۔

"یہ ڈرائنگ روم میں کون لوگ ہیں اور؟؟" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا جنت فورًا سے بولی۔

"ابھی مجھے بہت کام ہے۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیوں جاؤں میں؟؟" اس نے لڑائی والے انداز سے پوچھا۔

"کیونکہ تم مجھے ڈسٹرب کر رہے ہو۔۔۔" وہ چڑ کر بولی اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"ڈسٹرب اور میں ؟؟ دیکھو جینی۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ وہ لوگ کون ہیں اور وہ تمھیں آخر کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟" اس نے تسلی کرنا چاہی۔

اسکی بات سن کر جنت کھلکھلا کر ہنسی۔

"میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا تمھیں۔۔۔" وہ غصہ سے بولا۔

"ہاں۔۔۔" وہ ہنستے ہنستے رکی۔

"مگر لطیفے سے کم بھی تو نہیں ہے۔۔۔" پھر بات مکمل کرتے ہوئے ٹیبل پر موجود چیزوں کو پلیٹوں میں نکالنے لگی۔

"جینی۔۔۔ جینی۔۔۔" وہ چڑ کر بولا مگر جنت نے اسکی بات کا جواب نہ دیا۔

"جینی۔۔کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔ آخر کیوں وہ لوگ تمھیں دیکھنے آئے ہیں؟؟ اور یہ باقی سب کہاں ہیں؟؟"

"باقی سب چھت پہ ہیں۔۔اماں بی نے خاص تاکید کی ہے سب کو۔۔۔کہ کوئی نیچے نہ آئے جب تک مہمان ہیں یہاں۔۔۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی اور چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔

"اور میری پہلی بات کا جواب؟؟" وہ پھر سے بولا۔

"شاویز۔۔۔تو کیا اندھے ہو جائیں وہ لوگ؟؟آخر کیوں نہ دیکھیں مجھے؟؟" وہ کام کرتے کرتے رکی اور اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"کیونکہ تمھیں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"کم آن۔۔۔شاویز۔۔۔کیا عجیب بچپنا ہے۔۔۔۔" وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بچپنا نہیں ہے جینی۔۔۔" وہ تصدیق کرتے ہوئے بولا۔

"تو پھر؟؟" وہ گھور کر اسے دیکھ کر بولی۔

"محبت ہے یہ۔۔۔" وہ دل کی گہرائی سے بولا۔

"محبت۔۔۔" وہ کھکھلا کر ہنسی۔

"شاویز۔۔۔میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔۔سو۔۔۔ہٹو۔۔۔" اس نے اسے پیچھے کیا اور بڑے ٹرے میں نمکو،، بسکٹس اور سموسوں کی پلیٹوں کو بالترتیب رکھا۔

"جینی۔۔۔یہ مذاق نہیں ہے۔۔۔" وہ کڑھ کر بولا۔

"اچھا۔۔۔تو کیا آپ مسٹر شاویز۔۔۔مجھے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟؟" اس نے طنزیہ سوالیہ انداز میں اس کے قریب آکر کہا۔

"ہاں۔۔۔!!نکال دوں گا آنکھیں۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

very funny

"۔۔ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"اچھا۔۔۔باقی کا مذاق اب بعد میں۔۔۔اور ہاں۔۔۔آج کوئی تماشا نہ لگانا پلیز۔۔۔؟" اس نے ٹرے اٹھائی اور وہاں سے جانے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ مذاق نہیں ہے جینی۔۔۔" وہ بولتا رہا جبکہ جنت مسکراتے ہوئے اسے لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے باہر آموجود ہوئی۔

"بھئی۔۔۔ آپکی بچی تو ہمیں بہت بھائی ہے۔۔۔ بہت خوبصورت ہے۔۔۔ ماشاءاللہ۔۔۔" وہ جنت کو میز پر ٹرے رکھتے ہوئے دیکھنے لگی اور پیار سے بولیں۔

"بہن نصیبوں کی بات ہے۔۔۔ ہمارے نصیب میں آپکے گھر کی جنت لکھی ہوئی ہوگی سوچا نہیں تھا۔۔۔ اتنے اچھے لوگوں سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔۔۔ اندازہ نہیں تھا۔۔۔" وہ مسکرا مسکرا کر بولیں۔

"جی۔۔۔ چائے دو نا آنٹی کو۔۔۔" ممانی جان نے اسے کہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی۔۔۔ ممانی جان۔۔۔" وہ مسکرائی اور چائے کا کپ پرچ میں رکھ کر انہیں باری باری دینے لگی۔ اسی اثناء میں شاویز وہاں آنمودار ہوا۔

"یہ یہاں۔۔۔ کیوں۔۔؟؟" وہ چائے پکڑاتے ہوئے اچانک سے اسکے وہاں آجانے پر خود ہی سے سوالیہ بولی۔

"شاویز۔۔بیٹا۔۔۔کب آئے آفس سے؟؟" اس سے پہلے وہ کسی سے بات کرتا سامعیہ جلدی سے بولیں۔

"بس ابھی۔۔۔" اس نے گھور کر مسزہارون کے بیٹے(جہانگیر) کو گھور کر دیکھا جو جنت کی طرف بغور دیکھ رہا تھا اور پھر اپنی ماں کو جواب دیا۔

"اچھا۔۔۔بیٹھو بیٹا۔۔" مسزہارون محبت سے بولیں۔

"یہ۔۔۔شاویز ہے۔۔۔۔ہمارا سب سے چھوٹا بیٹا۔۔۔" ماموں جان(ندیم)ہارون صاحب کو بتانے لگے۔

"اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔۔" وہ مسکرائے اور شاویز سے ملنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

بمشکل ہی شاویز نے خندہ پیشانی سے ان سے ملاقات کی مگر اس کو سب سے زیادہ غصہ اس(جہانگیر) پر آ رہا تھا جو جنت کو بغور دیکھے جارہا تھا۔جہانگیر نے بھی اسے ملنے کے لیئے ہاتھ آگے بڑھایا جس پر اس نے برائے نام ہی اس سے ہاتھ ملایا۔

گھر کے باقی افراد چھپ کر مہمانوں کو دیکھ رہے تھے جن میں ایمل، سدرہ اسکی بہنیں اور مہر اسکے چچا کی بیٹی تھی۔۔۔کیونکہ اماں بی نے ندیم اور نعیم اپنے دونوں بیٹوں کی بچیوں کو سامنے آنے سے منع کر دیا

تھا۔ کیونکہ وہ اس معاملے میں ذرا سخت تھیں۔۔۔ جسکو دیکھنے آئے ہیں۔۔۔ بس اسی کو دیکھیں۔۔۔ یہی سوچ تھی انکی۔۔۔ جبکہ ندیم صاحب کی بڑی بہو اور بیٹا ہنی مون کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔

"کیا نام ہے آپکا۔۔۔" آخر شاویز بولا۔

"جی۔۔۔ جہانگیر۔۔۔" وہ ہولے سے بولا۔

"ام م م۔۔۔ امی۔۔۔۔ ابو۔۔۔۔ آپ بھی ناں! اور اماں بی۔۔۔۔ آپ اتنی سادہ لگتی تو نہیں۔۔۔" وہ رک رک کر کچھ سوچتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولا۔ جبکہ بڑی اور چھوٹی ممانی جان پریشانی سے اس کا چہرہ پڑھنے لگیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جنت جہانگیر۔۔۔۔ اف ف ف۔۔۔" وہ بے حد دکھ سے بولا۔

"کتنا عجیب لگ رہا ہے ناں؟؟ ہے کہ نہیں؟؟" وہ سب کی طرف دیکھ کر بولا جبکہ جنت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں اور باقی گھر والے حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"بھئی۔۔۔ مسٹر جہانگیر آپ۔۔۔۔ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔ دیکھنے سے لگتا تو نہیں کہ کم عقل ہیں آپ؟؟" وہ طنزیہ بولا۔

"ندیم صاحب۔۔۔ یہ۔۔ آپکا بیٹا۔۔ کیا کہہ رہا ہے؟؟؟" ہارون صاحب سنجیدگی سے بولے۔ اور بات کرتے کرتے رکے۔

"ارے بہن۔۔۔ ہم تو آپکو معزز لوگ سمجھ کر آئے ہیں یہاں۔۔۔ اور یہ آپکا بیٹا۔۔۔" مسز ہارون اسکی حرکت پہ سخت برہم ہوئیں۔

"معزز لوگ سمجھ کر۔۔۔" شاویز ہنسا۔

"تو اب گویا کہ ہم معزز نہیں رہے؟؟ تو اٹھیے اور اپنے گھر کی راہ لیجیئے۔۔۔" وہ ہنسا اور طنزیہ مزید کھکھلایا۔ اماں بی اور باقی سب اسکی اس حرکت پر بے حد حیران ہوئے۔

ایمل، سدرہ اور مہر بھی ہکی بکی رہ گئیں۔۔۔ وہ ڈرائینگ روم کے دروازے سے اندر کا منظر صاف دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جبکہ ڈرائینگ روم میں مہمانوں کی طرف سے سخت برہمی کا اظہار تھا جسے دیکھ کر وہ تینوں تیزی سے وہاں سے ہٹ گئیں۔۔۔ اماں بی، ندیم اور نعیم نے بہت معذرت کی مگر اس کے باوجود بھی وہ انہیں روک نہ پائے جبکہ جنت اس معاملے کو دیکھ کر وہاں سے فوراََ باہر آگئی۔ نعیم اور زیبا نے بھی اپنی راہ لی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”میں پوچھتی ہوں آخر بناء اجازت کے تم وہاں آئے ہی کیوں؟؟“ یہ اماں بی تھیں جو شعلہ کی طرح بھڑک کر شاویز سے پوچھ رہی تھیں جبکہ شاویز نظریں جھکائے سہما ہوا بس زمین پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔

”اماں بی۔۔۔بچہ ہے۔۔۔ آپکو تو پتہ ہے ناں!!“ سامعیہ ہکلاتے ہوئے ہولے سے بولیں جس پر ندیم صاحب نے گھور کر اس کو دیکھا۔

”یہ۔۔۔بچہ ہے؟؟ حد کرتی ہو سامعیہ تم بھی۔۔۔“ وہ تقریباً غصہ سے بولے۔

”اب تم دونوں میاں بیوی لڑنا بند کرو۔۔“ اماں بی نے دونوں کو خوب جھاڑ پلائی۔

”مگر اماں بی۔۔۔“ ندیم صاحب مزید بولنے کی کوشش کرنے لگے۔

”بس جاؤ تم لوگ یہاں سے۔۔۔مجھے آج اس سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔“ وہ حکمیہ انداز سے بولیں۔

”جی۔۔۔“ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر شاویز پر نظر ڈالتے ہوئے فوراً سے باہر نکل گئے۔

"ہاں تو۔۔۔برخودار۔۔۔مسئلہ کیا ہے تمھیں آخر؟؟"اب کے انہوں نے قدرے نرمی سے استفسار کیا۔

"اماں بی۔۔۔آپ نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔وہ جہانگیر۔۔۔وہ کسی طرح سے جنت کے لائق ہے ہی نہیں۔۔۔تو پھر آپ۔۔۔" وہ تمھید باندھتے ہوئے ذراسی ہمت سے اس سے پہلے اپنی بات مکمل کرتا اماں بی اپنی گرجدار آواز میں بولیں۔

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ کون کس کے لائق ہے؟؟اور کون نہیں؟؟ہاں؟؟بولو؟؟"

"اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔" وہ سہم کر بولا۔

"کیا وہ؟؟آخر کیا دشمنی ہے تمھاری جنت سے؟؟جو کوئی اس کا رشتہ دیکھنے آتا ہے۔۔تم یہی حال کرتے ہو ان کا۔۔۔جیسا آج ان لوگوں کے ساتھ کیا۔۔بلکہ ان لوگوں کے ساتھ تو حد ہی کر دی تم نے بدتمیزی کی۔۔"

"اماں بی۔۔۔غلطی ہو گئی۔۔۔" وہ شرمندگی کا اظہار کرنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اس کے چہرے سے شرمندگی کسی حد تک بھی معلوم نہیں ہو رہی تھی۔

"غلطی۔۔۔؟؟" انہوں نے اسے مزید گھور کر دیکھا۔

”آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟“ وہ مزید الجھیں۔

”جنت کو۔۔۔“ وہ دبی آواز میں بولا۔

”کیا؟؟ کیا کہا؟؟“

”وہ۔۔۔اماں بی۔۔۔“ وہ ہکلایا۔

”ابھی تو جنت پڑھ رہی ہے۔۔تو آپ کیوں؟؟“

”دیکھو بیٹا۔۔۔“ وہ نرمی سے اسکو ٹوکتے ہوئے بولیں۔

”ہم جو کر رہے ہیں اسکی بھلائی کے لیے کر رہے ہیں۔“

”مگر اماں بی۔۔۔“ وہ پھر سے بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”ارے بس۔۔۔بہت ہو گیا۔۔ تمھیں سمجھ نہیں آرہی میری بات کی؟؟“ وہ الجھ کر برہم مزاجی سے بولیں۔

”بحث پہ بحث کیے جا رہے ہو فضول میں۔۔۔اور آج کے بعد اس قسم کی حرکت تم نے کی تو بہت برے سے پیش آؤں گی تمھارے ساتھ۔۔۔“

”سمجھے۔۔۔“

”ابھی کونسا پھولوں کے ہار پہنا رہی ہیں۔۔۔“ وہ نیم مسکراہٹ پیش کرتے ہوئے بولا۔

”کیا کہا تم نے؟؟“ وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”نہیں۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔“

”اچھا۔۔۔اب میں جاؤں؟؟“ وہ جان چھڑواتے ہوئے بولا۔

”میری بات تمھاری سمجھ میں آگئی ہے تو جا سکتے ہو۔۔۔“

"عشق کبھی عاشقوں کو سدھرنے نہیں دیتا۔۔۔تو مجھے کیا خاک سمجھ آئے گی۔۔۔" وہ گردن ہلا کر پلٹ کر ڈرائنگ روم سے باہر آتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

"نجانے کیا کہا ہو گا اماں بی نے اسے۔۔۔" سامعیہ باہر کھڑی ندیم صاحب سے کہہ رہی تھیں۔

"لو آگیا تمھارا لاڈلہ۔۔۔اسکے تاثرات دیکھ کر لگ نہیں رہا کہیں سے بھی کہ اسے اماں بی کے کچھ کہنے کا ذرا سا بھی اثر ہوا ہے۔۔۔" ندیم صاحب شاویز کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولے۔

"آپ تو بس۔۔۔ہاتھ دھو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں میرے بچے کے۔۔۔" وہ شاویز کی طرف پیار سے دیکھ کر پھر ندیم صاحب سے رونے والے انداز سے بولیں۔

"یہ تمھاری ڈھیل اور حمایت کا ہی نتیجہ ہے سامعیہ بیگم۔۔" وہ قدرے غصہ سے بولے اور پھر وہاں سے چلدیئے جبکہ انہوں نے لاپرواہی سے انکی بات کو سنا اور ان سنا کرتے ہوئے شاویز سے لاڈ پیار کرنے لگیں۔

"میرے بچے نہ کیا کرو ایسا۔۔ کوئی جنت کے ساتھ ناانصافی نہیں کر رہا۔۔ تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔۔"

"ارے میری ماں۔۔ ٹینشن ناٹ۔۔ اماں بی کونسا کوئی دیو ہیں۔۔ جن سے اتنا ڈرتی ہیں آپ؟؟" وہ انکے گلے کے گرد اپنی بانہیں پھیلاتا ہوا بے حد لاڈ سے بولا۔

"شاویز۔۔ دادی ہیں تمہاری۔۔ ایسا نہیں کہتے۔۔۔" انہوں نے اسے منع کیا مگر اسکے لفظوں پہ خود کو ہنسنے سے روک نہ پائیں۔

"ویسے ایسا ہی ہے ناں۔۔" وہ انہیں آنکھ مارتے ہوئے بولا اور مسکرایا۔

"شاہ ویز۔۔" انہوں نے اسے شکایتی نظروں سے گھورا تو وہ مزید کھکھلا کر ہنسا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔ معمول کے مطابق وہ مغرب کے بعد لیپ ٹاپ پر اسائنمنٹ کا ہی کام کر رہی تھی۔ اس نے جنت کو بغور دیکھا مگر جنت نے اسکے کوئی بات نہیں کی۔ جو کچھ شاویز نے کیا وہ پہلی دفعہ تو ہوا نہیں تھا مگر مہر کی آنکھوں میں اک عجیب سی شرارت تھی۔۔۔ ایک شک تھا جسے سمجھتے ہوئے جنت نے لاپرواہی سے اسے دیکھا اور پھر لیپ ٹاپ پر نظریں جمالیں۔

"ڈیر کزن۔۔۔ نظریں کیوں چرا رہی ہو؟؟" مہر نے آخر خاموشی توڑتے ہوئے دبی مسکراہٹ سے کہا۔

"نظریں؟؟ بھلا میں کیوں چراؤں گی۔۔۔" وہ ہولے سے ہنس دی۔

"امممم۔۔۔۔ تو پھر خاموش کیوں ہو بھلا؟؟"

"یار دل نہیں چاہ رہا میرا بات کرنے کو۔۔۔" وہ چڑ کر تھکی ہوئی بولی۔

"جنت۔۔۔" مہر تھوڑی آہستگی سے بولی۔

"ہاں۔۔" وہ کام کرتے ہوئے اسے جواب دینے لگی۔

"مجھے تو لگا تھا آج بات بن ہی جائے گی۔۔ خیر کیا کر سکتے ہیں۔۔"

اسکی بات پہ اس نے اسے لاپرواہی سے دیکھا اور پھر سے لیپ ٹاپ پہ اپنا کام کرنے میں مگن ہو گئی۔ مہر سمجھ چکی تھی کہ اسے اس حوالے سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

"ایک بات پوچھوں؟؟" اس نے گہرے انداز سے اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں۔۔۔"

"اگر جھوٹ نہ بولو تو؟؟" اس نے شرطیہ انداز میں کہا۔

"پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے مہر؟؟" وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

"اچھا۔۔۔پہلے یہ لیپ ٹاپ تو بند کرو۔۔"

"اچھا بابا۔۔۔یہ لو۔۔۔کہو اب؟؟" اس نے لیپ ٹاپ کو بند کیا اور آخر کار اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی؟؟"

"نہیں یار۔۔۔پہلے سٹڈیز کمپلیٹ ہو لیں پھر۔۔ مگر۔۔' ' وہ افسردگی سے بولتے ہوئے رکی۔

"مگر؟؟ مگر کیا؟؟"

"جیسے ماموں اور ممانی جان کہیں گے۔۔۔مجھے ویسے ہی کرنا ہوگا ناں! اور سب سے بڑھ کر اماں بی کا فیصلہ ہے یہ۔۔۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔

"اف ف ف۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ جنجھلائی۔

"آخر تم کہتی کیوں نہیں ان سے کچھ۔۔۔"

"کیا کہوں ان سے؟؟" اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں تمھیں۔۔" وہ غصہ سے بولی۔

"اچھا اب غصہ تو نہ کرو۔۔۔" وہ ہولے سے ہنس دی۔

"جنت۔۔۔" وہ بےزاری سے اسکی ہنسی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا ہے؟؟ ریلیکس۔۔۔۔" وہ مہر کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔

"تم سے اچھا تو شاویز ہے۔۔۔کم از کم تمھاری خاطر بول تو لیتا ہے۔۔"

”مہر۔۔۔ چلو۔۔۔ چلیں۔۔۔ کچن میں بہت سا کام کرنے والا پڑا ہے۔۔“ وہ اسکی بات کو لاپرواہی سے سنتے ہوئے سنجیدگی سے بولی جبکہ مہر نے شاویز کے نام لیے جانے پر اس میں ایک عجیب سی تبدیلی محسوس کی۔

☆☆☆☆☆☆

کچن میں داخل ہوتے ہی دونوں نے کھانا بنایا۔ اتوار تھا سو اتوار کو دونوں کی رات کے کھانے میں ڈیوٹی ہوتی تھی، جو دونوں کی طرف سے رضاکارانہ طور پر خود ہی قبول کی گئی تھی۔

ایمل اور سدرہ کی مدد سے مہر نے ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگایا، مگر جنت تھی کہ کچن میں غیر ضروری کاموں کو کھولے بیٹھی انہیں اگنور کر رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”آجاؤ اب تم بھی باہر۔۔۔“ مہر کچن میں فوراََ سے داخل ہوئی۔

”آتی ہوں۔۔۔“ وہ رومال سے پلیٹوں کو صاف کرتے ہوئے جان بوجھ کر مصروف ہوئی۔

”جنت۔۔۔ یہ بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔۔۔“ اس نے اسکے ہاتھ سے رومال اور پلیٹیں پکڑیں۔

”مہر۔۔۔میرا جی نہیں چاہ رہا۔۔“ وہ اکتائی۔

”تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔ہمارے گھر میں جب تک تم ڈائننگ ٹیبل پر موجود نہ ہو۔۔۔اماں بی
کسی کو چمچ تک نہیں پکڑنے دیتیں۔۔“ وہ اسے یاد دہانی کروانے لگیں۔

”مہر۔۔میں ماموں اور ممانی جان کو کیسے فیس کروں گی۔۔ہر بار۔۔ہر بار انہیں شاویز کی وجہ سے شر مندگی اٹھانا پڑتی ہے۔اور وجہ میں ہی ہوں۔۔“ وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

”اف ف ف۔۔“ مہر نے اسے بغور دیکھا، اور لمبی سانس بھری۔

”تم وجہ نہیں ہو۔۔ سمجھی۔۔۔شاویز نے جو بھی کیا بہتر ہی کیا۔۔اب فضول میں یہاں کھڑے رہنے سے باہر موجود گھر والوں کے پیٹ پر ظلم کر رہی ہو۔۔“ وہ اسے سمجھاتے ہوئے مذاحیہ انداز میں کھکھلا ئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئی۔

”اتنی دیر کیوں لگا دی آنے میں ؟؟“ اماں بی نے دونوں کو کرسی پر بیٹھتے ہوئے دیکھا اور پریشانی سے بولیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔جنت کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔" مہر رک کر بولی۔

"کیا ہوا؟؟" شاویز فوراً سے بولا جس پر سب گھر والوں نے ایک دوسرے کو حیران کن نگاہوں سے دیکھا۔

"بہت بھوک لگی ہے مجھے تو۔۔۔ آپیہ اتنی دیر کیوں لگا دی۔۔۔" سدرہ موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے تیزی سے بولی۔

"اماں بی اجازت ہو تو۔۔۔کھانا کھالیں اب؟؟" ایمل شرارتی انداز میں دریافت کرنے لگی جس پر اماں بی ہنس پڑیں۔

سب نے کھانا شروع کیا جبکہ شاویز کا برابر دھیان جنت پر ہی تھا مگر وہ اسے اگنور ہی کر رہی تھی۔

"کیسی ہو جنت بیٹی اب؟؟" اماں بی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی ٹھیک ہوں۔۔"

"بھلا بتا دیتیں۔۔ آج کچن میں کھانا ہم بنا لیتے۔۔" ممانی جان زیبا نے پریشانی کا اظہار کیا۔

”نہیں۔۔ ممانی جان۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ بس ذرا اسائنمنٹ کا کام کرتے کرتے تھک گئی تھی۔۔۔“ وہ وجہ بیان کرنے لگی تو انہوں نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا جو بات تو ان سے کر رہی تھیں مگر سنانا کسی اور کو چاہتی تھیں۔

”ویسے بھی کھانا تو مہر نے بنایا ہے۔۔ میں نے تو بس اس کی ہیلپ کی ہے۔۔“ اس کی وضاحت پہ مہر نے اسے کہنی مار کر چپ کروایا۔

”کوئی بات نہیں۔۔ سیکھ لو گی تم بھی دھیرے دھیرے سب۔۔“ زیبا کی ذو معنی بات کو سبھی نے اگنور کیا۔

”امم مم۔۔۔ مہر تم بہن کا سر دبا دینا کھانے کے بعد۔۔“ ندیم ماموں بولے۔

”جی۔۔۔ تایا جان۔۔۔“ وہ ہولے سے مسکرائی۔

”نہیں ماموں۔۔۔ اسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔“ جنت بھی ہولے سے مسکرائی اور نظریں جھکائے ہوئے بولی۔

"ابو جی۔۔۔ یہ مہر آپیہ سر نہیں دبائیں گی۔۔۔ بلکہ سر کھائیں گی بہت۔۔۔" ایمل مذاحیہ انداز سے بولی جس پر ندیم صاحب اور نعیم صاحب دونوں کھکھلا کر ہنسے اور مہر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"بچو۔۔ لڈو میں ہراتی ہوں تمہیں۔۔ ٹینشن نہ لو۔۔" مہر زیر لب مسکرائی تو ایمل ہنستی رکی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ اب اسکی خیر نہیں۔

"اچھا۔۔۔اماں بی۔۔۔ چلتا ہوں میں۔۔۔ صبح جلدی جانا ہے آفس۔۔۔" نعیم صاحب اٹھے۔

"پاپا۔۔۔ مگر چائے؟؟" مہر فوراً سے بولی۔

"چائے پی لی تو نیند نہیں آئے گی۔۔۔ زیبا دودھ لے آنا۔۔" انکی بات پہ زیبا کے منہ سے عاجزانہ انداز میں صرف جی ہی نکلا۔

"میری چائے جنت کو دے دینا۔۔۔ مزید فریش ہو جائے گی۔۔" وہ جنت کے پاس آکر اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے اور وہاں سے چلے گئے۔

باری باری سب اٹھے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔اس وقت وہاں سامعیہ، زیبا اور شاہ ویز موجود تھے۔ ایمل اور سدرہ دونوں گپیں لگانے میں مصروف تھیں جبکہ مہر اور جنت برتن سمیٹنے میں مصروف تھیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں ہیلپ کروادوں؟؟" شاہ ویز فوراََ سے آگے بڑھا تو سامعیہ نے اسے اشارۃََ دور رہنے سے منع کیا۔

"تم تو ہر وقت بچی کی ہیلپ میں لگے رہتے ہو۔۔" زیبا کے لفظوں طنز واضح تھا۔

"امی۔۔۔" مہر نے زور دے کر کہا تو وہ خاموشی سے مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی، لیکن سامعیہ کو اسکی یہ بات بہت حد تک چبھی تھی۔ اور جنت کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

وہ دونوں بھی چچی کے طنز پہ ہکا بکا رہ گئیں، تبھی سامعیہ نے انہیں مخاطب کیا۔

"چلو۔۔۔۔ بچیو۔۔۔ ایمل سدرہ۔۔۔۔ تم لوگ بھی اٹھو۔۔۔ صبح جلدی سکول جانا ہے۔۔۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی۔۔۔ امی جی۔۔۔" دونوں بھی وہاں سے اٹھیں اور چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں بی کے دو بیٹے تھے۔ ندیم صاحب بڑے بیٹے تھے اور نعیم صاحب چھوٹے۔

ندیم صاحب کے ہاں اولاد میں دو بیٹے شماز اور شاویز اور دو بیٹیاں سدرہ اور ایمل تھیں۔ جبکہ نعیم صاحب کے ہاں صرف ایک بیٹی ہی پیدا ہوئی تھی۔۔۔ مہر۔۔۔

مہر کی پیدائش کے فوراً بعد ہی۔۔۔ اماں بی کی

بیٹی شاہینہ کے ہاں جنت پیدا ہوئی مگر اس دوران وہ چل بسی۔۔۔ شاہینہ کے جانے کے بعد اسکے کے سسرال والوں نے اسکی کی بیٹی کو اس کے ننھیال والوں کو یہ کہہ کر سونپ دیا کہ "کبیر نواز' اسے اپنانا نہیں چاہتا۔۔ اور آپ بھی اس سے رابطہ نہ کریں تو بہتر ہو گا۔"

جنت کا باپ لندن میں تھا۔ اسکے گھر والوں کا اسکی دوسری شادی کا منصوبہ تھا جس کے باعث اس سے جنت کی پیدائش چھپائی گئی۔۔۔ بلکہ یہی بتایا کہ دونوں کی موت واقع ہو گئی ہے۔

وہ چاہتے تھے کہ کبیر پاکستان آکر اپنی کزن سے دوسری شادی کر لے، تبھی اسکو بتایا گیا کہ اسکی بیوی کے ساتھ ساتھ بیٹی بھی مر گئی ہے۔

مگر کبیر کے گھر والوں کی سازش ناکام ہو جاتی ہے کیونکہ اس خبر کو سن کر کبیر صاحب پاکستان کبھی نہ آنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں کیونکہ وہ شاہینہ اور اپنی بیٹی کی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے۔۔ یوں اسکے گھر والوں کا منصوبہ تو ناکام ہوا ہی دوسرا وہ کبیر سے رابطے سے بھی جاتے رہے۔ اور یہاں جنت کے ننھیال والوں میں سے کسی نے بھی کبیر صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ شاہینہ کی نشانی کو اپنے گھر کی جنت بنا کے پاس ہی رکھ لیا۔ اسے اتنا پیار دیا کہ اسے کبھی کسی محرومی کا احساس ہی نہیں ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

تن تنہا بالکنی میں ٹہلتے ہوئے وہ آج ہونے والے واقعے کو سوچ رہی تھی۔۔۔بلاشبہ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی مگر اب اس کی یہ بار بار ہونے والی حرکت سے وہ عاجز آچکی تھی۔۔ کبھی وہ شاویز کی باتوں کو سوچتی تو کبھی اس واقعہ کو جس میں شاویز نے جہانگیر اور اس کے گھر والوں کو بے عزت کیا۔۔ ابھی وہ اسی سوچ میں مگن ہی تھی کہ ٹھنڈی ہوا نے رات کی تاریکی میں اس آگھیرا۔۔۔ سردی کی پہلی لہر تھی جو کہ اسے شدت سے محسوس ہورہی تھی ہوا سے اسکے بال اڑ رہے تھے۔۔۔اسی ثناء میں شاویز اسکے پاس آموجود ہوا۔

"تم یہاں؟؟اکیلی؟؟" وہ حیرت سے بولا۔

وہ اپنے خیالات سے نکلی اور اسے اپنے سامنے دیکھ کر ہڑبڑا سی گئی۔

"تم یہاں؟؟اور کوئی تماشا باقی ہے تو وہ بھی کرسکتے ہو تم۔۔" وہ جھنجلائی۔

"تماشا؟؟جینی۔۔؟" وہ آہستگی سے بولا۔

"ہاں!تماشا۔۔" اس نے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"ہٹو میرے راستے سے۔۔۔" وہ بے مروتی سے بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جینی۔۔۔رکو تو۔۔" اس نے اسکا ہاتھ پکڑا جس سے وہ جاتے جاتے رکی۔

"شاویز۔۔۔پلیز۔۔۔ہاتھ پکڑے بغیر بھی بات ہو سکتی ہے۔۔" اس نے غصہ سے کہا اور ہاتھ کو چھڑوا یا۔

"ہاں!ہو تو سکتی ہے۔۔۔مگر۔۔۔تم میری بات سنتی ہی کہاں ہو؟؟" وہ سوالیہ بولا۔

"ہاں۔۔۔تو بات کرو ناں!بکواس سننے کے لیے میرے پاس ٹائم نہیں۔۔۔" وہ اکڑ کر بولی۔

"بکواس؟؟کیا یہ سب بکواس لگتا ہے تمھیں؟؟" وہ پاگلوں کی طرح بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں!!ایک دم بکواس۔۔۔" وہ سر کو جھٹک کر بولی اور پھر وہاں سے تیزی سے ہوتے ہوئے اپنے کمرے تک آئی جبکہ وہ اسکے جواب پر سپاٹ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا ہی رہ گیا مگر کتنے دیے اسکے دل میں بجھے۔۔۔کتنے شیشے ٹوٹے۔۔۔یہ وہی جانتا تھا۔۔۔دل کا خون آنکھوں میں پانی بن کر بہنے لگا جسکو اس نے فوراً سے صاف کیا اور آسمان کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہو گیا۔اسے وہ سب یاد آنے لگا جو ماضی میں گزر چکا تھا۔۔۔وہ سب حسین پل جو کبھی جینی کے ساتھ گزرے۔۔۔مگر یہ رشتے والی بات سے دونوں کی دوستی میں ایک خلا سا آ گیا تھا۔

”بکواس نہیں ہے یہ۔۔“

”یہ سب بکواس نہیں تو کیا ہے؟؟؟ ایک تو تم میری اجازت کے بناء میرے کمرے میں گھس آئے ہو اور اوپر سے دیدہ دلیری تمہاری۔۔ تمہیں احساس تک ہی نہیں۔۔“ وہ اس پہ چیخی۔

”اور تمہیں احساس ہے؟؟ جو بناء اجازت لیئے میرے دل پہ قبضہ کیے ہوئے ہو؟؟؟ بولو؟؟؟“ وہ بھی اسی کے انداز میں بولا جس پہ وہ شاکڈ ہو کر رہ گئی۔۔

☆☆☆☆☆

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”وہ! آج ڈرائیور کی جگہ تم؟؟“ مہر کھلکھلا کر ہنسی اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے تیزی سے فرنٹ سیٹ پر آموجود ہوئی۔

”ہاں!! گھر جا رہا تھا۔۔۔ اماں بی کا فون آیا کہ ڈرائیور گاؤں گیا ہے۔۔۔ سو۔۔۔“ وہ بولتے بولتے جنت کی آمد پر رکا۔ اس نے ایک نظر شاویز کو دیکھا اور باہر ہی کھڑی رہی۔

"ارے۔۔۔ تم۔۔۔ رک کیوں گئی؟؟" مہر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اس نے ہاتھوں میں موجود کتابوں کو مضبوطی سے گرفت میں لیا اور بمشکل ہی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی جبکہ شاویز تشویشی انداز میں گاڑی کے شیشے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اب تم آہی گئے ہو تو ڈرائیور کی جگہ ہمیں شاپنگ کے لیے ہی لے چلو۔۔۔" مہر نے مسکرا کر کہا۔

"ڈرائیور کی جگہ آیا ہوں!!ڈرائیور نہیں ہوں میں۔۔۔" وہ اسے یاد دلانے کی کوشش کرنے لگا اور اسکے ساتھ ہی کار ڈرائیو کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوہ! یہ تو مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"مجھے بک شاپ سے کچھ بکس لینی ہیں۔۔۔" جینی نے اطلاع دیتے ہوئے کہا مگر وہ سنا شاویز کو ہی رہی تھی مگر اسکا دھیان شاویز پر نہیں تھا۔

"اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔" اس نے اسے دیکھا مگر جینی نے نظریں گھماتے ہوئے باہر موجود مناظر کو بغور دیکھنے لگی۔

”کیا ٹھیک ہے؟؟ کمینے۔۔۔“ وہ اس پر آ جھپٹی۔

”میں نے کہا تو تمھیں یاد آ گیا کہ ڈرائیور نہیں ہو تم۔۔۔اور اب اس نے کہا تو ٹھیک ہے؟؟“ وہ چلائی۔

”اوہ!! مہر۔۔۔ریلیکس۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔“ وہ بمشکل جان چھڑواتے ہوئے بولا۔

”کیا ٹھیک ہے؟؟“ وہ جنجھلائی۔

”لے جاؤں گا مارکیٹ۔۔۔شاپنگ کے لیے۔۔۔“ وہ چبا چبا کر بولا اور ہولے سے مسکرایا۔

اس کا پورا دھیان جنت پر تھا مگر جنت نے اک نظر اٹھا کر بھی اسے دیکھا نہیں تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”کونسی بک چاہیئے؟؟ بتادو۔۔۔“ اس نے گاڑی کو روکا اور پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا۔

”نہیں،۔۔ میں خود لے آتی ہوں۔۔۔“ اس نے بے مروتی سے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

”اوہ کم آن! جینی۔۔۔۔دے دو اسے ہی۔۔۔“ مہر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

وہ ایک لمحے کے لئے رکی اور پھر خاموشی سے اسے ایک پرچی دی جس پر بک کا نام درج تھا۔شاویز نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

"جینی!۔۔۔مسئلہ کیا ہے تمھارا؟" مہر گویا ہوئی۔

"کیا مطلب؟؟؟"

"مطلب یہ ہے کہ۔۔۔شاویز کے ساتھ الجھی الجھی سی کیوں ہو تم؟"

"بس میرا دل نہیں کرتا اس سے بات کرنے کو۔۔۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

"دل نہیں کرتا۔۔۔یا؟؟؟" وہ دبی سی ہنسی سے بولی۔

"یا۔۔۔؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"لو آ گیا تمھاری بک لے کر۔۔۔" مہر نے اسے دور سے آتا دیکھا اور مسکرائی۔

"بس اب۔۔۔مارکیٹ کی طرف چلو۔۔۔" شاویز کے بیٹھتے ہی مہر فوراََ سے بولی۔

”نہیں ہوتی دیر۔۔۔ صرف دس منٹ۔۔۔۔ پلیز۔۔۔“ وہ التجائیہ بولی۔

”اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ دس منٹ۔۔۔ مطلب دس منٹ۔۔۔ او۔۔۔کے۔۔“ جینی نے واضح الفاظ میں سمجھایا۔

”او۔کے۔۔۔ بابا۔۔۔۔ او۔کے۔۔۔ اب چلیں؟؟؟“ وہ جینی سے کہتے ہوئے پھر شاویز سے بولی، جو کہ بس حیرت سے دونوں کی باتوں میں مگن تھا۔

”ہاں۔۔۔“ وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے کار ڈرائیو کرنے لگا۔

”لو بھئی۔۔۔ آ گئی۔۔۔ تمھاری مارکیٹ۔۔۔ اب جو چاہیئے جلدی سے لے کر آؤ۔۔“ وہ تیزی سے بولا۔

”بڑا احسان کر رہے ہو تم مجھے یہاں لا کر۔۔۔۔“ وہ لڑتے ہوئے بولی۔

”مہر لے تو آیا ہے ناں۔۔۔ اب لڑ کیوں رہی ہو؟؟ دس منٹ میں واپس آؤ۔۔“ جنت نے سمجھاتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”دس منٹ۔۔“ وہ کھکھلائی۔

”دس منٹ تو نہیں۔۔۔ دو گھنٹے۔۔۔“ اسکی بات سن کر دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

”دو گھنٹے۔۔۔۔ مہر پاگل ہو گئی ہو؟؟“ جینی غصے سے بولی۔

”ریلیکس۔۔۔“ اس نے پر سکون انداز سے اسے کہا۔

”اور تمھیں کیا لگتا ہے کہ ہم تمھارا یہاں انتظار کریں گے؟؟“ شاویز نے سوالیہ کہا۔

”آف۔۔۔ کورس۔۔۔“ اس نے یقینی انداز سے اسے کہا اہو کار کا دروازہ کھولا۔

”نو۔۔۔نیور۔۔۔“ جینی نے تیزی سے بولا جس سے وہ رک گئی۔

”مرضی ہے۔۔“ وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے ہنسی اور وہاں سے چلی گئی۔

”حد ہوتی ہے۔۔۔“ جینی نے غصے سے کہا اور چھینکنے لگی۔

"کیا ہوا ہے؟ تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے؟" وہ فوراََ سے فرنٹ شیشے سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ اسکے چہرے سے فکرمندی صاف ظاہر تھی۔

"ٹھیک ہوں۔۔" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔

"اب کیا کریں؟؟؟"

"کرنا کیا ہے۔۔۔ گھر چلتے ہیں۔۔۔ خود ہی بھگتے یہ لڑکی اماں بی کا غصہ۔۔۔" شاویز نے فوراً سے کہا۔

"نہیں۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"اس طرح تو ہمیں بھی ڈانٹ پڑے گی۔۔"

"تو پھر؟؟ تمھارا خیال ہے کہ میں یہاں۔۔۔ فضول میں دو گھنٹے برباد کروں؟؟ جبکہ مجھے ابھی آفس میں ایک اہم میٹنگ کے لئے بھی جانا ہے۔ چچا جان انتظار کر رہے ہوں گے میرا۔۔ نئے ممبرز کے ساتھ میٹنگ ہے جو میں مِس نہیں کر سکتا۔۔ اب یہاں دو گھنٹے رکنے کا مطلب چچا اور ابا کی ڈانٹ۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اسے اطلاع دینے لگا۔

”نہیں۔۔۔یہ کب کہا میں نے کہ تم میٹینگ میں نہ جاؤ۔۔۔“ وہ فوراً سے بولی۔

”تو پھر؟؟“ وہ سوال کرنے لگا۔

”آفس ہی چلتے ہیں۔۔۔واپسی پہ اس کو پک کر لیں گے یہاں سے۔۔۔“ وہ رائے دیتے ہوئے بولی۔

”ٹھیک ہے۔۔۔مگر دو گھنٹے رکنے کی کوئی خاص وجہ۔۔؟؟ تمھیں بھی تو لے کر جا سکتی تھی نا!“ وہ الجھا۔

”تو کیا ہوا؟؟ تمھیں مسئلہ ہو رہا ہے مجھے لے کر جانے میں؟؟“ وہ جھنجھلائی۔

”نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں۔۔۔“ وہ فوراً سے بولا۔

”فار یور کائنڈ انفارمیشن۔۔۔مجھے کوئی شوق نہیں تمھارے ساتھ جانے کا۔۔مہر نے موقع ہی نہیں دیا کہ اس سے کچھ پوچھ سکوں۔۔۔“ وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لڑنے والے انداز میں بولی اور مہر کو فون کرنے لگی جبکہ شاویز لب بھینچ کر رہ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”کہاں ہو تم؟؟ آخر یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔باتیں سننے کے لئے مجھے چھوڑ گئی ہو۔۔“ اس کے انداز پر شا ویز نے شرمندگی سے اسے دیکھا۔

اس نے مہر کو خوب سنائی اور پھر اسکی طرف سے "وجہ" جان کر فون خود ہی بند کر دیا۔

”جینی۔۔۔سوری۔۔۔میرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔تم خود سے اخذ کر رہی ہو۔۔“ وہ الجھا جبکہ اس نے فون غصہ سے پٹخا۔

”برتھ ڈے ہے اس کی فرینڈ کا۔۔۔۔بہانے سے اس لئے روکا ہمیں۔۔۔کہ تم یہاں ہر گز یہاں رکنے نہیں دوگے اسے۔۔۔“ جینی نے ایک لمبی تفصیل سناتے ہوئے دل کا بوجھ ہلکا کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”اچھا۔۔۔سوری۔۔۔سوری۔۔“ وہ بار بار بولا اور گاڑی چلا دی مگر وہ منہ پھلائے ہی بیٹھی رہی۔

”تم نہیں جانتی اسکی دوست کو؟؟“ وہ کشمکش میں مبتلا ہوا۔

”تم پھر شروع ہو گئے؟؟ میں جانتی ہوتی تو اسکی دوست مجھے بھی انوائیٹ کرتی نا۔۔اب پلیز مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا۔۔ شام میں اسی سے تفتیش کر لینا۔۔“ وہ تقریباً اکتا سی گئی تھی۔

”جینی۔۔۔“ اس نے ارد گرد دیکھا اور آہستگی سے بولا جس پر وہ زچ ہو کر بولی۔

"جی؟؟ اور کوئی بات۔۔۔"

"آگے آکر بیٹھ جاؤ یار۔۔۔" وہ گاڑی روکتے ہوئے بولا۔

"مجھے نہیں بیٹھنا یہاں۔۔۔" وہ منہ پھلا کر بولی مگر پھر اس کی رونی صورت دیکھ کر کچھ لمحے کے بعد وہ اٹھی اور بمشکل ہی فرنٹ سیٹ پر آ موجود ہوئی۔

"تھینک گاڈ۔۔۔" شاویز نے دل ہی دل میں شکریہ ادا کیا۔

"جینی۔۔۔ایک بات پوچھوں؟۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں۔۔۔" اس نے اکڑ کر جواب دیا۔

"جینی۔۔۔ آخر اتنا بدلاؤ۔۔۔ کس لئے۔۔۔؟؟" وہ رونے والے انداز میں بولا۔

"جب تم نے بات پوچھ کر ہی رہنی تھی تو سوال کیوں پوچھا؟؟؟" وہ ہنسی اور سوالیہ بولی۔

Anyway"

۔۔۔بدلاؤ کیسا؟؟؟"

"جینی۔۔۔ہماری دوستی ایسی ہر گز نہیں تھی۔ جیسی۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کر تا جینی نے بھنوئیں اچکا کر اسے دیکھا۔

"تمھیں وقت نہیں دے پاتا ناں

i know that!!

۔۔لیکن جوں ہی بھائی جان آئیں گے ناں۔۔سب نارمل ہو جائے گا۔۔۔ابھی ابو کو۔۔۔"

"پلیز۔۔شاویز۔۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔" وہ اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔

"اور رہی بات دوستی کی تو دوست تو ہم آج بھی ہیں اور رہیں گے۔۔۔مگر۔۔"

"مگر۔۔۔" وہ تشویشی انداز سے بولا۔

"مگر تمھاری فضول قسم کی باتیں۔۔۔۔اور تمھاری حرکتیں۔۔۔

i hate all these

۔۔۔" وہ نقاہت سے بولی

۔

"فضول؟؟" وہ گاڑی چلاتے چلاتے رکا۔

"ہاں۔۔!ایک دم فضول۔۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب جلدی کرو۔۔۔اس سے پہلے تمھاری میٹنگ۔۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی شاویز فوراً سے بولا۔

"بے فکر رہو۔۔۔ضرورت نہیں تمھیں میری فکر کرنے کی۔۔۔" وہ اکڑ کرنا گواری سے بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جب نظروں سے گرا ہی چکی ہو تو اب؟؟اس سب کا مطلب؟؟"

"شاویز۔۔۔This is to much

۔۔۔" وہ غصے سے بولی۔

"تم غلط سوچ رہے ہو۔۔"

شاہ ویز نے اسے غصہ سے دیکھا اور اپنا فوکس کار ڈرائیو کرنے پہ ہی رکھا۔

"شاہ ویز۔۔ تم جانتے ہو اچھے سے کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔۔ اب کیوں تم ایسی باتیں کر رہے ہو؟؟"

"پلیز۔۔ جینی۔۔ تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ میں نے یہ سب کیوں اور کس لیئے کیا۔۔ اور یہ تب تک کرتا رہوں گا جب تک۔۔ تم میری محبت کو قبول نہ کرلو۔۔" اس نے کمپنی کے باہر گاڑی روکی اور گاڑی سے باہر آیا۔ اور دوسری سائیڈ پر آکر اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

"اب اسے میری دھمکی سمجھو یا ضد۔۔" اسکے لہجے میں مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ دھمکی تھی، جسے محسوس کرتے ہوئے وہ حیران رہ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

شاہ ویز اس حد تک جارحانہ انداز میں بات کر سکتا ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

"بچے آئے نہیں ابھی تک۔۔۔؟؟" اماں بی نے سامعیہ سے پوچھا۔

"پتہ نہیں ہے۔۔۔شاویز کا فون بھی نہیں لگ رہا۔" وہ وجہ بتانے لگیں۔

"اندازہ تھا مجھے اس لڑکے کی لاپرواہی کا۔۔۔" اماں بی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے بیٹھیں۔

"اماں بی۔۔۔ آج میٹنگ بھی تھی تو۔۔۔" ندیم صاحب فوراسے بولے۔

"ہاں تو؟؟ بچیاں بیچاری وہاں انتظار میں ہوں گی۔فون لگاؤ ندیم اسکو۔۔۔" وہ حکم دینے لگیں۔

"جی۔۔اماں بی۔۔" وہ صوفے پر بیٹھے اور فون ملانے لگے۔

"آپ کے لیے سوپ لے آؤں؟؟" سامعیہ فوراً سے بولی۔

"نہیں۔۔رہنے دو۔۔۔ آج اچھا ہوتا میں چلا جاتا۔۔۔۔" وہ غصہ سے فون کو پٹختے ہوئے بولے۔

"کیا ہوا؟؟" سامعیہ گھبرائی۔

"فون ہی آف جارہا ہے تمھارے لاڈلے کا۔۔۔" وہ بولے اور غصہ سے اٹھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”آپ کہاں جا رہے ہیں؟؟“ سامعیہ سوالیہ بولی۔

”کہاں جا سکتا ہوں آخر؟؟“ وہ جنجھلائے۔

”آپ کی طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔۔“

”ٹھیک ہوں میں۔۔۔ کم از کم فون تو اسے آن رکھنا چاہیئے تھا۔“ ندیم صاحب غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے بولے۔

”ندیم بیٹا۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ نعیم کو فون لگاؤ۔۔۔“ اماں بی ذرا نرمی سے بولیں جس پر ندیم صاحب کو ان کا حکم ماننا پڑا اور دل ہی دل میں سامعیہ نے شکر ادا کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆

”جی۔۔ ماموں جان۔۔۔ ہم بس آ رہے ہیں۔۔۔“ جینی نے خود کو کرسی کا سہارا دیتے ہوئے کہا۔

”مگر بیٹی۔۔۔ تم آفس میں۔۔ وہاں کیا کر رہے ہو تم لوگ؟؟“ ندیم صاحب پریشانی سے بولے۔

"ماموں جان۔۔۔بے فکر رہیئے۔۔۔اصل میں۔۔شاویز کو میٹینگ اٹینڈ کرنا تھی۔۔۔سو۔۔۔ہم نے سوچا۔۔ہم لوگ ذرا کمپنی میں گھوم پھر آئیں۔۔۔" وہ شوخیہ انداز سے بولی۔

"بیٹی۔۔۔ کمپنی نہ ہو گئی کوئی شاپنگ مال ہے کیا؟؟" وہ ذرا سختی سے بولے۔

"سوری۔۔ماموں جان۔۔۔" وہ رونے والے انداز میں بولی۔

"جلدی پہنچو۔۔۔تم لوگ۔۔۔" وہ حکم صادر کرتے ہوئے فون رکھ کر اماں بی کو اطلاع دینے لگے۔

"نعیم میٹینگ میں ہے۔۔۔ جینی نے فون ریسیو کیا۔۔بے فکر رہیئے۔۔ آرہے ہیں۔۔۔" وہ انہیں پر سکون کرتے ہوئے بولے جس پر اماں بی نے ہولے سے گردن ہلائی اور خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔کیونکہ انہیں اس وقت سب سے زیادہ غصہ سحیل پہ آرہا تھا۔

"کس کا فون تھا؟؟" نعیم صاحب نے اپنے آفس روم میں داخل ہوتے ہی اسے فون کے قریب پایا تو پوچھا۔

"وہ۔۔گھر سے۔۔۔" وہ ہکلائی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”اچھا۔۔۔! یہ مہر کہاں ہے؟؟؟“ وہ کرسی پر بیٹھے فائل کو پکڑ کر بولے۔

”وہ۔۔۔ماموں جان۔۔۔وہ۔۔۔“ وہ مزید ہکلائی۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی شاویز داخل ہوا۔

”چلو۔۔۔ چلیں۔۔۔“ وہ اس سے بولا۔

”ہاں۔۔ چلو۔۔۔“ وہ فوراً سے اٹھی۔

”ارے بھئی مہر اندر کیوں نہیں آئی؟؟“ نعیم صاحب کرسی پر بیٹھے مزید فائلز کو ٹٹولنے لگے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”وہ۔۔۔“ دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا اور بہانہ سوچنے لگے۔

”ہاں۔۔وہ۔۔ گاڑی میں۔۔۔“ وہ بہانہ گڑھتے ہوئے بولا اور فون کو جان بوجھ کر کان کے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

"ہاں بس آرہے ہیں۔۔۔ چلو جینی۔۔۔۔ چلو چلیں۔۔" وہ اسکو اشارے سے جلدی چلنے کا بول کر فوراً سے خود باہر آموجود ہوا۔

"شکر ہے بچت ہوگئی۔۔۔"

"ہاں۔۔ مگر اب جلدی کرو۔۔۔" جینی تیزی سے باہر کی طرف نکلی اور گاڑی میں آموجود ہوئی۔

"آرہے ہو تم لوگ؟؟ کہ میں خود ہی چلی جاؤں؟؟" مہر فون پر شاویز کو دھمکا رہی تھی۔

"حد ہوتی ہے۔۔۔ پہلے ہی تمھاری وجہ سے اتنا وقت ہوگیا ہے اور تم ہو کہ اب بھی۔۔۔" وہ غصہ سے ذرا دکھی انداز میں بولا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا اب بھی؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ اینی۔وے۔۔۔۔ تم وہاں ہو کس کے ساتھ؟؟؟" وہ تفشیشی انداز میں بولا۔

"کیوں؟؟" وہ زور دے کر بولی۔

”جینی نے تمھیں بتایا نہیں؟؟“ وہ سوال کرنے لگی۔

”ہاں بتایا ہے۔۔۔ مگر میں تمھارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ۔۔۔“

”کیا نہیں لگتا؟؟“ وہ فون پر چیخی۔

”یہی کہ تم دوستوں کے ساتھ نہیں۔۔۔بلکہ معاملہ کچھ اور ہے۔۔۔“ وہ شکی انداز میں بولا اور فوراً سے گاڑی میں بیٹھا۔ جینی نے نظر اٹھا کر بغور اسکی طرف دیکھا جس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔

”اوہ! کم آن۔۔۔کچھ باتیں پرسنل بھی ہوتی ہیں شاویز۔۔“ وہ کھکھلائی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”پرسنل۔۔۔“ وہ ہنسا۔

”بے فکر رہو۔۔ آج جاتے ہی اماں بی کو بتا دوں گا سب۔۔۔“ وہ دھمکی دیتے ہوئے بولا۔

”اوہ! رئیلی۔۔۔۔ چلو میرا کام آسان ہو جائے گا۔۔۔ویسے بھی۔۔۔ڈانٹ مجھ سے زیادہ تمھیں پڑے گی۔۔۔“ وہ کھکھلا کر ہنسی جبکہ اسکے سامنے بیٹھا سجیل ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔" وہ زیرلب آہستگی سے بولا مگر جینی کو اسکی آواز صاف سنائی دے رہی تھی جس پر وہ حیرت سے بس ہونٹوں کو سیے اسے دیکھنے لگی۔

"تو کب آرہے ہو دونوں مجھے پک کرنے؟؟" وہ شرارتی انداز میں ہنسی۔

"مہر۔۔" وہ آگ بگولہ ہوا۔

"ریلیکس۔۔۔ایم ریڈی۔۔۔آتے ہی مس کال کر دینا۔۔" وہ ہنسی اور فون رکھ دیا۔

"ارے میں تمھیں ڈراپ کر آتا ہوں مہر۔۔" سہیل بولا۔

"ارے نہیں۔۔۔مار نہیں کھانی مجھے گھر سے۔۔۔" وہ کھلکھلائی۔

دوسری طرف شاویز نے فون کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے جینی کی طرف دیکھا جو کہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"پوچھو گی نہیں کہ کیا کہا اس نے؟؟" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں۔۔۔" اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"کیا کہا؟؟"

"نواب زادی دھمکیاں دینے پہ اتر آئی ہے۔۔۔ ہمیں دھمکی دے رہی ہے کہ اگر اس کا نام لیا گھر جا کر تو ڈانٹ ہمیں پڑے گی وغیرہ۔۔وغیرہ۔۔" شاویز تلخی سے بولا۔

"اچھا۔۔۔ریلیکس۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولی جس پر وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

"جنت۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں۔۔۔" وہ باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولی۔

"لک ایٹ می۔۔۔" اس کے کہنے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا واقعی تمھیں میں فضول لگتا ہوں؟؟؟"

”لو۔۔پھر سے شروع ہو گیا یہ۔۔“ وہ زیرِلب خود سے بولی۔

”تم نہیں۔۔۔ تمھاری باتیں ہیں فضول۔۔اب پلیز۔۔۔میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔“ وہ قدرے سنجیدگی سے بولی۔

”اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمھارا اور میرا دوستی کا رشتہ ختم نہ ہو تو۔۔۔پلیز۔۔۔“ وہ موبائل کو کان کے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔

جس پر وہ ساکت رہ گیا۔ مگر چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہ سکا۔

”ہیلو۔۔۔ٹو بوتھ آف یو۔۔۔“ مہر تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”جلدی بیٹھو یار۔۔۔“ جنت فوراً سے باہر آموجود ہوئی اور اس سے اشارۃً بولی۔

”اوہ۔۔ہو! تم بیٹھو یار۔۔۔“ مہر فوراً سے بولی۔

”نہیں۔۔۔میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔“ وہ مسکرائی اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی مگر اس کی بات سن کر شاویز نے مایوسی کے ساتھ اسے دیکھا مگر پھر مہر کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔

"چلو۔۔۔ آؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔ لگتا ہے جھگڑا ہوا ہے تم لوگوں میں۔۔۔" مہر بیٹھی اور شرارتی انداز میں بولی۔

"ہاں۔۔۔ کچھ لوگوں کو جھگڑا کرنے کی عادت ہوتی ہے۔۔۔ شاویز طنزیہ انداز سے بولا جس پر مہر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اور کچھ لوگوں کو فضول بحث کرنے کی۔۔۔" جواباً جنت نے طنزیہ کہا جس پر مہر کھکھلا کر ہنسی۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی تم لوگوں کی۔۔
اینی وے۔۔۔ جلدی چلاؤ۔۔۔" وہ حکمیہ انداز سے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چلا تو رہا ہوں۔۔۔ اب اڑانے سے تو رہا میں اس گاڑی کو۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔۔
"تو ہوائی جہاز خرید لو نا۔۔ اب اتنے تو امیر ہم ہیں ہی۔۔۔' مہر آنکھ مارتے ہوئے بولی لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی اسکی بات پہ ردِ عمل کا اظہار نہ کیا سو اسے چپ رہنا ہی مناسب لگا۔
"کیا سڑیل کزن ملے ہیں مجھے بھی۔۔ اف ف ف۔۔'

☆☆☆☆☆

وہ سب گھر پہنچے تو وہاں ایک عجیب سا ہی سماں تھا۔۔(زیتون بیگم) اماں بی چھڑی کو زمین پر ٹکائے گھڑی کی ٹک ٹک کو سننے میں محو تھیں اور انکی آنکھیں دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ جیسے ہی وہ تینوں داخل ہوئے اماں بی نے سبھی کو روکا۔۔اس سے پہلے وہ سلام دعا کرتے اماں بی فوراً سے بول اٹھیں۔

"یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا؟؟" وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولیں جس پر غالباً شام کے چار بج رہے تھے۔

"اماں بی وہ۔۔۔اصل میں۔۔" جنت نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"تم چپ رہو۔۔" وہ غصہ سے بولیں۔

"مجھے اس سے پوچھ لینے دو۔۔" وہ شاویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔

"اماں بی۔۔وہ۔۔" مہر بولی۔

"تم سے نہیں پوچھا کچھ بھی۔۔۔جاؤ تم لوگ یہاں سے۔۔۔" اماں بی کے ایک اشارے پر وہ دونوں بھاگی بھاگی وہاں سے ایسے غائب ہوئیں جیسے وہاں تھیں ہی نہیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اب کہٹرے میں اماں بی اور شاویز ہی موجود تھے۔ بات چاہے بڑی ہو یا چھوٹی۔۔۔ اماں بی کو بس شاویز پر غصہ کرنے کا بہانہ چاہیئے تھا۔ اور وجہ یہ تھی کہ شاویز کو آج تک انہوں نے جو بھی سمجھایا اس نے ہر دفعہ اس کے بر عکس ہی عمل کیا اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

☆☆☆☆☆

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر2

● جانا پہچانا اجنبی

"تمھیں بھیجا تھا انہیں لینے۔۔۔اور تم اپنی میٹینگ کے چکر میں بچیوں کو۔۔۔" اس سے پہلے کہ اماں بی بات مکمل کرتیں سامعیہ فوراً کمرے میں داخل ہوئی۔

"اماں بی۔۔۔جانے دیں۔۔ آ تو گئی ہیں نا بچیاں۔۔۔اب آپ خواہ مخواہ۔۔۔"

"کیا خواہ مخواہ؟؟ سامعیہ۔۔۔لاپرواہ ہو گیا ہے یہ بچہ۔۔۔مت برتو اتنی رعایت اس کے ساتھ۔۔۔" شاویز اس کی بات سن کر ایک دم مسکرا دیا اور دل ہی دل میں سرگوشی کرنے لگا۔

"ابھی یہ رعایت برت رہی ہیں نا جیسے آپ۔۔۔دیکھو ذرا۔۔۔مجال ہے۔۔۔کسی بات کا جو اثر ہو اس پر۔۔۔برابر مسکرائے جا رہا ہے۔۔" وہ جھنجلائیں جس پر سامعیہ نے اسے گھورا مگر وہ پھر بھی باز نہ آیا۔

"اچھا میں جاؤں۔۔" وہ شرارتی انداز میں مسکراتے ہوئے اجازت لینے لگا جس پر اماں بی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اماں بی۔۔۔تھوڑی سی رعایت برتیں۔۔۔" وہ طنزیہ کھکھلایا جس پر سامعیہ ہنس پڑی۔

"جاؤ۔۔۔دفع ہو جاؤ۔۔۔شرم نہیں آتی۔۔۔بزرگوں کا مذاق اڑاتے۔۔۔" انہوں نے غصہ سے سامعیہ کی طرف دیکھا۔ اماں بی کی اس پر نظر پڑتے ہوئے سامعیہ بھی سنجیدہ ہوئی اور شاویز کو اشارۃً وہاں سے جانے کا کہنے لگی۔

☆☆☆☆☆

”نعیم۔۔۔“ زیبا بیڈ کی دوسری سائیڈ پر بیٹھتے ہوئے ان سے بولی جبکہ وہ اپنے حساب کتاب میں مصروف تھے۔

”میں سوچ رہی تھی۔۔۔ کیوں ناں ہم۔۔۔ جنت کے ساتھ ساتھ مہر کا بھی کچھ سوچیں۔۔؟؟ آخر کو مہر بڑی ہے جنت سے۔۔“

”ہوں۔۔۔“ وہ اپنے کام میں مصروف تھے۔

”نعیم۔۔۔“ وہ انہیں بغور دیکھتے ہوئے چڑی۔

”یہ حساب کتاب یہاں بھی؟؟ میں نے کچھ کہا ہے آپ سے۔۔۔“

”ہاں۔۔ زیبا بولو۔۔۔“ وہ اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

”نعیم کیوں ناں ہم۔۔۔ مہر کا بھی کہیں رشتہ پکا کر دیں۔۔“ وہ رائے دینے لگیں۔

”مہر کا رشتہ۔۔۔؟؟“ وہ چونکے۔

”ہاں۔۔۔ اس میں چونکنے والی کون سی بات ہے۔۔ بھلا؟؟“ زیبا حیرت سے پوچھنے لگی۔

”چونکنے والی بات ہے نا۔۔۔ یہ باتیں تو اماں بی کے سوچنے کی ہیں۔۔۔ نا کہ ہماری۔۔“ وہ بری الذمہ ہوئے۔

”ٹھیک ہے اماں بی سوچیں۔۔۔ مگر ہماری بیٹی ہے وہ آخر۔۔۔“

”زیبا۔۔“ وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولے۔

”دیر آئے درست آئے۔۔۔“ وہ ہولے سے مسکرا دیئے جواباً وہ خاموشی سے بس ان کا چہرہ دیکھنے لگی مگر مزید کچھ بول نہ پائی۔

☆☆☆☆☆

"سمجھا دینا اپنے بیٹے کو۔۔ کل کوئی تماشا نہ کرے۔۔۔" ندیم صاحب سامعیہ سے بولے۔

"آپ بے فکر رہیئے۔۔" وہ ان کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے انہیں تسلی دینے لگیں۔

"کئی مرتبہ تم مجھے یہ کہہ چکی ہو۔۔۔ مگر۔۔۔ نتیجہ۔۔۔ تمھارے سامنے ہے۔۔۔ ہر بار ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑی۔۔ صرف اسی کی وجہ سے۔۔۔" وہ وضاحت کرنے لگے۔

"کل۔۔ کچھ کر نہیں پائے گا وہ۔۔" وہ ذہن میں کوئی ترکیب سوچتے ہوئے بولیں۔

"اور سارے انتظامات مکمل ہو گئے ؟؟" وہ مزید بولے۔

"جی۔۔۔ سب ہو گیا۔" وہ مسکرائیں۔

"یہ تو اللہ کا احسان ہے ہم پر۔۔۔ اور مسٹر اور مسز ہارون کی دریادلی۔۔۔ اتنی عزت افزائی کے بعد بھی آ رہے ہیں ہمارے گھر۔۔ کوئی اور ہوتا تو چار حرف بھیجتا ہم پر۔۔" سامعیہ اندر ہی اندر نادم ہوئی۔

"اور ہاں اسے یہ بھی سمجھا دینا، جیسا وہ چاہتا ہے ویسا کبھی بھی ہو نہیں سکتا۔۔ امید ہے کل بات پکی کر کے ہی جائیں۔۔ تو پلیز۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو نا۔۔۔ سامعیہ۔۔۔"

"جی۔۔ جی۔۔۔ کل ضرور رشتہ پکا ہو جائے گا۔۔۔" وہ قدرے یقین سے بولیں اور ذہن میں کچھ سوچنے میں مصروف ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆

"امی مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔ اور وہ بھی اتنی رات کو۔۔" شاویز رونی صورت بنا کر بولا۔

"شاویز اکیلے نہیں بھیج رہی تمھیں۔۔۔ ڈرائیور ساتھ ہی ہو گا تمھارے۔۔۔"

"واہ۔۔۔ صدقے جاؤں میں اپنی ماں کے۔۔۔" وہ ہنسا۔

"ڈرائیور نہ ہو گیا بیوی ہو گئی۔۔۔" وہ ان کے قریب آکر شرارتی انداز میں بولا۔

"ہٹ۔۔ دفعہ ہو پرے۔۔۔" وہ اس کو پیچھے کرتے ہوئے ہنس دیں۔

"اچھا۔۔ میرے بچے۔۔۔ جانا بہت ضروری ہے۔۔ تمھارے ماموں بیمار ہیں۔۔ ان کو یہ کچھ روپے بھجوانے ہیں۔۔" وہ بہانہ گڑھتے ہوئے بولیں۔

"کیا۔۔؟؟ وہ بیمار ہیں؟ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے؟" وہ حیرت سے بولا۔

"ہاں تو اب بتا رہی ہوں ناں۔۔۔ ابھی جاؤ گے۔۔ تو صبح پہنچو گے ناں۔۔۔" وہ تفصیلاً بولیں۔

"ہاں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔" وہ پر امیدی سے بولا۔

"ماموں جان جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ بلکہ ایسا کریں ناں۔۔۔ آپ بھی چلیں میرے ساتھ۔۔ مل بھی لیجیئے گا ان سے۔۔۔"

"نہیں میں نہیں جاسکتی۔۔۔ یہاں بہت کام ہے۔۔ کل یہاں مہمانوں نے۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں جس پر وہ چونکا۔

"مہمانوں نے؟؟ کیا مطلب؟؟"

"وہ میرا مطلب ہے۔۔۔ کوئی آتا جاتا ہے گھر پر۔۔۔ اور اماں بی اس وقت سو رہی ہیں اور ان کی اجازت لئے بغیر تو نہیں ناں جاسکتی۔۔۔" وہ بات کو فورا بدلنے لگیں۔

"اوہ گاڈ۔۔ اماں بی۔۔۔ اماں بی۔۔۔ ہر ایک کو اماں بی فوبیا ہو گیا ہے۔۔۔" وہ کھکھلایا۔

"ابو جان۔۔ چچا جان۔۔۔ گھر والے سب اور جنت۔۔۔ سبھی ان کے انتظار میں ہی کیوں رہتے ہیں۔۔۔" وہ تنگ آکر بولا۔

"بس چھوڑو۔۔۔ یہ سب۔۔ اور تیاری پکڑو۔۔۔" وہ وہاں سے جانے لگیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"امی۔۔" اس نے انہیں پیچھے سے پکارا۔

"ہاں بیٹا۔۔۔" وہ مسکرا دیں۔

"وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔ بولو۔۔۔" وہ بغور دیکھنے لگیں۔

"نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔۔" اس نے کچھ سوچا اور پھر پلکیں جھپکا کر سر کو جھٹکا۔

"آ کر بتاؤں گا۔۔ ابھی۔۔۔ جانا ضروری ہے ناں۔۔۔ کل شام میں بتاؤں گا۔۔۔" وہ مسکرایا جس پر وہ بھی مسکرا دیں۔

"ٹھیک ہے۔۔"

"اچھا۔۔ گرم چادر اوڑھ لینا۔۔ سردی بہت ہے باہر۔۔۔" وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے چلی گئیں جبکہ وہ مسکرا دیا۔

☆☆☆☆

"ویسے جنت بات تو ہے سوچنے کی۔۔۔ انکل ہارون اور ان کی مسز کیسے رضامند ہو گئے دوبارہ آنے پر؟؟" مہر صبح کے لیئے تیاری میں مصروف تھی۔ وہ ہاتھ میں چوڑیوں کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"کیوں نا ہوتے رضامند؟؟ آخر جنت آپی ہیں ہی بہت بیوٹی فل۔۔۔" ایمل تعریفی انداز میں مسکرائی۔

"تو اس کا مطلب ہے جو باقی رشتے کے لیئے آنے والے بے عزت ہو کر گئے ہیں انہیں جنت پسند نہیں آئی۔۔۔" مہر مسکرائی جس پر ایمل اور سدرہ دونوں ہنس پڑیں۔

"نہیں ایسے تو نہیں ہو سکتا۔۔۔ بس وہ ڈیزرو نہیں کرتے تھے ہماری جنت آپی کو۔۔۔" سدرہ نے تیزی سے جواب دیا جس پر جنت مسکرا دی۔

"فلسفہ جھاڑنے میں بالکل اپنے بھائی شاہ ویز پہ گئی ہو تم سدرہ۔۔ویسے اس وقت دعا کرنی چاہیئے آپ لوگو ں کو۔۔۔یہ باتیں چھوڑو۔۔۔" مہر نے جنت کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیوں دعا کیوں؟؟" ایمل اور سدرہ فورا بولیں۔

"کیونکہ تمھارا بھائی ہے ہی بہت کمینہ۔۔۔کیا پتہ انہیں بے عزت کر دے اب کی بار بھی۔۔۔" وہ شرارت سے دونوں بولیں۔

"ویسے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شاویز بھائی کو آخر مسئلہ کیا ہے؟؟" ایمل اور سدرہ کھکھلا کر ہنسیں۔

"مسئلہ فیثا غورث ہے اسکا۔۔اب کوئی الخوارزمی ہی ڈھونڈو۔۔"مہر کے اس شگوفے پہ دونوں مزید کھکھلا کر ہنسیں۔

"بس دماغ خراب ہے اس کا۔۔اسے ماہر طب کو دکھائیں نا کہ کسی ریاضی دان کو۔۔۔" جنت نے بد تمیزی سے جواب دیا تو دونوں کی ہنسی یکدم رکی۔

دونوں نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

"چلو۔۔۔ایمل سدرہ۔۔۔سو جاؤ تم لوگ۔۔رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔" جنت کے موڈ کو بھانپتے ہوئے مہر نے دونوں سے کہا جس پر وہ اٹھ کر چلی گئیں۔

"جی۔۔۔" دونوں نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔

"جنت کیا ہو گیا ہے آخر؟؟" مہر نے ڈانٹا۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس کے بارے میں۔" وہ چڑی۔

"بات نہیں کرنی مگر کیوں۔۔؟؟شاویز سے آخر اتنی پرابلم کیوں ہونے لگی ہے تمھیں؟؟" وہ بحث کرنے لگی۔

"یہ بھی میں اب بتاؤں تمھیں؟؟" وہ بحث کرنے لگی۔

"کم آن جینی۔۔۔وہ یہ سب تمھارے لئے ہی تو کرنا ہے۔۔۔" وہ مزید بولی مگر یکدم اس کی سوچ ایک دوسری سوچ پر غالب آنے لگی۔

"ایک منٹ۔۔ کہیں۔۔۔وہ تم میں انٹرسٹڈ تو نہیں ہے؟" مہر نے خیال پیش کیا۔

"ارے نہیں۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔" جینی نے تیزی سے جواب دیا اور بیڈ پر موجود چیزیں سمیٹنے لگی۔

"مجھے نہیں لگتا۔۔۔" اسکا رویہ دیکھتے ہوئے مہر نے شکی انداز میں کہا۔

"اٹس اپ ٹو یو۔۔۔" جینی نے کندھے اچکائے اور بیڈ پر موجود چیزیں کو اٹھا کر کپ بورڈ میں رکھ دیا اور واپس اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"جینی۔۔۔کیا اس نے تم سے ایسی کوئی بات کی ہے؟؟" مہر نے مزید پوچھا۔

"کیا تم اس کا ذکر چھیڑ بیٹھتی ہو۔۔پلیز۔۔۔بہت نیند آرہی ہے۔۔صبح یونیورسٹی جانا ہے۔۔"

"یونی ورسٹی؟؟ ہیلو۔۔۔مائی ڈیئر کزن۔۔۔یونیورسٹی تو صبح جانا ہی نہیں۔۔۔بہانے مت بناؤ۔۔۔بتاؤ مجھے پوری بات۔۔" مہر نے چالاکی سے کہا اور ضد کرنے لگی۔

"مہر۔۔۔" اس نے مایوسی سے کہا۔

"اس کی باتیں۔۔۔میری سمجھ سے باہر ہیں۔۔۔ایک طرف تو کہتا ہے۔۔کہ وہ مجھ سے محبت رتا ہے۔۔ اور دوسری طرف۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی۔

"اور دوسری طرف؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"دوسری طرف وہ اپنے گھر والوں کے سامنے ہر آنے والے رشتے والوں کی بے عزتی کر دیتا ہے۔"

"تو۔۔وہ تو اس لیے۔۔۔۔کہ تم اسکی پسند ہو۔۔۔تو بھلا دوسرے لوگ کیوں آئیں تمھیں دیکھنے۔۔۔؟" مہر نے سمجھایا۔

"ہاں۔۔۔۔تو وہ جیسے مجھ سے کہتا ہے۔۔۔ویسے اماں بی جب اسے ڈانٹتی ہیں۔۔۔۔تو وہ کیوں نہیں بتاتا انہیں؟؟" جینی نے سوال کیا۔

جبکہ مہر خاموش ہی رہی۔

"نہیں ہے ناں کوئی جواب۔۔۔۔!میرے پاس بھی کوئی جواب نہیں ہوتا۔۔۔۔جب یہی سوال خود سے کرتی ہوں۔۔۔۔سوائے اسکے کہ۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی۔

"کہ؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"مجھے بے قوف بنانا چاہتا ہے۔۔اسے لگتا ہے کہ باہر کسی لڑکی سے کیوں؟ گھر میں کزن ہے ناں۔۔اسی سے اپنا الّو سیدھا کر لے۔۔ لیکن سوچ ہے یہ اسکی۔۔جنت کبیر خان اسکی باتوں میں ہر گز نہیں آئے گی۔۔" وہ ذرا فخر سے بولی۔

"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو۔۔وہ سیرئیس ہو پھر؟؟" اس نے اس سے تکرار کی۔کیونکہ وہ شاہ ویز کے متعلق اسکے خیال پر حیران تھی۔

"وہاٹ ایور۔۔ لیکن میں سیرئیس نہیں۔۔" وہ کندھوں کو اچکا کر بے نیازی سے بولی۔

اسکی بات پر مہر نے خاموش لبوں سے اسکی طرف دیکھا اور پھر اسکے چہرے کی سنجیدگی کو جانچتے ہوئے بات بدلی۔

"خیر چھوڑو۔۔۔میں چائے لے کر آتی ہوں۔۔۔تم سونا نہیں اچھا۔۔" وہ اسے کہتے ہوئے اٹھی اور مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی جبکہ جینی نے موبائل اٹھایا اور اسے استعمال کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"ہم بہت معذرت چاہتے ہیں۔۔۔جو کچھ آپ کو شاویز نے کہا اس سب کے لیے دل سے معذرت کرتے ہیں ہم۔۔۔" ماموں ندیم نظریں جھکائے بولے۔

"ارے نہیں بھائی صاحب۔۔" مسٹر ہارون فوراََ بولے۔

"شاہ ویز بہنوں کی طرح اسکا خیال رکھتا ہے۔۔ بس اسی لیئے۔۔وہ جنت کے لیئے ہم سے زیادہ کیئرنگ ہے۔۔'ہم دل سے معذرت کرتے ہیں آپ سے۔۔" زیبا کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ پر نعیم صاحب نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا۔

"معذرت کیسی؟؟؟" مسز ہارون بھی خوش خلقی سے بولیں۔

"کوئی بات نہیں۔۔بس۔۔۔ہمیں آپکی۔۔۔بھانجی۔۔۔پسند ہے۔۔۔تو بس یہی ہمارے گھر کی جنت ہی بنے گی۔۔۔" وہ مزید ہنسی اور ان کے تاثرات صاف ظاہر کر رہے تھے کہ وہ دل سے خوش ہیں۔

"ہاں۔۔بہن بالکل۔۔۔جیسے آپ خوش۔۔۔" زیبا ماموں نعیم کی طرف دیکھ کر پھر مسٹر ہارون اور مسز ہارون سے بولی۔

"بس بیٹا۔۔۔قسمت اور نصیب کا کھیل ہے۔۔۔میری تو دعا ہے اللہ میری جنت کو رنگ لگا دے۔۔۔اور ما شاءاللہ سے جہانگیر جیسا شخص ہماری جنت کو کہاں مل سکتا ہے۔۔۔" اماں بی نے جہانگیر کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھا ہوا تھا اور پھر آنکھوں میں پر امیدی لیے گہرے انداز میں مسکرا دیں۔

"اماں بی۔۔۔اگر۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔۔" وہ مسٹر ہارون کی آنکھوں کے اشارے کو سمجھتے ہوئے رک رک کر بولیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”وہ یہ ہم۔۔۔۔کچھ چیزیں لائے ہیں۔۔۔اور اگر آج ہی رسم ہو جاتی تو۔۔۔بہتر ہوتا۔۔۔“ وہ پاس پڑے شاپنگ بیگ کو دیکھتے ہوئے عاجزانہ انداز میں بولیں۔

”آج۔۔۔“ اماں بی نے گہرے انداز سے کہا اور پھر کچھ سوچ کر دوبارہ بولیں۔

”ٹھیک ہے۔۔۔نیک کام میں کس بات کی دیر۔۔۔“ وہ ہنس دیں۔

”سامعیہ۔۔۔سامعیہ۔۔۔“ انہوں نے بڑی بہو کو پکارا۔

”جی۔۔۔اماں بی۔۔۔“ وہ تیزی سے آئی اور سب کو سلام کیا اور خوش دلی سے ملی۔

”یہ چیزیں لے جاؤ۔۔۔مہر کو بولو۔۔۔۔جنت کو تیار کر دے۔۔۔رسم آج ہی ہو گی۔۔“ انہوں نے اطلاع دی۔

”اماں بی۔۔۔آج۔۔۔مگر۔۔؟“ سامعیہ ہکلائی۔

”ہاں۔۔۔تو۔۔۔اچھا ہے ناں!“ ندیم صاحب فوراً سے بولے جس پر سامعیہ نے پوری بات کیے بغیر ہی چیزیں پکڑیں اور وہاں سے چلدی۔

”زیبا۔۔۔تم بھی ذرا۔۔۔معاملات کو دیکھو جا کر۔۔۔“ اماں بی نے زیبا کو آہستگی سے کہا جس پر وہ اٹھی۔

”اور بھائی صاحب۔۔۔کاروبار کیسا جا رہا ہے؟؟“ ہارون صاحب نے دریافت کیا۔

”بس۔۔۔اللہ کا کرم ہے۔۔۔آجکل چھوٹا بیٹا ہی کاروبار سنبھال رہا ہے۔۔بڑا بیٹا اور بہو تو ماشاءاللہ سے انگلینڈ گئے ہیں۔۔۔“ وہ ایک لمبی تفصیل بتانے لگے۔

”امممم۔۔۔۔وہ شاویز نظر نہیں آ رہا۔۔۔“ آخر جہانگیر نے خاموشی توڑی اور کافی کشمکش کے بعد ندیم صاحب سے پوچھ ہی ڈالا جس پر اماں بی نے یکدم نظر اٹھا کر جہانگیر کو دیکھا اور پھر ندیم صاحب کو۔

ندیم صاحب دھیما سا مسکرائے۔

”وہ۔۔اصل میں۔۔۔ماموں بیمار ہیں اس کے۔۔۔بہاولپور گیا ہے ذرا۔۔۔“ وہ خوش خلقی سے بولے۔

”اوہ!اچھا۔۔۔“ جہانگیر نے تاسف سے کہا اور مزید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اماں بی بولیں۔

”اور سناؤ بیٹا۔۔۔آجکل کیا ہو رہا ہے؟؟کاروبار کیسا جارہا ہے؟؟“

”جی۔۔۔بہتر۔۔۔“وہ مسکرادیا اور یوں اماں بی نے اسے شاویز سے متعلق گفتگو کرنے سے دور رکھتے ہوئے اپنی باتوں میں ہی مصروف رکھا۔

☆☆☆☆☆☆

”تائی جی۔۔۔کوئی کام ہے تو بتائیے؟“ مہر کچن میں آموجود ہوئی اور ارد گرد رکھی گئی چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

”نہیں۔۔سب کام ہو گیا۔۔۔“ انہوں نے پلیٹوں کو ٹرے میں بالترتیب رکھا اور اس سے بولیں۔

”تیار ہو گئی جنت؟؟“

”جی۔۔۔میں نے اسکو تیار کر دیا ہے۔۔۔مگر کیا فائدہ تائی جی۔۔۔اتنی تیاری کا۔۔۔“ وہ افسردگی سے بولی۔

”کیوں؟کیوں فائدہ نہیں؟؟“ وہ چونکی۔

”آپ بہتر جانتی ہیں۔۔۔شاویز کو۔۔۔اور۔۔۔“

”شاویز یہاں نہیں۔۔۔“ انہوں نے مہر کی بات تیزی سے کاٹی جبکہ وہ حیرت سے ان کی طرف گویا ہوئی۔

”یہاں نہیں؟؟تو پھر کہاں؟؟“

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جہاں بھی ہے۔۔۔ مگر بے فکر رہو۔۔۔ کوئی بد مزگی نہیں ہو گی آج۔۔۔" وہ پر مطمئن تھیں اور پر اعتماد بھی، جس پر مہر پریشان ضرور ہوئی مگر پھر ان کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے وہ خود بھی مسکرا دی۔

"امی۔۔۔ آجائیں۔۔۔۔ اماں بی بلا رہی ہیں۔۔۔" سدرہ کچن میں آئی۔

"ہاں۔۔۔بس۔۔۔ آئی۔۔۔۔ ایمل کہاں ہے سدرہ؟"

"جی۔۔۔امی وہ آپی جنت کے پاس بیٹھی ہے۔۔۔" سدرہ نے اطلاع دی اور پھر چیزیں باہر میز پر رکھنے لگی۔

"بھابھی۔۔۔ بھابھی۔۔۔" زیبا انہیں پکارتے ہوئے تیزی سے آئیں۔

"ہاں۔۔۔ زیبا۔۔۔ بس۔۔۔ چائے تھرماس میں ڈالنی رہ گئی ہے۔۔۔۔" سامعیہ تیزی سے چائے کی پتیلی سے ڈھکن ہٹایا۔

"امی۔۔ دیکھا اسے؟ کیسی لگ رہی ہے وہ؟؟" مہر نے تعریف وصول کرنے کی غرض سے پوچھا۔

"بہت خوب۔۔۔"

"ویسے آج تو انہوں نے رشتہ پکا کرنا تھا کہ منگنی۔۔ پھر یہ سب اتنی جلدی اور اچانک کیوں امی؟؟؟" زیبا نے اسکے سوال کو اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا کیونکہ اسکی اگلی بات میں ہی مہر کے لیئے جواب تھا۔

"یہ۔۔۔ آج سناٹا سا کیوں ہے گھر پر۔۔۔" وہ ارد گرد نظر دہراتے ہوئے ذرا طنزیہ بولیں مگر اسکے چھپے ہوئے لفظوں کا مطلب سامعیہ خوب سمجھ چکی تھی کہ وہ شاویز کو ہی تلاش کر رہی ہے۔

"ارے امی سناٹا کہاں؟؟ مہمان باہر بیٹھے ہیں۔۔۔ ان کے قہقہوں کی آوازیں۔۔۔ سنیں ذرا۔۔۔" اس نے ایک نظر سامعیہ کی طرف دیکھا جس نے زیبا کی بات کو اگنور کیا اور دوسرے ہی لمحے اپنی ماں سے بولی جس پر زیبا ہولے سے مسکرا دی۔

"ہاں۔۔۔اچھا۔۔۔چلو جلدی کرو۔۔۔آج کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہونی چاہیئے۔۔۔چلو آجاؤ۔۔۔" وہ طنزیہ بولی اور فوراً ہی چلی گئیں، سامعیہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور چپ ہی رہی، جبکہ مہر کو یہ بات بہت محسوس ہوئی۔

"تائی جان۔۔۔" اس نے انہیں بغور دیکھا۔

"امم م۔۔۔ہاں۔۔۔" وہ تھرماس میں چائے ڈالتی ہوئی بولیں۔

"تائی جان۔۔۔اداس مت ہوں۔۔۔آپ کو تو پتہ ہے ناں! امی کی عادت کا۔۔۔وہ۔۔۔تو۔۔۔بس۔۔۔" مہر اندر ہی اندر شرمندہ ہوئی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔" اور ہولے سے انداز میں مسکرادیں۔

"اچھا۔۔۔یہ سب لے جاؤ۔۔۔میں جنت کے پاس ہو آؤں۔۔۔" انہوں نے کچھ چیزیں اور چائے بھرا تھرماس اسے دیا۔

"جنت کے پاس۔۔۔" اس نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔! تم لے جاؤ۔۔۔یہ سب۔۔۔یہ نہ ہو اس سے پہلے اماں بی خود آجائیں۔۔۔۔" وہ ہولے سے ہنستے ہوئے بولیں جس پر وہ بھی ہنس دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیسی عجیب زندگی ہے۔۔۔شروع سے لے کر اب تک ہر فیصلہ، ہر حکم اماں بی کا ہی میں نے مانا ہے۔۔۔سچ کہتے ہیں۔۔۔بزرگوں کے فیصلوں سے زندگی میں رونق آجاتی ہے۔۔۔لیکن اماں بی کا یہ فیصلہ؟؟ کیا ٹھیک ہے؟؟ زندگی کی عارضی چیزوں کے لیے تو کبھی یہ خیال ہی نہیں آیا کہ ان کا فیصلہ غلط ثابت ہوگا یا درست۔۔۔مگر اب کی بار۔۔۔نجانے کیوں۔۔۔جی چاہتا ہے۔۔۔"

وہ شیشے کے سامنے بیٹھی قیمتی جوڑے میں ملبوس خود سے باتیں کرنے میڈ اس قدر مصروف تھی کہ سامعیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور تیزی سے اپنے خیال کو خود سے دور کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے الفاظ "جی چاہتا ہے" سے آگے نامکمل ہو گئے۔

"ممانی جان آپ۔۔۔ آیئے۔۔۔" اس نے فوراً سے دروازہ کھولا۔

ہلکے گلابی جوڑے اور نفیس جیولری میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"بیٹھیئے۔۔۔" وہ تھوڑا پریشان ہوئی مگر پھر بھی مسکراتی ہوئی بولی۔

"بہت اچھا لگ رہا ہے یہ رنگ تم پہ۔۔۔" انہوں نے تعریف کی۔

"شکریہ۔۔۔ مگر سچ کہوں تو ممانی جان۔۔۔ یہ جیولری بہت ہیوی ہے۔۔۔" اس نے شکریہ ادا کیا مگر پھر جیولری سے الجھتے ہوئے بے زار ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ ساری چیزیں ہی قیمتی ہیں بیٹا۔۔۔ میری دعا ہے۔۔۔ تمھاری زندگی میں ان چیزوں کی چمک سے زیادہ چمک ہو۔۔۔ مگر بیٹا۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں۔

"کیا ہوا؟؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"جنت۔۔۔ وہ۔۔۔ شاویز۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں۔

"کیا آج پھر شاویز نے۔۔۔؟؟" وہ خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولی مگر سامعیہ خاموش ہی رہی جس پر وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"پتہ تھا مجھے۔۔۔ کہ آج بھی ویسا ہی ہو۔۔۔ نجانے مسئلہ کیا ہے اسے مجھ سے۔۔۔ جب مجھے اماں بی کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تو وہ کیوں نہیں سمجھ جاتا۔۔۔ ممانی جان۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں مزید یہ توہین نہیں سہہ سکتی۔۔۔" وہ بولتی چلی گئی جبکہ اسکی آواز کانپنے لگی۔

”مگر۔۔جنت۔۔۔“ وہ بولیں مگر جنت تیزی سے بولی۔

”کیا مگر؟؟ ممانی جان۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے نہیں چاہیئے اسکی کوئی ہمدردی اور نہ ہی اسپورٹ۔۔۔“

”مگر بیٹا۔۔۔اس نے ہمیشہ تمھیں اپنا دوست سمجھا ہے۔۔۔۔بھلا وہ کیسے غلط ہونے دے گا تمھارے ساتھ۔۔۔“ انہوں نے بات کو گول مول کیا۔

”ممانی جان؟؟؟ آپ بھی؟؟“ وہ شکوہ کرنے لگی۔

”کچھ غلط نہیں ہو رہا میرے ساتھ۔۔۔۔جب مجھے ہی اس سے محبت نہیں تو اسکی یکطرفہ محبت کا فائدہ؟؟“ وہ پھٹ پڑی۔

” محبت کی تو بات ہی نہیں کی میں نے۔۔؟؟“ وہ نہایت نرمی سے اسکی آنکھوں میں کچھ ٹٹولنے کی کوشش کرنے لگیں جبکہ اتنا سنتے ہی جنت نے گردن کو خم دے کر سر کو جھکا لیا اور اسکے لبوں پر ایک خاموشی طاری ہو چکی تھی۔

”یکطرفہ محبت؟؟ اب سمجھی۔۔۔شاویز بہاولپور جانے سے پہلے مجھے کیا بتانا چاہتا تھا۔۔“ وہ دکھ سے بولیں۔

”بہاولپور؟؟“ جینی نے سوال کیا۔

”ہاں۔۔وہ یہاں نہیں۔۔۔“ انہوں نے تصدیق کی۔

”مگر۔۔۔آپ نے تو۔۔۔“ وہ قدرے ٹھنڈے لہجے سے بولی۔

”ہاں۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا آج۔۔۔اور بے فکر رہو۔۔۔اسکے ماموں کی بیماری کا بہانہ کر کے میں نے اسے بہاولپور بھجوا دیا رات کو۔۔۔تا کہ آج کا دن۔۔۔سکون سے گزرے۔۔نہ تمھارے لیے اذیت بنے اور نہ میرے لیے۔۔۔“ وہ رک رک کر بولیں جبکہ جینی بس حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"لیکن۔۔۔جنت۔۔اگر۔۔تم چاہو تو۔۔۔میں تمھیں اپنے شاویز کے لیے مانگ سکتی ہوں۔۔۔" وہ پر امید ہوئیں۔

"ممانی جان۔۔۔ایسا نہیں کر سکتی میں کبھی۔۔۔میں اماں بی کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتی۔۔۔" وہ الجھتے ہوئے بولی۔

"جنت۔۔۔ایک دفعہ سوچ لو بیٹی۔۔ منگنی کے لیئے نیچے مت آنا۔بلکہ بیماری کا بہانہ کر لینا یا کچھ اور۔۔۔ باقی سب میں سنبھال لوں گی۔۔۔" انہوں نے گہرے تاثر سے کہا اور پھر وہاں سے خاموشی سے اٹھ آ ئیں جبکہ جینی اندر ہی اندر پریشان ہونے لگی وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

ہزاروں سوال، ہزاروں باتیں اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھیں اور اسکا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

بیٹے کی محبت میں ہی وہ اسے بہانہ کرنے کا مشورہ دے کر آئی تھیں۔۔ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کہتی۔سامعیہ کسی حد تک پر امید تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ جینی کبھی بھی اسکا ساتھ نہیں دے گی۔۔۔ جینی نے شروع سے لے کر آج تک وہی کیا جو اماں بی نے چاہا اور اس فیصلے میں بھی اس نے وہی سوچا۔

"سامعیہ۔۔۔کیا ہوا؟؟ بہو؟؟ تمھاری طبعیت تو ٹھیک ہے ناں!" اماں بی نے اسے مہمانوں میں گم سم بیٹھے دیکھا تو پوچھ ہی ڈالا۔

"جی۔۔بس۔۔۔ایسے ہی۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرا دیں۔

"اچھا۔۔جاؤ مہر۔۔۔جنت کو لے آؤ۔۔۔" اماں بی کی ہدایت پر مہر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ وہاں سے چلی گئی اور اسکے ساتھ ساتھ ایمل اور سدرہ بھی سیڑھیاں چڑھنے لگیں۔

"بہن جی۔۔۔اور سنائیے۔۔۔" مسز ہارون خوش خلقی سے بولیں۔

"جی۔۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔۔" سامعیہ ہنس کر بولیں۔

"پریشان نہ ہوں۔۔۔۔آپ کے بھائی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔" وہ پر امیدی سے بولیں۔

"جی۔۔۔ آمین۔۔۔" اس نے ایک نظر ندیم صاحب، اماں بی اور سب گھر والوں پر ڈالی اور پھر ان کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ماشاء اللہ۔۔۔" مسز ہارون جنت کو مہر، ایمل اور سدرہ کے ہمراہ سیڑھیوں سے اترتا دیکھ کر محبت سے بولیں۔ جہانگیر نے بھی اپنی جھکی نظروں کو اٹھایا اور مسکرا دیا۔

سامعیہ جو مسکرا رہی تھی اسکے چہرے کی مسکراہٹ غائب سی ہو گئی۔وہ جو سوچ رہی تھی ویسا نہیں ہوا تھا۔ ہزاروں آنسوؤں کے قطرے اس کے اندر گرنے لگے تھے مگر پھر بھی وہ برابر مسکرا رہی تھی۔شاید وہ سمجھ چکی تھیں کہ جینی مجبور ہے ٹھیک ویسے ہی جیسے وہ۔۔۔۔بس اماں بی کے حکم کی تعمیل ہی دونوں کی زندگی میں اہمیت رکھتی تھی۔

"ماشاء اللہ۔۔۔۔ہماری بیٹی۔۔۔ہماری بہو۔۔۔" ہارون صاحب کی آنکھوں میں خوشی کی عجیب چمک تھی۔

جنت نے نظر اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور اپنا سر انکے آگے جھکایا۔ مسٹر اینڈ مسز ہارون نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔

سامعیہ پر اسکا دھیان پڑتے ہی اس نے شرمندگی سے انہیں دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔

سامعیہ کی شکایتی نگاہیں اسے بے چین کرنے کے لیئے کافی تھیں۔ آخر وہ اس سے نظریں ملاتی بھی تو کیسے ؟؟؟

"آؤ۔۔۔ بیٹی یہاں۔۔۔" مسز ہارون نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔

"بس۔۔۔ آج سے یہ چاند کا ٹکڑا ہمارا ہوا۔۔" وہ کھکھلا کر ہنس دیں جبکہ جہانگیر نے نہایت محبت سے جینی کے چہرے پر نظریں جمادیں مگر وہ تھی کہ بس سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"ہاں۔۔۔ بھئی کیوں نہیں۔۔۔" اماں بی کھکھلا کر ہنس دیں۔

"جہانگیر ادھر آؤ۔۔۔" مسز ہارون خود اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور انگوٹھی کی ڈبیہ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھمادی۔

وہ اس کے پاس آبیٹھا اور اسے گہری نظر سے اسے دیکھنے لگا۔ مگر وہ تھی کہ اب بھی سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔

"مجھے لگتا ہے۔۔۔ یہاں قرآنِ پاک پڑھا جا رہا ہے یا پھر کوئی نصابی کتاب۔۔" وہ ذرا مذاحیہ انداز میں بولا جس پر سب ہنس دیئے۔ اب کی بار اس نے جھکا ہوا سر تھوڑا سا اوپر اٹھایا۔

"بھئی۔۔۔ اماں بی۔۔۔ ہم جھکی ہوئی نظروں کے قائل ہیں۔۔ جھکے ہوئے سر کے نہیں۔۔" وہ اماں بی کو مخاطب کر کے بولا مگر سنا وہ جینی کو ہی رہا تھا۔

اماں بی کو اسکا یہ انداز اچھا لگا تھا۔ انہوں نے اسکی بات پہ صرف مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

"سر جس کا جھکا ہے اس کو بولیئے ناں جہانگیر بھائی۔۔۔ اماں بی کو بھلا کیوں۔۔۔" وہ جہانگیر سے مسکرا کر بولی، جبکہ اماں بی نے اسے گہری نظر سے اسے گھورا جس پر مہر خاموش ہو گئی۔

"برا مت مانئیے گا۔۔جہانگیر ایسا ہی ہے۔۔خوش مزاج۔۔۔اور مذاحیہ بھی۔۔۔" مسز ہارون ہنس دیں جبکہ اماں بی خاموشی سے بس مسکرا دیں۔

وہ جنت کے لیئے اپنے کیے گئے انتخاب پہ بے حد خوش تھیں۔

"مجھے لگتا ہے آپ مجھے اپنا ہاتھ بھی نہیں پکڑائیں گی۔۔" وہ اس کے کان کے قریب جا کر ہولے سے بولا۔ مگر وہ چپ ہی رہی۔

رِنگ دے دوں۔۔۔پھر؟؟ پہن خود لیجیئے گا۔۔۔" وہ مزید منہ میں بڑبڑایا مگر جینی تک اس کی آواز صاف آرہی تھی۔

اس نے چڑ کر اپنا ہاتھ اٹھایا۔ اور اسکے قریب کیا۔

"ایک منٹ۔۔۔میں پک بنالوں۔۔" مہر اٹھی اور سامنے آموجود ہوئی۔

"چلیئے۔۔۔انگوٹھی پہنائیے۔۔۔" مہر بولی۔

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ انگوٹھی پہنانے لگا جبکہ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی چڑ کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"یا اللہ خیر۔۔۔" جہانگیر شرارتی انداز سے ایسے مسکرایا جیسے کوئی جنگ کرنے جا رہا ہو جبکہ مہران کی تصاویر خوب کیپچر کیئے جا رہی تھی۔

باری باری سب ان دونوں کے پاس بیٹھے اور نیک تمناؤں سے نوازا مگر جہانگیر اسے اپنی باتوں اور حرکتوں سے تنگ کرتے ہوئے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"امید نہیں تھی۔۔۔" مہر تھکے تھکے انداز میں بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کس بات کی آپی؟؟؟" سدرہ اور ایمل دونوں حیرانگی سے سوالیہ بولی۔

"یہی کہ آجکا دن سکون سے گزرے گا۔۔۔" مہر بیڈ پر آموجود ہوئی جس پر جینی نے اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔

"یار! چائے ہی لے آؤ۔" جینی نے اپنا موڈ خوشگوار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! کیوں نہیں۔۔۔! ایمل، سدرہ پیو گی تم لوگ؟؟" مہر نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ آپی۔۔۔" دونوں اٹھیں۔

"مجھے تو بہت نیند آرہی ہے۔۔۔" ایمل نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے بھی۔۔۔" سدرہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"چلو۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ بھئی۔۔۔ گڈ نائیٹ۔۔۔" مہر نے دونوں سے کہا جبکہ وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

"اچھا۔۔۔ جینی۔۔۔ فریش ہو جاؤ۔۔۔ میں آتی ہوں چائے لے کر۔۔۔" مہر جاتے جاتے بولی۔

"اچھا۔۔۔ جلدی آنا۔۔" وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اور ماتھے پر موجود بندیا اتارنے لگی۔

"اچھا۔۔ جناب۔۔۔" وہ گردن کو خم دے کر بولی۔

"اب تک تو وہ آگیا ہو گا۔۔ اللہ کرے اسے پتہ نہ چلے۔۔ ورنہ آتے ہی میرا جینا حرام کر دے گا۔۔" وہ شیشے کے سامنے بیٹھی خود سے گویا ہوئی۔

ابھی وہ جیولری اتارنے میں ہی مصروف تھی کہ اسکا دروازہ تیزی سے کھلا اور وہ طوفان کی طرح اسکے کمرے میں آوارد ہوا۔

"کیا ہے یہ سب؟؟" وہ شدید غصہ میں تھا۔

"تم؟؟" اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے وہ جھمکا اتارتے رکی۔

"ہاں میں۔۔۔! تم لوگوں نے کیا سمجھا۔۔۔ مجھے پتہ نہیں چلے گا؟؟" وہ چیخا۔

"شاویز۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔" وہ تحمل سے بولی۔

"نہیں جاؤں گا۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔" وہ پھر سے چیخا اور اسکے قریب آموجود ہوا۔

"تم سمجھتی کیا ہو آخر خود کو؟؟ مجھے دھوکے میں رکھ کر تم نے منگنی کر لی۔۔۔" اس نے اسکا ہاتھ تیزی سے گرفت میں لیا اور اسے غصہ سے بولا۔

"شاویز۔۔ میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔ میں نے تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا سمجھے۔۔۔ مجھ پہ برسنے سے پہلے ممانی جان سے پوچھو۔۔۔ اور۔۔" اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کی جبکہ شاویز نے سا کی بات کاٹی۔

"اور کیا؟؟ کیا پوچھو میں امی سے؟؟ سب کچھ تو تم جانتی تھی نا؟؟؟"

"شاویز۔۔۔ پلیز۔۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"کیا پلیز؟؟" اس نے جتنی مضبوطی سے اسکا ہاتھ تھاما تھا اسکے ہاتھ کی کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگیں اور اس کے ہاتھ اور بازو میں سے، خون بہنے لگا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔" اس نے اپنی پوری طاقت سے ہاتھ چھڑوایا اور اپنے بازو کی طرف دیکھا۔

"یہ ہے محبت تمھاری۔۔۔ اذیت دینا۔۔۔ تکلیف دینا۔۔۔ اور اب۔۔۔ خون بہانا بھی۔۔؟؟" اس نے طنزیہ کہا اور اشک بہانے لگی۔

"جینی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں۔۔۔۔" وہ فوراََ سے آگے بڑھا اور اسکا ہاتھ پکڑنے لگا، جس پر وہ اس سے ذرا پیچھے ہو لی۔

”میں بہت چاہتا ہوں تمھیں یار۔۔۔ مگر۔۔۔“

”کیا مگر؟؟ وہ خونخوار لہجہ سے بولی۔

”جاؤ یہاں سے۔۔۔ ورنہ میں اماں بی کو بلا لوں گی۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔۔“ وہ اس سے دو قدم اور پیچھے ہٹی۔

”جینی۔۔۔“ اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ٹشو پیپرز کے ڈبے میں سے دو تین ٹشو پیپر نکالے اور آگے بڑھ کر اسے دینے لگا۔

”خون بہہ رہا ہے یار۔۔۔“ وہ فکر مندی سے بولا۔

”میں نے کہا نا تمھیں جاؤ۔۔۔“ وہ روتے ہوئے بولی۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔ جا رہا ہوں۔۔۔ مگر یہ مت سمجھنا کہ تم اس جہانگیر کی ہو گی کبھی۔۔۔ کیونکہ میں ایسا ہو نے نہیں دوں گا۔۔۔“ وہ للکار کر بولا اور وہاں سے جانے لگا۔

ابھی اس نے دروازہ ہی کھولا تھا کہ ٹرے میں چائے لیے مہر وہاں آ پہنچی۔ اسے وہاں دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

”تم۔۔؟؟ تم کب آئے؟؟“

اس نے سوالیہ پوچھا مگر وہ غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھ کر وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔

”یہ یہاں؟؟“ اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھا اور جینی کے پاس فوراً آئی۔

”جینی۔۔۔ کیا ہوا؟؟ جینی۔۔۔ یہ چوڑیاں؟؟ یہ خون؟؟“ اس نے زمین پر دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ کو فوراً اسے ٹشو لے کر اسکے بازو پر سے خون صاف کیا۔

”نجانے کیوں مجھے اذیت دے کر اسے سکون ملتا ہے۔۔۔“ وہ روتے ہوئے بولی، یہاں تک کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جینی۔۔۔ریلیکس۔۔۔" مہر دکھ سے اسکی طرف دیکھ کر بولی۔

اس نے دیر کیے بناء ہی فرسٹ ایڈ باکس کو ڈھونڈا، اس میں سے بینڈ تیج نکالی اور اسکے ہاتھ سے خون صاف کرنے کے بعد بینڈ تیج کو لگایا۔

"پوچھتی ہوں۔۔۔اس کمینے کو۔۔۔" وہ غصہ سے بولی اور وہاں سے جانے لگی۔

"نہیں۔۔مہر۔۔۔رکو۔۔۔" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔۔۔"

"مگر جینی۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔

"تمہارا یہ حال کرنے والے کو اس کے حال پہ چھوڑ دوں؟؟ ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟" وہ دانت پیستے ہوئے بولی اور اس کے پاس سے اٹھی۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اسے اسکے پاس جانے سے روکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"شاویز تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟؟ یہ تم اوپر جنت اور مہر کے کمرے میں کیا کر رہے تھے۔۔؟" سامعیہ نے اسے خوب ڈانٹا۔

"امی۔۔۔آپ تو مجھ سے بات ہی نہ کریں۔۔۔سب کچھ آپ ہی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔"

"وہاں ماموں جان کو تندرست دیکھا تو سمجھ گیا کہ میرے ساتھ کیا گیم کھیلی گئی ہے۔۔اسی وقت وہاں سے نکل آیا۔۔مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے آنے سے پہلے آپ لوگ میرے ساتھ کھیلی گیم میں جیت چکے ہونگے۔۔"

"شاہ ویز۔۔ پاگل ہو گئے ہو؟؟ کس طرح کے الفاظ استعمال کر رہے ہو اپنے گھر والوں کے لیئے؟؟ ادب، لحاظ اور تمیز بھول چکے ہو تم؟؟؟" انکا جی چاہا کہ وہ اسکے منہ پہ ابھی ایک تھپڑ رسید کر دیں مگر جوان بیٹا تھا، سو انہوں نے اپنے آپ کو ایسا کرنے سے روکے رکھا۔

"تو اور کیا کہوں؟؟؟ جھوٹ بول کر مجھے بہاولپور بھیج دیا۔۔ آخر کیوں؟؟" وہ شکوہ کرنے لگا۔

"ہاں! بولا میں نے جھوٹ۔۔۔ کیوں کہ تم نے اس لائق چھوڑا ہی نہیں کہ تم سے کچھ بھی سچ کہا جا ئے۔۔۔" وہ قدرے نقاہت سے بولیں۔

"امی۔۔" وہ رو دیا۔۔

"پسند کرتا ہوں میں اسے۔۔۔ اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ مگر۔۔ آپ نے۔۔۔"

"شاویز۔۔۔ بیٹا۔۔۔ وہ تمھاری قسمت میں تھی ہی نہیں۔۔۔" وہ نرمی سے اسکی حالت دیکھ کر بولیں اور اسے سمجھانے لگیں۔

"وہ میری قسمت میں ہی ہے۔۔۔ سمجھیں آپ۔۔۔" وہ پورے وثوق سے بولا۔

"شاویز۔۔۔ بیٹھو یہاں۔۔" اسکی حالت دیکھتے ہوئے انہوں نے اسے بیڈ پر بیٹھنے کے لیئے کہا۔

"میں دودھ لے کر آتی ہوں تمھارے لیے۔۔۔" وہ فوراً سے باہر آئیں۔

"یا اللہ۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ میرا بیٹا ایسا تو نہیں تھا۔۔۔" وہ خود سے سرگوشی کرتے ہوئے بولیں اور آبدیدہ بھی ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆

"چلو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔" مہر نے تیزی سے کتابیں اٹھائیں اور ہینڈ بیگ پکڑا۔

"ہاں۔۔۔ بس آئی۔۔۔" اس نے سر پر دوپٹا اوڑھا۔

"چلو بھئی، جلدی آؤ۔۔۔" اماں بی دونوں کو دیکھ کر بولیں۔

دونوں ڈائننگ ٹیبل کے پاس آموجود ہوئیں اور کرسی پر بیٹھیں۔ جبکہ اماں بی کی نظریں جینی پر تھیں۔

"یہ بازو پر کیا ہوا؟؟" وہ کافی پریشانی سے بولیں۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔" وہ رک کر بولی۔

"وہ۔۔۔اماں بی۔۔۔چوڑیاں اتارتے وقت۔۔۔بس ذرا سی چوٹ لگ گئی۔۔۔" وہ نیم سا مسکرائی مگر سامعیہ سمجھ چکی تھیں کہ ایسا کیا ہوا ہے۔

"اف ہو۔۔۔دھیان سے چوڑیاں اتارنی تھیں۔۔۔" وہ فکر مندی سے بولیں۔

"اب ٹھیک ہے اماں بی۔۔۔" مہر ہنس دی۔

"اماں بی اتنی فکر کبھی میری بھی کر لیا کریں۔۔۔" وہ مذاحیہ انداز سے بولی۔

"ارے جب تمھیں کچھ ہوا ہی نہیں۔۔تو تمہاری فکر کیسے کریں؟؟؟" زیبا کھکھلائی۔

"اللہ نہ کرے کبھی کچھ ہو۔۔ہماری بچیوں کو۔۔" اماں بی نے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آمین۔۔۔آمین۔۔۔" مہر مسکرائی اور جوس کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے پینے لگی جبکہ جینی بھی ہنس دی۔

"چلو۔۔۔جلدی کرو۔۔۔جینی۔۔۔" وہ اسے چائے پیتا ہوا دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔۔۔بس۔۔۔چلو۔۔" گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر جینی نے چائے ختم کی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اللہ نگہبان۔۔۔بچیو۔۔۔" انہوں نے دعا دی اور پھر سامعیہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"شاویز آگیا بہاول پور سے؟؟" وہ سوالیہ بولیں۔

"جی۔۔۔رات کو ہی آگیا تھا۔۔"

"اتنی جلدی؟؟" زیبا نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سامعیہ نے لاپرواہی سے اسے دیکھا۔

"اچھا کہاں ہے؟؟؟وہ ارد گرد نظریں گھما کر پوچھنے لگیں۔

"وہ اپنے کمرے میں۔۔۔ذرا طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اسکی۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ٹھنڈ بھی تو بڑھ رہی ہے ناں!" اماں بی نے وجہ بھی خود ہی بیان کر ڈالی اور مزید نصیحت کرنے لگیں۔

"سوپ بنا کر دو اسے۔۔۔"

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ خاموشی سے کرسی سے اٹھیں اور کچن میں چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆

"اس قدر افسردگی کیوں ہے تمھارے چہرے پر۔۔؟؟؟" مہر اسے دیکھ کر زچ ہوئی۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں؟؟سب کچھ تمھارے سامنے ہی تو ہے۔۔" وہ روتا ہوا چہرہ لے کر بولی۔

"جینی۔۔۔اچھا۔۔۔تھوڑا سا تو مسکرا دو۔۔۔۔کہیں سے بھی نہیں لگ رہا کہ کل تمھاری منگنی تھی۔۔۔" اس نے اسے سمجھایا۔

"تو کیا قہقہہ لگاؤں؟؟؟" اس نے چڑ کر کہا۔

"ارے نہیں۔۔۔بھلا یہ میں نے کب کہا۔"

"اچھا۔۔۔چلو۔۔۔بیٹھو یہاں۔۔۔" اس نے اسے ہری بھری گھاس پر بیٹھنے کے لئے کہا جو کہ یونیورسٹی کے لان میں موجود تھی۔

وہ بیٹھی اور بار بار اپنے ہاتھ کی طرف دیکھنے لگی جس پر پٹی بندھی تھی۔

”بہت اچھے ہیں جہانگیر بھائی۔۔خوش مزاج۔۔پڑھے لکھے۔۔ اور کامیاب بزنس مین۔۔ تمہیں کیسے لگے ؟؟ “ مہر کی بات پہ اس نے اسکی طرف دیکھا۔

”ہاں۔۔اچھے ہیں۔۔ صحیح ہیں۔۔“ وہ ذرا کھوئی کھوئی سی تھی۔

”ام مم۔۔۔میں نے جہانگیر بھائی کی بات کی ہے، کسی مفروضے کی بات تو نہیں کی۔۔ یہ صحیح ؟؟ یہ کیسا جواب ہوا؟؟“ مہر نے مایوسی سے پوچھا۔

”پتہ نہیں یار۔۔ پہلے تو محبت ہوتی ہے ناں۔۔پھر منگنی۔۔پھر شادی۔۔اور میرے ساتھ تو۔۔“

مہر نے اسکی بات کاٹی۔

”سو واٹ ؟؟ کیا پتہ تمہارے ساتھ یہ پروسیجر الٹا ہو؟؟ ضروری تو نہیں کہ محبت پہلے ہی ہو؟؟ جانتی ہو۔۔نکاح کے بعد ہونے والی محبت کی بات ہی کچھ اور ہے۔۔“ اسکی بات میں موجود افہام و تفہیم کو وہ کسی حد تک سمجھ چکی تھی مگر اسکی سوئی ابھی بھی وہاں اٹکی ہوئی تھی۔

”مہر۔۔ جہانگیر اچھے ہیں۔۔بہت اچھے۔۔ مگر پتہ نہیں کیوں؟؟“ وہ الجھی الجھی سی تھی۔

”تم شاہ ویز کے بارے میں تو کہیں؟؟“ اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

”نہیں۔۔ نہیں۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔ بس۔۔پتہ نہیں۔۔ چھوڑو۔۔ “ جینی اکتا سی گئی تھی۔

مہر نے اسکی حالت کا بغور جائزہ لیا اور پھر تھوڑی دور جا کر کسی کو فون ملاتے ہوئے واپس اس کے پاس آ موجود ہوئی۔

”جینی۔۔۔چلو اٹھو۔۔۔“ اسے گم سم دیکھ کر مہر نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

”کیوں۔۔۔؟؟“ اس نے آہستگی سے کہا اور بیگ لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”کہیں جانا ہے ہمیں ابھی۔۔۔“ مہر بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔" اس نے بے زاری سے کہا۔

"اور ویسے بھی آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے ڈرائیور انکل کے آنے میں۔۔۔" اس نے گھڑی کو دیکھا اور اس سے بولی۔

"دفع کرو نا! چلو۔۔۔ آج تمھاری ساری افسردگی دور ہو جائے گی۔۔۔" وہ پورے وثوق سے بولی۔

"کیوں؟؟؟ آج چڑیا گھر جانا ہے؟؟" وہ ہولے سے ہنستے ہوئے بولی۔

"بکواس نہ کرو۔۔" مہر نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر کھکھلا کر ہنسی۔

"ٹیکسی۔۔۔؟؟" یونیورسٹی سے باہر آتے ہوئے مہر نے ٹیکسی کو آواز لگائی۔

"مہر۔۔۔ پھر کبھی سہی یار۔۔۔ آج میرا اماں بی کی ڈانٹ کھانے کا کوئی موڈ نہیں۔۔۔" جینی نے اسے سمجھایا۔

"جینی۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔

"بیٹھو۔۔۔" اس نے نرمی سے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تمھاری اطلاع کے لئے عرض ہے۔۔۔ میں نے ڈرائیور انکل سے کہہ دیا ہے وہ دو گھنٹے بعد آئیں گے ہمیں پک کرنے۔۔۔" مہر نے اسے تفصیل سے کہا۔

"مہر تم نہیں جانتی اگر اماں بی کو پتہ لگ گیا تو کیا ہو گا؟؟" اس نے سوالیہ پوچھا۔

"پتہ لگے گا تو تب ناں!!" اس نے فخریہ انداز سے بولا جس پر جینی نے جوابی نظروں سے اسے دیکھا مگر وہ آنکھ مارتے ہوئے اسے بہت کچھ واضح کر چکی تھی۔۔۔ اور وہ سمجھ چکی تھی کہ اس نے ہمیشہ کی طرح اسے بے وقوف ہی بنایا ہو گا۔

"انکل کا صبح فون آیا تھا کہ انہیں اچانک سسرال جانا پڑ گیا، وہ لینے نہیں آسکتے۔۔ اب شاہ ویز کے ساتھ واپس جانے سے بہتر ہے انکل کا انتظار کر لیا جائے۔ انہیں بیوی کو سسرال لے کر جانا تھا۔۔ سو میں نے تو بس ان کی اس بات کا فائدہ اٹھایا۔ اب وہ دو گھنٹے سسرال گھوم آئیں۔۔ اور ہم شاپنگ مال۔۔۔ اور کوئی مسئلہ ہوا ابھی تو انکل جانیں اور اماں بی۔۔ ہمیں کیا؟؟" وہ کندھوں کو اچکا کر ذرا بے نیازی سے بولی تو جینی نیم انداز سے مسکرا دی۔

ابھی وہ ٹیکسی سے باہر کے مناظر کو دیکھ ہی رہی تھی کہ مہر استفہامیہ انداز میں بولی۔

"جینی۔۔۔ ایک بات پوچھوں؟؟"

"اممم۔۔۔ ہوں۔۔۔" اس نے اس کی جانب متوجہ ہو کر دیکھا۔

"کل تیری منگنی ہوئی اور کہیں سے بھی لگ ہی نہیں رہا۔۔" مہر نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔

"کیوں۔۔؟؟ جن کی منگنی ہو جائے، ان کے سینگ نکل آتے ہیں کیا؟؟" جینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ مگر اس طرح زبردستی ہنستے نہیں۔۔۔ جیسے کہ تم۔۔۔" مہر نے سیدھی بات کہی، جس پر جینی خاموش ہو کر رہ گئی۔

"انگوٹھی کہاں ہے تمہاری؟؟" اس نے پھر سے ایک اور سوال کیا۔

"یار کیا ہے؟؟ پہننا ضروری ہے؟؟ اور تم پلیز۔۔ فی الحال کسی کو نہیں بتاؤ گی اس منگنی کا۔۔ سمجھی؟؟؟"

"اچھا۔۔ بابا ٹھیک ہے جینی۔۔۔" وہ بے زاری سے بولی۔

آج ایک بات بتا ہی دو مجھے؟؟ تم کیا چاہتی ہو؟؟ کسے چاہتی ہو؟؟" مہر نے اس کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جینی نے اسکی طرف بغور دیکھا اور ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”کسی کو بھی نہیں۔۔۔“ وہ اتنا کہتے ہی خاموش ہو گئی۔

”جینی۔۔!! پھر۔۔۔؟ ایسا کیا ہے جو تم اپنے اندر ہی چھپائے ہوئے ہو؟؟ کیا تم جہانگیر کے لئے راضی نہیں؟؟ یا تمھیں شاویز پسند ہے؟؟“

”مہر کچھ نہیں۔۔۔“ وہ بے دلی سے بولی۔

”مجھے شاویز پسند ہے۔۔ لیکن دوست ہے وہ میرا۔۔۔ مگر اس طرح میرے دل میں اس کے لئے جگہ نہیں جیسی کسی اور کے لئے ہے۔“

”کسی اور کے لئے؟؟ مطلب؟؟ جہانگیر؟؟“ مہر نے رک رک کر کہا۔

”نہیں مہر۔۔۔“ اس نے برا سا منہ بنایا۔

”بس کوئی ہے۔۔ جس کا مجھے خود پتہ نہیں۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی ہے۔۔ لیکن کون ہے؟ نہیں معلوم۔۔“

”عجیب فلمی جواب ہے۔۔ ہمیں نہیں معلوم ہو گا تو کیا محلے والوں کو پتہ ہو گا؟؟؟“ مہر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ مگر جینی خاموش ہی رہی۔

””تو پھر راضی کیوں ہوئی اس کے لئے۔۔؟؟“ وہ بھڑک اٹھی۔

”کیوں کی منگنی اس سے؟؟“

”مجھ سے کسی نے پوچھا ہو تو تب ناں۔۔ کیا کہتی کسی سے۔۔۔“ اس نے دل پر پتھر رکھ کر منہ سے الفاظ ادا کیے۔

”جینی۔۔۔“ مہر نے مایوسی سے اس کی طرف دیکھا۔

”کون ہے وہ؟؟ جسے تم پسند کرتی ہو؟؟“

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

مہر ٹیکسی سے باہر آئی اور کرایہ دیتے ہوئے شاپنگ مال کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔

"نہیں جانتی میں۔۔۔ مگر مہر۔۔۔ جیسا میں چاہتی ہوں۔۔۔ویسا کچھ بھی نہیں ہے جہانگیر میں۔۔۔" وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ریسٹورینٹ میں آموجود ہوئیں اور کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"کیا نہیں۔۔؟؟ابھی تم نے جانا اور سمجھا ہی کیا ہے اس کے بارے میں؟؟"

"پھر بھی مہر۔۔ وہ ویسے نہیں۔۔ جیسا میں نے سوچا تھا۔۔"

کیسا چاہئیے تمھیں؟؟مہر نے پریشانی سے پوچھا۔

"اک ایسا جو میرے دل کی کیفیت سے واقف ہو جائے۔۔۔ میرے نظریں جھکانے پر بے قرار ہو جائے۔۔۔ میں خاموش ہوں تو میرے الفاظ پہچان لے۔۔ میں اداس ہوں تو میری مسکراہٹ بنے۔۔ سوچتی ہوں مہر جو میرے خواب میں آتا ہے کبھی کہیں اچانک سے میری زندگی میں بھی آجائے۔تو کتنا اچھا ہو۔۔ آزادی سے جینا چاہتی ہوں۔۔ اپنے فیصلے خود لینا چاہتی ہوں۔۔"وہ بولتی گئی اور مہر مسکراتی ہوئی بس اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ کس قدر سکون تھا اس کے چہرے پہ۔۔ اسکی نظروں میں موجود ایسا سکون مہر نے آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسی اثناء میں اس کے فون پر رِنگ ہوئی۔۔ جس سے جینی خاموش ہوئی اور اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔ آجاؤ۔۔ کب سے آئے ہیں یار۔۔۔" وہ فون پر کسی سے کہہ رہی تھی اور اتنا کہتے ہی فون رکھ دیا۔

"ہاں۔۔۔ جینی تو کیا کہہ رہی تھی تم؟؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ اب بھلا کیا فائدہ کچھ بھی کہنے کا۔۔ جو میرے نصیب میں تھا وہ مل گیا۔۔" وہ اداس ہوئی۔

”ہو سکتا ہے یہ تمھارا نصیب ہی نہ ہو۔۔“

”ہو سکتا ہے تمھیں کسی سے محبت ہو جائے۔۔۔تو؟؟“

”ارے نہیں۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں۔۔۔ اماں بی کے فیصلے کے خلاف ہو جاؤں۔۔۔“ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پورے وثوق سے بولی۔

”چلو۔۔۔“ وہ منہ میں بڑبڑائی۔

”محبت جیسے اماں بی سے پوچھ کے کی ہو گی نا تمھیں۔۔۔“ وہ کھکھلائی۔

”ہیلو۔۔۔ مہر۔۔۔“ سجیل اچانک سے ان دونوں کے سامنے تیزی سے آیا اور دونوں کے پاس موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیسے ہو۔۔۔؟؟ اتنی دیر؟؟ اور یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟؟“ وہ تیزی سے بولی جبکہ جینی اسکی آمد پر حیرت سے بس دونوں کو دیکھتی رہ گئی۔

”اچانک بلاؤ گی تو ایسا ہی ہوں گا نا!! بھائی آفس آئے ہیں تو فوراََ نکل کر آیا ہوں۔۔ اینی وے۔۔۔“ وہ مسکرا کر بولا۔

”اور سناؤ۔۔۔“

”اس سے ملو۔۔۔ یہ جنت ہے۔۔۔“ اس نے تعارف کروایا۔

”اسلام علیکم۔۔۔“ جنت کنفیوز ہوئی۔

”وعلیکم السلام۔۔۔“ سجیل خوش مزاجی سے بولا۔

”اور یہ۔۔۔“ اس سے پہلے کہ مہر اس سے تعارف کرواتی۔

سجیل خود ہی بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور میں سجیل۔۔۔" وہ گردن کو ذرا خم دے کر بولا۔

"بہت سنا ہے آپ کے بارے میں۔۔۔" وہ جنت سے بولا۔۔

"سنائیے کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"

"جی۔۔۔ٹھیک۔۔۔" وہ رک رک کر بولی مگر اس کا دھیان مہر پر ہی تھا۔

"کچھ آرڈر کیا ہے بھئی؟؟ بہت شدید بھوک لگی ہے بھئی مجھے تو۔" وہ منہ بسور کر بولا۔

"نہیں۔۔ابھی نہیں۔۔۔" مہر بولی۔

"خانساماں چھٹی پہ گیا ہے اور بھائی کے ہاتھ سے بنا کھانا بس کچھ نہ پوچھو۔۔ بے حد تیکھا۔۔۔ چلو۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔" وہ وہاں سے اٹھا اور آرڈر دینے چلا گیا۔

"مہر۔۔۔یہ۔۔۔" وہ سوالیہ بولی۔

"کیا۔۔۔یہ۔۔۔ سجیل ہے۔۔" وہ ہنسی۔

"پتہ ہے مہر۔۔بتا چکا ہے وہ۔۔۔ مگر یہ ہے کون؟؟"

"میرا دوست۔۔۔۔" وہ سادہ سے الفاظ میں بولی۔

"مہر۔۔۔ پاگل ہو۔۔۔ تم جانتی کیا ہو اس کے بارے میں؟؟ آجکل؟؟ لوگ بس ایسے ہی بے وقوف بناتے ہیں بس۔۔۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"سجیل۔۔اچھی فیملی سے ہے۔۔۔اور دس سال ہو گئے ہیں ہماری دوستی کو۔۔۔"

"دس سال۔۔۔" وہ چونکی۔

"مگر۔۔۔ مہر دس سال کیسے۔۔اور تم مجھے آج بتا رہی ہو؟؟" وہ غصہ سے بولی۔

"اچھا۔۔گھر جا کر بتاؤں گی۔۔۔موڈ ٹھیک کرو۔۔وہ آ رہا ہے۔" وہ فوراََ سے بولی جبکہ جینی نے نہ چاہتے ہوئے بھی موڈ ٹھیک کیا اور ہولے سے مسکرانے لگی۔

"اور سناؤ۔۔آج اچانک۔۔۔" وہ ادھوری بات کرتے ہوئے خاموش ہو گیا۔

"ہاں۔۔۔اصل میں۔۔۔میں بہت بور ہو رہی تھی۔۔۔کیونکہ۔۔۔جنت بہت افسردہ تھی آج۔۔۔" مہر بولی۔

"اوہ!افسردہ۔۔۔آپ۔۔۔وہ کیوں جنت؟؟" وہ خوش خلقی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔نہیں تو۔۔۔" وہ مہر کو گھورتے ہوئے پھر سجیل سے بولی۔

"لیجیئیے۔۔۔خود کو دیکھیئے جنت۔۔۔" کس قدر مایوسی اور افسردگی چھائی ہوئی ہے آپ کے چہرے پر۔۔۔" سجیل اسے گہری نگاہ سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ ہولے سے ہنسی۔

"کیا خاک ٹھیک ہو؟۔۔۔حالت دیکھو ذرا اپنی۔۔۔" مہر بولی۔

"چلو۔۔۔اب لڑنا بند کرو۔۔۔جوس لو۔۔۔" وہ جوس دونوں کو دیتے ہوئے بولا۔

"میں ہوں نا!اب افسردگی۔۔۔سمجھو ختم۔۔۔کیوں بھئی مہر؟؟" وہ گلاس منہ کو لگاتے ہوئے بولا۔

"ہاں بھئی۔۔۔!!بس اسی لیے سوچا آج اسے تم سے اور تمھیں اس سے ملوا ہی دوں۔۔۔تاکہ میری طرح یہ بھی ہشاش بشاش رہے۔۔۔" وہ وجہ بیان کرتے ہوئے ہنس دی۔

"امممم۔۔۔تو اس دن تم انہی کے ساتھ تھی؟؟" جنت نے خود سے اخذ کیا۔

"جی۔۔۔بالکل۔۔" وہ گردن کو خم دے کر بولی۔

"برتھ ڈے تھا سجیل کا۔۔اس لیے۔۔۔"

"اوہ؟"Happy Belated birthday"۔۔۔۔" جینی نے خوش مزاجی سے کہا۔

Thank you"

۔۔۔۔" سحیل نے تشکریہ انداز میں کہا۔

"یہ آپکے ہاتھ کو کیا ہوا؟؟"

"کہاں؟؟ یہ۔۔۔بس۔۔۔ایسے ہی۔۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"infact"۔۔۔

بچی ہے ناں ابھی۔۔۔چوڑیاں اتارتے وقت لگ گئی اسے چوٹ۔۔۔۔۔" وہ کھکھلائی جبکہ جنت نے اسے گھورا۔

"اوہ! بچی۔۔۔" سحیل ہنسا۔۔

Anyway"

۔۔۔جنت صاحبہ۔۔۔ریلیکس۔۔۔اتنا مت گھوریں اسے۔۔۔یہ تو باز نہیں آئے گی۔۔۔ آپ ہی مسکرا دیجیئے۔۔"اسکی بات پر جنت ہولے سے مسکرادی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مام۔۔۔" جہانگیر ٹی وی لاؤنج میں آکر بیٹھا۔

"جی۔۔۔بیٹا۔۔۔" نورین اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

"مام۔۔۔میں چاہتاہوں ایک دفعہ۔۔۔جنت سے مل لوں۔۔۔" وہ موبائل پر نظریں جمائے ہوئے ان سے بولا۔

"ہاں۔۔۔۔ملے تو ہو تم۔۔۔اب۔۔۔"

”مام۔۔۔کم آن۔۔۔یہ کوئی ملنا تھوڑی ہی ناتھا؟“ وہ ہنسا۔

”تو؟؟ کیا مطلب بیٹا تمھارے کہنے کا؟؟“ وہ گہرے انداز سے بولیں۔

”مام۔۔۔ آپ پلیز۔۔۔مجھے اس کا نمبر ہی لے دیں۔“

”جہانگیر؟؟ خیر تو ہے ناں!!“

”تم جانتے ہو اچھے سے جانو؟؟ اسکے گھر والوں کو یہ سب پسند نہیں۔۔۔“ وہ اسے آگاہ کرنے لگیں۔

”سو وہاٹ۔۔۔مام۔۔۔ مگر مجھے تو اس سے بات کرنی ہے ناں؟“

”بیٹا۔۔۔“ وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں مگر اس نے ان کی بات کاٹی۔

”مام۔۔۔پلیز۔۔۔۔“ وہ اصرار کرنے لگا جس پر نورین اسکی طرف دیکھتے ہوئے اک الگ سوچ میں محو ہو ئیں۔

”بھئی کیا ہو رہا ہے؟؟“ مسٹر ہارون ٹی وی لاؤنج میں آبیٹھے۔

”کچھ نہیں۔۔۔بس مام کی منت سماجت کر رہا ہوں۔۔۔“ وہ انکو دیکھ کر بولا اور موبائل ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے ان کے سامنے والی سیٹ پر آموجود ہوا۔

”کیوں بھئی؟؟ نورین؟؟ کس بات پر ہمارا بیٹا منت سماجت کر رہا ہے؟؟“ ہارون صاحب نے وجہ جاننے کی کوشش کی۔

”فضول میں ہی ہارون۔۔۔ ضد لگائے ہوئے ہے یہ لڑکا تو۔۔۔“

”اوہ! ہو۔۔۔ ہوا کیا؟؟“ وہ حیرت سے سوالیہ بولے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”اب ہر کام اسکی مرضی کے مطابق تھوڑی نا ہو سکتا ہے؟؟ ان لوگوں نے ہاں کے ساتھ ساتھ منگنی کر دی کیا اتنا کم ہے؟ جو اب یہ جنت سے بات کرنے کی ضد لگا رہا ہے۔۔۔ آپ خود سوچیے ہارون کیا یہ مناسب ہے؟؟ جو یہ۔۔۔“ وہ ایک لمبا لیکچر دیتے ہوئے بولیں جس پر جہانگیر نے قہقہہ لگاتے ہوئے انہیں ٹوکا۔

”بس یہی وجہ ہے بات کرنے کی۔۔۔“ وہ ہنسا جو اباً اسکی آنکھوں میں شرارت کو جانچتے ہوئے ہارون صاحب بھی ہنس دیے۔

”کیا وجہ ہے بھئی؟؟ اور یہ آپ دونوں اسطرح سے کیوں ہنس رہے ہیں؟؟“ وہ گھور کر دونوں سے بولیں۔

”مام۔۔۔ یہی دیکھنا چاہتا ہوں کہ کہیں وہ بھی تو بات بات پر لیکچر نہیں دیتی آپکی طرح۔۔۔“ وہ شرارتی انداز سے بولا جس پر ہارون صاحب بھی ہنس دیے۔

”ہارون۔۔۔ آپ بھی؟؟“ وہ شکایتی انداز سے بولیں۔

”کم از کم آپ تو ڈھیل نہ دیں اسے۔۔۔ یہ نہ ہو وہ اسکی اس ضد کی وجہ سے رشتہ ہی ختم کر دیں۔“ وہ خدشہ ظاہر کرنے لگیں۔

”ارے نورین۔۔۔ نہیں ہوتا ایسا ویسا کچھ بھی۔۔۔“ وہ انہیں سمجھانے لگے۔

”اینی وے۔۔ جہانگیر بیٹا۔۔۔ فی الحال اس سوچ کو دور رکھو خود سے۔۔۔“

”ڈیڈ۔۔۔“ وہ بچوں کی طرح ان کی طرف دیکھ کر بولا۔

”بڑا ہو گیا ہے یہ۔۔ مگر ضد نہیں گئی اسکی۔۔۔“ ہارون صاحب بولے۔

”اچھا۔۔۔ نہ کریں آپ دونوں میری ہیلپ۔۔ آخر آئی ٹی انجینیئر ہوں۔۔ ڈھونڈ ہی لوں گا کہیں سے۔۔“ وہ رونی صورت بنا کر بولا۔

"یہی تو۔۔ آئی ٹی انجینیئر ہو۔۔ پڑھے لکھے ہو کر بھی تم۔۔"ہارون صاحب نے اسی کی بات کو اسکے سامنے رکھتے ہوئے بات کی۔

"تو؟؟ ڈیڈ۔۔ کیا آپ نے مام سے بات نہیں تھی کی؟؟؟"اسکے سوال پر مسز ہارون تو شرما سی گئیں۔

"لیجیئے۔۔ مام کو دیکھ کر جواب مل گیا۔۔" اس نے انہیں مزید تنگ کیا۔

"جانو۔۔ چپ رہو۔۔" آخر وہ مسکراتے ہوئے لجائی سے بولیں۔

"یہ تو کزن ہیں نا میری۔۔ تو بات ہونا تو ایک عام سی بات تھی۔۔" انہوں نے اسے واضح کیا مگر اسکی طرف سے ایک اور شگوفہ چھوڑا گیا۔

"اوئے ہوئے۔۔ بات یا باتیں۔۔ اور اک ہم ہیں یہاں۔۔ اکیسویں صدی میں رہ کر بھی انیسویں صدی والا حال۔۔ منگیتر سے بات کرنے نہیں دے رہا ظالم سماج۔۔" اسکا اشارہ اپنے ماں باپ پہ تھا۔

"تو اب ہم ظالم سماج ٹھہرے؟؟"ہارون صاحب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

"جی بالکل۔۔" وہ بھی کھلکھلا کر ہنسا۔

"اچھا۔۔ صبح مرزا صاحب سے میٹینگ ہے۔مام سے باتیں ختم ہو جائیں تو ٹائم سے سو جایئے گا۔۔۔"اس نے انہیں آنکھ ماری تو وہ اور بھی ہنس دیئے۔

اس نے اپنا موبائل میز پر سے اٹھاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"عجیب پاگل ہے یہ۔۔۔" نورین ہنسی۔

"یہ تمھارے ہی لیکچر کا نتیجہ ہے بیگم۔۔۔" وہ شرارت سے بولے۔

"اچھا بس کریں آپ۔۔۔۔کچھ بھی سمجھاؤ تو دونوں باپ بیٹے کو تو بس۔۔۔بہانہ چاہیئے۔۔۔مذاق بنانے کا۔۔۔" وہ ریموٹ پکڑتے ہوئے ٹی وی پر چینل تبدیل کرنے لگیں،

جواباً وہ ہنس پڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیسا لگا تمھیں وہ؟؟" مہر اسے کام کرتا دیکھ کر بولی۔

"کون؟؟؟" اس نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائیں اور کام میں مگن ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"سہیل۔۔۔یار۔۔۔" مہر نے یاد دہانی کروائی۔

"مجھے بھلا کیسا لگے گا؟؟ ٹھیک ہی ہے۔۔" وہ مسکرائی اور لیپ ٹاپ کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"بائے دا وے۔۔یہ۔۔۔دس سال کا کیا چکر تھا؟؟ تم نے کبھی بتایا کیوں نہیں اسکے بارے میں؟؟"

"یار۔۔۔کیا بتاتی؟؟ کبھی موقع ہی نہیں ملا۔۔۔" وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔

"اچھا۔۔۔بتاؤ تو۔۔۔ہے کون یہ ہیرو؟؟" وہ اسکی طرف دیکھ کر شرارت سے بولی۔

"میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے سہیل۔۔۔" وہ محبت سے بولی۔

"ڈیلاگ نہیں۔۔۔۔مجھے تفصیل سے بتاؤ۔۔۔" اس نے وضاحت چاہی۔

"جینی۔۔۔یار۔۔۔تمھیں راحت انکل یاد ہیں؟؟" اس نے سوالیہ پوچھا جس پر جینی نے دماغ پر زور ڈالا۔

"یار۔۔وہی جو ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔۔۔یار! وہی جس سے تابینہ پھوپھو۔۔" وہ اتنا ہی بول پائی تھی کہ جینی نے تیزی سے اسے جواب دیا۔

"ہاں! ہاں! یاد آیا۔۔۔تو یہ راحت انکل کا؟؟" وہ سوال کرتے کرتے رکی۔

”ہاں۔۔۔بھائی ہے ان کا۔۔۔یار وہی جو ہمارے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔۔“ اس نے ماضی کی چند باتیں یاد دلانے کی کوشش کی۔

”ہاں! ہاں۔۔۔یاد آگیا۔۔۔“ جنت تیزی سے بولی۔

”مگر۔۔مہر۔۔۔تم جانتی ہو اگر اماں بی کو ذرا سی بھنک بھی پڑ گئی کہ تم اور وہ۔۔۔“

”اوہ! گاڈ۔۔۔جینی۔۔۔اماں بی کا فوبیا بس تمھیں اور گھر والوں کو ہے مجھے اور شاویز کو نہیں۔۔۔۔“ وہ کھکھلا کر ہنس دی۔

”مگر۔۔یار۔۔۔تم اس سے رابطے میں کیسے ؟؟“ وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

”ہمارا رابطہ ختم ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔۔“ وہ مسکرائی۔

”کیا مطلب ؟؟“ اسکی جانب غور سے دیکھ کر وہ سوالیہ بولی۔

”مطلب۔۔یہ۔۔کہ سجیل سے کبھی کبھار سکول میں بات ہو جایا کرتی تھی۔اور جب سے کالج ،یونیورسٹی جانا شروع کیا۔۔۔بہانے بہانے سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے۔۔۔“ وہ آنکھ مارتے ہوئے بولی۔

”اور تمہیں بتاتی بھی تو کیسے ؟؟ تم تب ہر بات گھر آکر اماں بی کو جو بتادیتی تھی۔۔“

”ہاں۔۔تو تب تو چھوٹی تھی ناں۔۔تم مجھے سمجھا دیتی کہ انہیں، نہیں بتانا تو میں نہ بتاتی۔۔“ وہ معصومانہ انداز میں بولی۔

”ویری فنی۔۔ میں ہی سمجھاتی۔۔خود بھی سمجھ جایا کرو۔۔ ویسے۔۔ اب بتا دیا ہے ناں۔۔تو بتانا نہیں۔۔“ مہر ہنسی۔

”کوئی حال نہیں تمھارا۔۔۔اب تو سمجھ ہے نا مجھے۔۔کہ انہیں کیا بتانا ہے اور کیا نہیں۔۔۔“

But be careful”

۔۔اماں بی نے راحت انکل کو نہیں چھوڑا تھا تو اسے کیسے برداشت کر پائینگی؟؟" جنت نے اسے وارن کیا۔

"ریلیکس۔۔۔میں خود کو خود کی محبت سے خود دور نہیں ہونے دوں گی اور نہ ہی خود دور کروں گی جیسے تابینہ پھوپھو نے کیا۔۔جذبات کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوءے دماغ سے ایسی گیم کھیلوں گی کہ مجھے میری محبت مل جائے گی اور تابینہ پھوپھو کو ان کی۔۔۔" وہ فخریہ انداز سے بولی تو جنت نے اسکی طرف رشکیہ انداز سے دیکھا۔۔۔

"کاش۔۔۔اتنی ہمت مجھ میں بھی آجائے۔۔۔ "وہ زیرِلب خود سے بولی۔۔۔

۔

۔

مگر اگلے ہی لمحے پریشان اس بات پر ہوئی کہ آخر مہر سب جاننے کے باوجود کیسے سحیل کے لیئے کوئی قدم اٹھا سکتی ہے؟ کیونکہ اماں بی راحت اور سحیل کے لیئے راضی ہوں یہ ایک ناممکن سی بات تھی۔۔۔

۔

۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر ۳

✿ ✿ ✿

• کشمکش

اسکی بات سن کر وہ دکھ سے مسکرائی تھی کیونکہ جیسا اس نے کہا تھا وہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔۔

very funny”

۔۔۔اب تک راحت انکل شادی کر چکے ہوں گے۔۔۔

تابینہ خالہ کی طرح نہیں کہ بس ایک کوٹھری میں خود کو قید ہی کر لیا۔۔“ وہ دکھ سے بولی۔

”سوچ ہے تمھاری۔۔۔راحت انکل نے کوئی شادی وادی نہیں کی۔۔۔“ وہ زور دے کر بولی۔

”رئیلی۔۔۔“ وہ چونکی۔

”ہاں۔۔۔تو اور۔۔۔“ مہر نے تصدیق کی۔

”میں نہیں مان سکتی مہر۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟“ جینی کشمکش کا شکار ہوئی۔

”جلد مان جاؤ گی۔۔۔ڈونٹ وری۔۔“ وہ فکر مندی سے آزاد ہوتے ہوئے بولی۔

”خیر۔۔۔تابینہ پھوپھو کے پاس گئی مٹھائی لے کر؟؟ سنائی انہیں گڈ نیوز؟؟“

”نہیں میں نہیں گئی۔۔۔“ وہ افسردہ ہو کر بولی۔

”کیوں؟؟“ اس نے سوالیہ پوچھا۔

”آج جاؤں گی۔۔۔“ اس نے بات کو ختم کرتے ہوئے تیزی سے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

”کہاں جا رہی ہو؟؟“ مہر سوالیہ بولی۔

"تائی جی کے پاس جا رہی ہو کیا؟؟" اس نے دوسرا سوال شرارتی انداز میں کیا۔

"نہیں۔۔۔" جینی نے اسے گھورا۔

"اچھا۔ مجھے لگا شاید اس کا حال پوچھنے جا رہی ہو جس نے یہ زخم دیا۔" وہ اسکے پاس کھڑے ہوتے ہوئے اس کے بازو کی طرف نظریں جماتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔۔۔ فی الحال۔۔۔ اپنے اس زخم کا علاج کرنے جا رہی ہوں۔۔ بینڈیج لگانی ہے اس پر۔۔" وہ سادہ الفاظ میں بازو کی طرف دیکھ کر بولی۔

"فرسٹ ایڈ باکس ممانی لے کر گئیں تھیں۔۔"

"تم کہو۔۔ تو میں لے آؤں؟؟ مہر نے پیش کش کی۔

"نہیں۔۔ اب ایسی بھی بات نہیں۔۔ ڈرنا تو اسے چاہیئے مجھ سے۔۔ میں بھلا کیوں منہ چھپاؤں؟؟ اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ مہر کے تاثرات اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شاویز بیٹا۔۔۔ تھوڑا سا پی لو۔۔۔" تائی جان سامعیہ فکرمندی سے اصرار کرتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھیں۔

"امی۔۔۔ نہیں جی چاہ رہا میرا۔۔۔" وہ بے زاری سے بولا اور دوبارہ لیٹنے لگا۔

"شاویز۔۔۔" وہ چمچ باؤل میں رکھتے ہوئے اور پھر باؤل کو میز پر رکھ کر اس سے غصہ سے بولیں۔

"حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔ اس کے لیے خود کی طبعیت خراب کر لی جو اب کسی اور کے نام سے منسوب ہے اور اپنی ماں کی محبت کی فکر تک نہیں تمھیں۔۔۔ احساس ہی نہیں تم میں۔۔ وہ بھڑک اٹھیں۔ ٹھیک

ہے آج کے بعد سمجھنا تمھاری ماں تمھارے لیے۔۔۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں کہ اچانک وہ اٹھ بیٹھا اور ان کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے بول اٹھا۔

"امی۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ بھی رو دیا۔

"ایسی بات تو نہ کریں۔۔۔ آپ ہی تو میرا سب کچھ ہیں۔۔" وہ ان کا ہاتھ اپنے رخسار کے ساتھ لگاتے ہوئے محبت سے بولا۔

"تو پھر کیوں ستاتے ہو مجھے؟؟ تمھیں کیا بتاؤں اب؟؟ میں نے ہر ممکن کوشش کی! جنت سے بات بھی کی مگر۔۔۔وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔۔۔ مجبور ہے وہ۔۔"

"امی۔۔۔یہ کوئی مجبوری نہیں۔۔۔" وہ زچ ہوا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔" وہ باؤل ہاتھ میں لیے اسے سوپ پلانے لگیں۔

" سمجھنا ہی تو چاہتا ہوں۔۔۔" وہ بے زاری سے بولا۔

"بس۔۔ آج کے بعد میں تمھیں اس کا نام لیتے ہوئے نہ سنوں۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔ اور تمھیں میری قسم اب اگر تم نے اس کو کسی قسم کی پریشانی دی۔۔۔" وہ جذباتی ہو کر بولیں۔

"امی۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں اسکے بغیر۔۔۔" وہ اداس لہجہ بنا کر بولا جبکہ اسکی آنکھوں میں سے آنسو پانی کی صورت بہنے لگے تھے۔

"شاویز۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے غصہ سے اسکی دھمکاتے ہوئے وہاں سے اٹھیں اور کمرے سے باہر آ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جنت اور مہر دونوں حویلی کے ایک الگ حصہ میں جاتے

ہوئے کشمکش کا شکار ہوئیں۔ مہر نے بارہا آوازیں دیں مگر ان کے کوارٹر میں سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

”پھوپھو۔۔۔ پھوپھو۔۔۔“

”خالہ۔۔۔ تابینہ خالہ۔۔۔“ جنت نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

”دروازہ تو کھلا ہی ہے۔۔۔“ دستک دیتے ہوئے اس نے دروازہ کو تیزی سے ہلایا جس سے وہ کھل گیا۔

”یااللہ خیر۔۔۔“ دونوں تیزی سے اندر بھاگیں۔

”پھوپھو۔۔۔ کیا ہوا آپکو؟؟ تابینہ پھوپھو۔۔۔“ مہر فوراً سے آگے بڑھی جبکہ وہ اٹھنے کی بمشکل ہی کوشش کر پائی تھیں۔

جنت نے ہاتھ میں موجود مٹھائی کا ڈبہ میز کی سائیڈ پر رکھا اور فوراً سے ان کو تھاما۔

”خالہ آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟؟ جنت بولی۔

ہاں بیٹا۔۔۔ جسم دکھ رہا ہے۔۔۔“ وہ درد کا اظہار کرتے ہوئے بولیں۔

”پھوپھو۔۔۔“ مہر کی آنکھیں بھر آئیں۔

”تم لوگوں کو کسی نے دیکھا تو نہیں یہاں آتے ہوئے؟؟“ وہ فکرمندی سے بولیں۔

”نہیں خالہ۔۔۔ اور آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔ کسی کی۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔۔“ اس نے انہیں بستر پر لٹایا اور ان کو دباتے ہوئے بولی۔

”تم پھوپھو کے پاس بیٹھو۔۔۔ میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ ابھی پھوپھو آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔“ وہ اٹھی اور اپنی شال اوڑھتے ہوئے کمرے کے دوسرے حصے میں چلی گئی۔ آگ جلانے لگی تو پتہ چلا سلنڈر میں گیس ہی ختم ہے۔۔۔“

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پچھلی دفعہ بھی آپ سے کہا تھا کہ ابو کو پیغام بجھوائیں۔۔ کم از کم یہاں گیس اور بجلی کا کنیکشن تو لگوا کر دیں ناں؟؟ ایسے تھوڑی ناں ہوتا ہے پوپھو۔۔" اسکی آواز میں لغزش تھی۔

"میری بچی۔۔ فکر کیوں کرتی ہو؟؟ تمہاری پوپھو۔۔ جینا سیکھ گئی ہے یہاں۔۔ اور ویسے بھی۔۔ سزا میں عیش و آرام تھوڑی ملتے ہیں؟؟" انکی خشک آنکھیں رونے کے لیئے بے تاب تھیں۔

"پوپھو۔۔ کم از کم۔۔ اپنے لوگ تو ایسا نہیں کرتے۔۔ آخر اتنا بھی کیا ہو گیا جو آپ کو معاف نہیں کر سکتے؟؟ محبت ہی کی تھی نا آپ نے۔۔ کون سا گناہ کیا تھا؟؟"

مہر خود پہ قابو نہ رکھ سکی۔ جنت کے اشارۃً منع کرنے کے باوجود بھی وہ بے ضبط بولتی چلی گئی۔ بناء یہ دیکھے کہ اسکی باتیں تابینہ کو کتنا دکھ دے رہی ہیں۔

"خالہ۔۔ یہ تو بس۔۔ ایسے ہی۔۔ آپ بتایئے۔۔ کیا کرتی ہیں آپ سارا دن؟؟" جنت انکا سر دباتے ہوئے سوالیہ بولی۔ گویا اس نے بات کا رخ بدلا۔

"کھانا کیسے بناتی ہیں؟؟"

"یہ کچھ بھنے ہوئے چنے ہیں۔۔۔ انہی سے گزارا ہو جاتا ہے۔۔" وہ چنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں سے بولیں۔

"مگر کھانا؟؟" جنت حیرت سے بولی۔

"باہر سے لکڑیاں لے آتی ہوں۔۔۔ انکو جلا کر کچھ گزاراہ ہو ہی جاتا ہے۔۔۔" وہ کھانستے ہوئے بولیں۔

"اور جو راشن اماں بی بجھواتی ہیں وہ؟؟" جنت نے ہڑبڑا کر پوچھا۔

"ہاں۔۔ یہ سب پڑا ہے۔۔ مہینے کا اینڈ ہے ناں۔۔ سب ختم ہو گیا۔۔"

"بچوں کو بھی ساتھ میں کھلاتی ہوں گی ناں؟؟" وہ سمجھ گئی تھی کہ کیسے اتنی جلدی راشن ختم ہو جاتا ہو گا۔

ایک اکیلی بندی آخر کیسے چار بندوں کا راشن استعمال کر سکتی ہے۔یہ بات بلاشبہ قابل غور تھی۔

"بیٹی۔۔ پیٹ بھرنے کے لیئے کہاں کھاتی ہوں۔۔۔اتنا کھاتی ہوں کہ زندہ رہ سکوں۔۔" لاچاری اور بے بسی انکے چہرے پہ واضح تھی۔

"پھوپھو۔۔" مہر رو دی۔

وہ خود کو بمشکل ہی ضبط کر پائی تھی۔

"میں آتی ہوں لکڑیاں لے کر۔۔۔" اسی اثناء اس نے میں کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر لکڑیاں اکھٹی کر نے چلی گئی جو کہ حویلی کے دوسری سائیڈ پہ فارم ہاؤس میں تھیں۔

"مہر۔۔بیٹا۔۔رہنے دو۔۔۔" وہ بولیں جبکہ مہر جا چکی تھی۔

"خالہ۔۔۔دیکھیئے ذرا اپنا حال۔۔۔پلیز خالہ اپنی ضد چھوڑ دیں۔۔۔جیسے اماں بی کہتی ہیں ویسے ہی کر لیں۔۔۔پلیز خالہ۔۔۔" وہ ان کا سر دباتے ہوئے بولی۔

"کوئی ضد تو کبھی تھی ہی نہیں میری۔۔۔" وہ دکھ کے مارے ہنس پڑیں جس پر جنت نے انہیں دکھ سے دیکھا۔

"ارے مہر۔۔۔میں ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔۔رہنے دو یہ سب۔۔۔" مہر کو کمرے میں لکڑیاں لے آ تے دیکھ کر وہ بولیں۔

"جی۔۔وہ تو مجھے پتہ ہے۔۔۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گی مگر۔۔۔میرے ہاتھ سے بنی چائے پی کر۔۔۔" وہ انہیں ہنسانے کی کوشش کرنے لگی کیونکہ پہلے وہ انہیں اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات سے بہت تکلیف پہنچا چکی تھی۔

"سر میں درد ٹھیک ہوا کچھ ؟؟" جنت نے کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر ان سے بولی۔

”ہاں۔۔۔کچھ بہتر ہوا۔۔۔تم لوگ سناؤ۔۔۔گھر میں سب کیسے ہیں؟؟بھائی؟؟بھابھی؟سب ٹھیک تو ہیں ناں!“

”جی۔۔۔پھوپھو۔۔۔آپ کی حالت خراب کرنے والے خوب مزے میں ہیں۔۔۔“ مہر دانت پیستے ہوئے بولی۔

وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ چائے بنانے میں بھی مصروف تھی۔

”بیٹی۔۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔بھلا۔۔۔بھائی اور بھابھی۔۔۔ان لوگوں کا کہا قصور ہے۔۔۔“ وہ اسے سمجھانے لگیں۔

”اب۔۔۔بس رہنے دیں آپ۔۔۔۔“ وہ چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔اور ٹرے میں کپ رکھتے ہوئے ان کے قریب میز پر ٹرے کو رکھا۔

”لیجیئے۔۔ دوا۔۔“ اسکے پاس پڑے میز پر سے دوا کے پیکٹ میں سے اس نے سر درد کی گولی نکالی۔انہوں نے اس سے دوالی اور مزید سیدھی ہو کر ٹیک لگائی اور ساتھ ہی ساتھ چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑا۔

”اوہ!ہو۔۔۔یہ مٹھائی تو لی ہی نہیں آپ نے۔۔۔“ مہر نے پاس پڑے میز پر مٹھائی کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”یہ کس لیئے؟؟“ وہ دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

”جینی کی منگنی ہو گئی ہے ناں پھوپھو۔۔۔“ وہ اسکی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر ان سے بولی۔

”ماشاءاللہ۔۔۔مبارک ہو بھئی۔۔۔“ وہ مٹھائی کا تھوڑا سا ٹکڑا لیے ہی بولیں۔

”کہاں ہوئی؟؟کیا کرتا ہے لڑکا؟؟“ وہ تجسس سے بولیں۔

اپنا ٹکسٹائل کا بزنس ہے۔۔۔ یہاں بھی اور لندن میں کاسمیٹکس کا بزنس۔۔ مزید یہ کہ آئی ٹی انجینیئر ہے۔۔ اور

نام۔۔۔ نام تو موصوف کا جہانگیر ہے۔۔۔ جہانگیر ہارون خان۔۔۔" مہر نے لمبی تمہید باندھی اور پھر شرارتی انداز سے مکرا دی جس پر جنت ہولے سے مسکرائی۔

"بیٹی۔۔۔ یہ کاروبار وغیرہ سے تو گھر نہیں بستے۔۔۔ یہ بتاؤ اچھے گھر کا ہے ناں؟؟" وہ فکرمندی سے بولیں۔

"جی پھوپھو۔۔۔ جی۔۔۔ پٹھان خاندان ہے۔۔ بات اور وعدے کے پکے لوگ۔۔۔" وہ چنچل انداز سے بولی۔

"پٹھان۔۔" جینی زیرلب طنزیہ مسکرائی۔

"ہنسی کیوں؟؟" مہر نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔"

"پوپھو۔۔ دیکھا آپ نے؟؟ یہ ایسے ہی کرتی ہے۔۔ بس اماں بی کے سامنے بولتی بند ہو جاتی ہے اسکی۔۔" تابینہ ان دونوں کے مابین ہونے والی عام سی لڑائی سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"مہر۔۔ پٹھان تو ابا بھی تھے ناں؟؟" پوچھا تک نہیں میرا۔۔ امی کے جانے کے بعد مجھے یہاں چھوڑ دیا اور خود پتہ نہیں لندن میں کہاں غائب۔۔" آخر وہ سنجیدہ ہوئی۔

"اوہ۔۔ ہو۔۔ جنت۔۔ بیٹی۔۔ ان سے بارہا رابطہ کرنے کی کوشش کی۔۔ لیکن انکی پوسٹنگ دوسرے شہر میں ہو گئی تھی۔۔ اور ان دنوں تو کال بھی بمشکل ملتی تھی باہر۔۔ تم اپنا دل چھوٹا نہ کرو۔۔ بھائی صاحب بہت اچھے اور نیک انسان ہیں۔۔ لگتا ہے انہیں تمہاری پیدائش کا علم نہیں۔۔" تابینہ نے اسے سمجھایا۔

"اے۔۔لو۔۔۔ کیسے ابا ہیں؟ بیٹی کا اتا پتہ ہی نہیں۔۔۔" اس نے خود کو نارمل کیا اور بات کو مذاق میں اڑا دیا تاکہ وہ جتنا وقت بھی تابینہ کے پاس ہیں، اسے خوشی دے کر جائیں، آبدیدہ کر کے نہ جائیں۔

"تم خوش تو ہو ناں جینی۔۔۔" اسے ہنستا دیکھ کر وہ اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔

"جی۔۔خالہ۔۔۔بہت خوش ہوں۔۔۔" وہ سرد لہجہ میں بولی اور مسکرا دی۔

"مہر۔۔۔اصولاََ تو گھر والوں کو تمھارے بارے میں پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔۔۔آخر کو تم بڑی ہو جینی سے۔۔۔"

"پھوپھو۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ یہ لوگ میرے ساتھ آپکے جیسا سلوک کریں۔۔" وہ گہری نظر سے انہیں دیکھ کر بولی۔

"اللہ خیر کرے گا بیٹی۔۔۔" وہ تسلی سے بولیں اور پھر بات کا رخ بدلنے لگیں۔

"جنت۔۔۔بیٹی۔۔۔تم خوش تو ہو ناں؟؟اتنی اداسی کیوں ہے تمھارے چہرے پر۔۔۔؟؟" وہ مسکرا تو رہی تھی مگر تابینہ اسکے چہرے پہ پھیلی اداسی کو محسوس کر گئی تھی۔

"میں خوش ہوں بہت۔۔۔کیونکہ اماں بی خوش ہیں۔۔۔" اس نے آنکھوں میں آئے چند موتیوں کو تیزی سے صاف کیا۔

"ان کی خوشی کی خاطر ہی یہاں ہوں۔۔۔سگی ماں ہو کر بھی انہوں نے میری خوشیوں کا گلہ گھونٹ دیا۔۔میری ایک بات نہ سنی۔۔"

"خالہ۔۔۔تو آپ چھوڑ دیں ناں ضد۔۔۔پلیز۔۔۔دل سال سے آپ یہاں ہیں۔۔۔اب بس۔۔۔۔پلیز خالہ۔۔۔" وہ منت سماجت کرنے لگی۔

”جینی۔۔۔میری کوئی ضد نہیں تھی۔۔۔وہ مجھے جہاں کہتیں میں شادی کر لیتی۔۔۔مگر انہوں نے تو۔۔۔“ وہ بات کرتے کرتے رو دیں۔

”پھوپھو۔۔۔خالہ۔۔۔“ دونوں فوراََ اٹھیں۔

”خالہ میں آپکو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی مگر۔۔۔آپ کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔۔۔“ وہ غمگساری سے بولی۔

”پھوپھو۔۔۔آخر ہوا کیا تھا؟؟کچھ تو بتائیں۔آپ راحت انکل کے لیے ضد لگائے نہیں بیٹھی یہاں۔۔۔تو پھر کیوں ہیں آپ یہاں؟؟پاگل ہو جائیں گی اسطرح تو آپ۔۔۔یہ اندھیرا کمرا کس قدر خوف دلاتا ہو گا شام کے پہر۔۔۔“ وہ کمرے کی حالت دیکھ کر بولی۔

”بہت سی باتیں انسان دل میں دفن رکھے تو ہی جیا جاتا ہے۔۔۔باتیں نگلنے میں ہی سکون ہے۔۔۔ورنہ اگلنے سے رشتوں میں زہر اور دراڑیں مزید پیدا ہو جاتی ہیں۔۔۔“ تابینہ سرد مہری سے بولی۔

”اچھا تم لوگ جاؤ۔۔اس سے پہلے کوئی آجائے یہاں۔۔۔“ وہ فوراََ سے بولیں کیونکہ سورج ڈھل چکا تھا اور سپارہ پڑھنے والے بچوں کے آنے کا ٹائم ہو رہا تھا۔

”اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔۔مگر وعدہ کریں کہ اپنا خیال رکھیں گی آپ۔۔۔۔“ جینی بولی۔

”اور ہاں۔۔۔یہ لیجیئے آپکی دوا۔۔۔جب بھی درد ہو تو لے لیجیئے گا۔۔۔ہم جلد آئیں گے ملنے۔۔۔“ مہر نے اپنے بیگ سے دوا نکالی اور انہیں میڈیسن دیتے ہوئے بولی جبکہ تابینہ دونوں کو جاتا ہوا دیکھ کر ہولے سے مسکرائی اور ساتھ ہی دو چار آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔چاہنے کے باوجود بھی وہ ضبط نہ کر سکی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”کہاں گئیں تھیں تم دونوں؟؟“ اماں بی دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھیں۔ان کا دیکھنا ہی دونوں کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر لاؤنج میں داخل ہوئیں۔وہ سمجھ چکی تھیں کہ اب ان کی خیر نہیں۔

”اماں بی۔۔۔ہم دونوں۔۔۔وہ۔۔باہر۔۔۔کچھ دیر کے لیے واک کرنے۔۔۔“ مہر رک رک کر بولی جس پر اماں بی نے مزید تفشیش کی۔

”اس وقت۔۔اور واک۔۔۔ مغرب ہونے کو ہے۔۔۔اتنی بار کہا ہے رات کے وقت فارم ہاؤس یا باغیچہ تک بھی نہ جایا کرو۔۔۔“ وہ سخت مزاجی سے بولیں۔

”اماں بی۔۔میں نے ہی اسے کہا تھا جانے کے لیے۔۔“ جینی فوراً سے بولی,کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اپنا نام لیتے ہی وہ بات کو اگنور کر دیں گی۔

”بہرحال۔۔۔آئندہ خیال رکھنا تم دونوں۔۔۔اچھا۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔“ وہ انہیں سمجھاتے ہوئے بولیں۔

”جی۔۔“ دونوں سہمتے ہوئے بولیں۔

کچن میں آتے ہی دونوں نے پانی پیا اور سانس بحال کرنے لگیں۔

”بچ گئے آج۔۔ شکر ہے۔۔“ جینی نے سکون کا سانس لیا۔

”کیا ہوا؟؟ کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟ زیبا کے کان میں اسکی آواز پڑی۔

”مسئلہ۔۔نن۔۔ نہیں تو۔ بھلا مسئلہ کیا ہو گا امی؟؟“ مہر ہکلاتے ہوئے بولی۔

”ہیں ناں۔۔ جینی۔۔؟‘

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

جنت نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو یہ بچ گئی کا کیا مطلب ہوا۔۔" وہ کھانا بناتے ہوئے بولیں اور ساتھ ساتھ کباب فرائی کرنے لگیں۔

"وہ۔۔ہاں۔۔ کھانا بنانے سے بچ گئی۔۔یہی مطلب ہو گا جینی کا۔۔ خیر۔۔امی۔۔کیا کر رہی ہیں آپ؟ "

"کچھ نہیں۔۔۔بس تکے بنا رہی ہوں۔۔۔ تمھارا انتظار کرتے کرتے تو تھک گئی میں آج۔۔۔کہاں چلی گئی تھی؟؟ "

"کہیں نہیں۔۔یہیں تھی۔۔۔۔بس ذرا واک کرنے۔۔۔چلیئے پیچھے ہٹیں۔۔۔میں کر لیتی ہوں باقی سارا کام۔۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"سلام۔۔۔ ممانی جان۔۔۔" جینی نے آداب سے کہا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔" انہوں نے اسکے چہرے پر نظر دوڑائی۔اور پھر اسکے ہاتھ کو دیکھا۔

"یہ تمھاری انگوٹھی کہاں ہے؟؟" وہ حیرت سے بولیں جس پر مہر نے تعجب سے اپنی ماں کو دیکھا۔اسکا بس چلتا تو ضرور ان سے یہ کہہ دیتی کہ یہ کن باتوں میں پڑ گئیں آپ؟ مگر اس نے خاموشی سے تکے بنانے کو ہی غنیمت جانا۔

"ممانی جان۔۔۔کمرے میں۔۔۔دراز میں رکھی ہے۔۔" وہ سادگی سے بولی۔

"دراز میں؟؟ ارے پاگل تمھاری ہوئی ہے۔۔دراز کی تھوڑی ناں۔۔" وہ اسکے سر پر ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے کھلکھلائیں، جس پر وہ کنفیوز ہوئی۔

"امی۔۔۔ضروری تو نہیں ناں!" آخر مہر فوڑا اسے بولی۔

"اب اس انگوٹھی کو پہننے سے کیا ہو گا بھلا؟؟ منگنی تو ہو گئی ہے ناں!"

"تم نہیں سمجھو گی۔۔۔" وہ ہنس دیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کم از کم۔۔۔اب انگوٹھی کو دیکھ کر کوئی اس کے بارے میں تو نہیں سوچے گاناں!" وہ چھپے لفظوں میں بولیں جسے جینی سمجھ چکی تھی کہ وہ شاویز کی ہی بات کر رہی ہیں۔

"کوئی نہیں سوچتا امی۔۔۔یہ لیجیئے۔۔۔تکے۔۔۔کھائیے۔۔۔اور بتائیے۔۔۔کیسے بنے؟؟" وہ بات سمجھ چکی تھی اسی لیے موضوع بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"تم بھی لوناں!" اس نے جینی کو بھی کہا۔

"نہیں۔۔ابھی دل نہیں۔۔۔میں کمرے میں جا رہی ہوں۔۔۔پلیز کافی لے آنا مہر۔۔" وہ خود کا موڈ نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

"امی۔۔۔کیوں باتوں باتوں میں طنز کرتی ہیں آپ؟؟" مہر نے زچ ہو کر کہا اور ساتھ ساتھ کافی بنانے لگی۔

"طنز کہاں؟؟ ٹھیک ہی تو کہا ہے۔۔۔اب دیکھو۔۔۔تمھارا رشتہ دیکھنے اگر کوئی آئے تو اس کو پسند کر لیں تو پھر؟؟ کم از کم انگوٹھی ہو گی تو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت تو نہیں پڑے گی۔"

"امی۔۔بس کیجیے۔۔۔خدا کا نام ہے۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ ان کی بات سن کر اکتا سی گئی۔

"میں اب اتنی بھی بری نہیں۔۔۔مجھے جو بھی دیکھنے آئے گا۔۔مجھے پسند کر کے ہی جائے گا۔۔"

☆☆☆☆☆☆

"سلام۔۔۔ممانی جان۔۔۔" وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہیں دیکھ کر بولی۔ جبکہ وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ رہی تھیں۔

وہ کچھ دیر کے لیئے انکا حال چال پوچھنے کے لیئے ان کے پاس کھڑی ہو گئی۔

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہو جنت؟؟" سامعیہ قدرے خوش دلی سے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی ٹھیک ہوں۔۔۔اور آپ؟؟" وہ رک رک کر بولی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ مسکرادیں اور مزید سیڑھیاں اترنے لگیں۔

اوپر جاتے جاتے وہ رکی اور پلٹ کر انکو پکارا۔

"ممانی جان۔۔۔۔"

"جی۔۔" وہ رکیں۔

"آپ خفا تو نہیں مجھ سے؟؟" وہ افسردگی سے بولی۔

"ارے نہیں۔۔میں جانتی ہوں بیٹی کہ تم مجبور ہو۔۔۔اور میں اپنی جگہ مجبور۔۔۔اور اگر میں یا تم کچھ بھی کہو گی تو تابینہ جیسا حال شاید تمھارا یا پھر شاویز کا ہو۔۔" وہ بس اتنا کہتے ہی سیڑھیاں اتریں اور وہاں سے چلی گئیں جبکہ جنت انہیں دیکھتی رہ گئی۔

وہ دونوں یہ تو جانتی تھیں کہ تابینہ کا جرم محبت ہے مگر یہ نہیں جانتی تھیں کہ آخر اس قدر برا سلوک ان کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟؟؟

سامعیہ کے منہ سے نکلنے والی بات سے اسکا دماغ بالکل ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"یہ لو۔۔گرما گرم کافی۔۔۔" مہر نے ٹرے کو میز پر رکھا اور چنچل انداز میں بولی۔

"تھینکس۔۔۔" وہ خاموشی سے کپ اٹھاتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

"مہر۔۔۔آخر تابینہ پھوپھو کے ساتھ کیا ہوا تھا؟؟" جنت کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

"کچھ پتہ نہیں۔۔۔کوئی بتاتا ہی نہیں۔۔۔جس سے پوچھو۔۔۔ڈانٹ ہی پڑتی ہے۔۔۔۔" وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

"مہر۔۔۔ سامعیہ ممانی جان کو سب پتہ ہے۔۔۔ انہوں نے آج بہت عجیب بات کہی کہ اگر میں کچھ کہوں گی تو میرا یا شاید شاویز کا حال بھی تابینہ پھوپھو جیسا ہو گا۔"

"سامعیہ تائی جان ہمیں تھوڑی نا بتائیں گی۔۔۔؟ یہ محبت ہی ہے کمبخت جس نے ان کا یہ حال کر دیا۔۔" مہر نے پورے وثوق سے کہا۔

"محبت کو کمبخت نہ کہو یار۔۔" وہ جھٹ سے بولی تو مہر کو اسکے انداز پہ پیار آ گیا۔

"یہ تو بے حد خوبصورت جذبہ ہے۔۔۔ جسے بے حس لوگ کبھی محسوس نہیں کر سکتے۔۔"

وہ اسکی طرف دیکھ کر سکون سے مسکرائی اور پھر بولی۔

"میری جان۔۔ اللہ کرے یہ محبت خوش بخت ثابت ہو تمہارے لیئے۔۔۔"

"مہر۔۔۔ مگر۔۔۔ اسکی سزا اتنی کیوں؟؟" وہ رونے والا منہ بنا کر بولی۔

"آج خالہ کو دیکھ کر میرا دل رو رہا ہے۔۔۔ کس قدر اندھیرا ہو گیا ہو گا ان کے کوارٹر میں؟؟"

"ہاں۔۔ اور کچھ کھانے پینے کو بھی نہیں۔۔" مہر نے بچوں کی طرح کہا۔

"کیوں ناں! ہم کل صبح ان کے لیے کچھ چیزیں لے جائیں اور روشنی کے لیئے بھی کچھ؟؟"

"کل۔۔۔ صبح صبح؟؟" وہ گہری سوچ میں مبتلا ہوئی۔

"مگر لے کر کیا جائیں گے؟؟" جنت سوالیہ بولی۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔۔ سب مینیج ہو جائے گا۔۔" مہر نے اسے تسلی دی۔

"ٹھیک ہے۔۔" وہ کافی کے کپ کو منہ لگاتے ہوئے الگ سوچ میں مبتلا ہوئی۔

"مہر۔۔ سحیل سے پوچھو ناں۔۔ راحت انکل نے اسے تو کچھ بتایا ہی ہو گا۔۔۔؟"

"تمھیں کیا لگتا ہے؟؟؟میں نے نہیں پوچھا کبھی؟؟بہت بار پوچھا ہے۔۔۔بہت بار۔۔۔مگر وہ بھی نہیں جانتا کہ آخر ہوا کیا تھا۔۔۔!بس اتنا جانتا ہے جتنا کہ ہم۔۔۔" مہر گہرے تاثر سے بولی۔

"مگر مہر۔۔اس سب میں قید کہاں آجاتی ہے؟؟اور پھر ہم سے کیوں چھپایا کہ وہ زندہ ہیں؟؟ ہمیں کیوں سب نے یہی کہا کہ وہ اس دنیا میں نہیں؟؟" جنت نے سوالوں پر سوال کیے۔

"جنت۔۔ریلیکس۔۔۔میں بھی اتنا ہی دکھی ہوں ان کی حالت کو دیکھ کر جتنا کہ تم۔۔۔اب ہمیں ہی ان کے لیے کچھ کرنا ہے۔۔۔" مہر نے پورے یقین سے کہا۔

"ہاں۔۔" دروازے پر دستک محسوس ہوتے دیکھ کر دونوں خاموش ہوئیں۔

"کھانا لگ گیا ہے آجائیں آپی۔۔۔" ایمل اور سدرہ کمرے میں آموجود ہوئیں۔

"اچھا۔۔آتے ہیں۔۔" مہر فوراً بولی۔

"جینی۔۔۔اپنے ایکسپریشن ٹھیک کرو۔۔۔کسی کو شک نہ ہو ہم پہ۔۔۔اسپیشلی اماں بی۔۔۔۔پتہ ہے نا انکا۔۔ابھی ہمیں روک کر کیسے چھان بین کر رہی تھیں۔۔دونوں کے جاتے ہی وہ اٹھی اور جنت سے بولی جبکہ جنت نے اپنا تاثر بدلا اور نیم سا مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"سجیل پلیز۔۔۔کچھ تو پتہ چلے۔۔۔آخر وجہ کیا ہے؟؟" مہر فون پر اس سے سوالیہ بولی۔

"ریلیکس۔۔۔یار۔۔۔کوشش کرتا ہوں۔۔۔پوچھتا ہوں

بھائی سے۔۔۔مگر مجھے نہیں لگتا کہ۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"مگر مجھے ہر حال میں جاننا ہے۔۔۔وجہ جانے بنا آخر کیسے ہم ان دونوں کے لیے کچھ کر سکتے ہیں؟؟" وہ اہم مسئلے پر آئی۔

"ہاں۔۔جانتاہوں۔۔" وہ سادگی سے بولا۔

"اچھا صبح بات ہوگی۔۔۔ابھی بھائی بلارہے ہیں۔۔۔"

"جی۔۔۔بھائی۔۔۔آیا۔۔۔" وہ فون رکھتے ہوئے ان کے کمرے کی طرف گیا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"جی بھائی۔۔"

وہ کتاب ہاتھ میں لیئے کرسی پہ بیٹھے۔

"کس سے بات کررہے تھے؟؟؟" مطالعے کی غرض سے انہوں نے اپنا چشمہ آنکھوں پہ ٹکایااور تھوڑا سیدھاہوکر بیٹھے۔

"وہ۔۔۔ایک دوست کا فون تھا۔۔۔اچھا۔۔۔چھوڑیئے کھانالگوادوں؟؟آجایئے۔"

"نہیں۔۔ابھی دل نہیں۔۔۔" انہوں نے کتاب سے نظر ہٹا کراس سے کہااور دوبارہ کتاب پڑھنے میں مگن ہوگئے۔

انکا سفید شفاف چہرہ ہمیشہ کی طرح چمک رہاتھا جسے دیکھ کر کبھی یہ گمان نہیں ہوتا تھا کہ راحت جیسا انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرسکتا ہے یااسکا ماضی داغ دار رہاہو گا۔

"اچھا۔۔" وہ ان کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے بولا۔

"سجیل۔۔۔صبح فیصل آباد چلے جانا۔۔۔۔وہاں کے برینڈ مینیجر کے ساتھ میٹنگ۔۔۔" وہ ایک اہم بات سے اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی۔

"اور آپ نہیں جائیں گے؟؟؟"

"نہیں۔۔کچھ طبعیت ٹھیک نہیں۔۔۔چائے بھجوادو۔۔۔"

"جی۔۔۔" سجیل نے اسکی حالت کا بغور جائزہ اور پھر خاموشی سے کچھ بھی پوچھے بناء ہی وہاں سے چلا گیا۔

وہ جانتا تھا کہ سات مئی کو انکی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے۔ انکے ساتھ بیتا ماضی کا بھیانک دور انہیں کسی صورت سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ راحت کی ہمیشہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ سات مئی کی رات سوئے نہیں۔۔ اگر بستر پہ لیٹ بھی جاتے تو آنکھیں بند کرتے ہوئے خود ہی سے ڈر جاتے تھے۔ اسی لیئے اس دن وہ راکنگ چیئر پہ بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کرنے میں ہی اپنی رات گزار دیا کرتے تھے۔ کئی بار سہیل نے ان سے پوچھنا چاہا مگر انہوں نے اسے کبھی اپنے راز میں شریک نہیں کیا۔ انہیں کبھی وہ بات تک پتہ نہ لگنے دی جو جاننا اسکے لیئے بہت اہم تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

گھپ اندھیرے میں شمع جلائے ہوئے تابینہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ زندگی میں نجانے اس نے کیا کچھ کھویا تھا اب تک وہ سب کچھ بھول چکی تھی مگر جب کبھی مہر اور جنت ملنے آتیں تو اس کے پرانے زخم بھی تازہ ہو جاتے تھے۔۔ شدید سردی میں جلائی گئی شمع اور اس میں سے نکلنے والے آگ کے شرارے اسے بہت گرم محسوس ہونے لگے۔

"کیسے میں ان بچیوں کو سب بتادوں؟؟ میں نہیں چاہتی کہ مجھ سے نفرت کرنے لگیں۔۔۔ جیسے اماں بی کرتی ہیں۔۔۔ مگر۔۔۔ مجھ سے نفرت کیوں؟؟" وہ اپنے ہی کیے گئے اندازوں سے چونکیں اور خود سے سوالیہ بولیں۔

"میں نے تو ہمیشہ اماں بی کا ہر فیصلہ مانا۔۔۔ خوشی خوشی اپنی محبت کو بھی قربان کر دیا مگر انہوں نے کیا کیا؟؟؟" وہ خود سے سوالیہ بولی۔

دیوار پہ لگے کیلنڈر پہ تاریخ بدلتے وہ ماضی کے پس منظر میں کھو سی گئیں۔

"آپ کہیں گی کہ راحت کو بھول جاؤں۔۔۔تو میں بھول جاؤں گی۔۔۔۔۔کسی اور کو بھی اپنالوں گی۔۔۔مگر مجھ پر یہ الزام تو نہ لگائیں۔۔۔" وہ اماں بی کے سامنے روتے ہوئے بولی۔

سر پر دوپٹہ اوڑھے سیاہ لباس میں ملبوس تابینہ زاروقطار روئے جا رہی تھی مگر اماں بی تھیں کہ ٹس سے مس نہ ہوئیں۔

"اماں بی۔۔۔کچھ تو بولیئے۔۔۔میں اور راحت بے قصور ہیں۔۔۔دیکھیں کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے۔۔۔ایک دفعہ ہماری بات سن لیں پلیز۔۔اماں بی ایک حادثہ تھا وہ۔۔۔" ابھی وہ اپنی بات مکمل ہی کرنے والی تھی کہ اماں بی زوردار آواز میں گونجیں۔

جس پر ندیم، نعیم اور ان کی بیویاں کانپ گئیں۔

"بند کرو اپنی بکواس۔۔۔تم دونوں نے جو خاک ہمارے سروں پر ڈالی ہے، کافی ہے۔۔۔اور اب۔۔۔قصور بھی تسلیم نہیں کر رہے تم لوگ۔۔۔اور تم راحت۔۔۔" وہ راحت کی طرف متوجہ ہوئیں، جو نظریں جھکائے آنسو بہا رہا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمھیں تو اپنے گھر کا فرد ہی سمجھا تھا ہم نے اور تم نے ہماری عزت کی حفاظت کرنے کی بجائے۔۔۔اسکے ساتھ کھیلا۔۔۔" وہ گونجدار آواز میں بولیں۔

"اماں بی۔۔آپ بے شک اصطبل کے چچا الاؤ دین سے پوچھ لیں۔۔۔ ایسا ویسا کچھ نہیں ہوا کل رات۔۔۔" انہوں نے تھوڑی سی ہمت پیدا کی اور اپنی صفائی میں کچھ بولنا چاہا۔"

"اور جو کل رات لوگوں نے دیکھا۔۔وہ سب؟؟ شکر ہے بات پھیلی نہیں۔۔ اور اب تم کیا چاہتے ہو۔۔اس انسان کو بلا کر گواہی لوں؟؟ جس نے تم دونوں کو گناہ کرتے دیکھا۔کیسے اس ملازم سے نظریں ملا سکیں گے ہم۔۔" وہ خونخوار لہجہ میں بول رہی تھیں۔

اپنی بدنامی کے خوف سے انہوں نے راتوں رات ہی چچا الاؤدین کو نوکری سے فارغ کر دیا تھا، کہ کہیں وہ اس بات کو پھیلا نہ دے۔

"اللہ کی قسم۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ تیزی سے سر اٹھاتے ہوئے بولے جس پر تابینہ نے تھوڑی سی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور نظریں جھکالیں۔

"میں نے اور تابینہ نے محبت کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔میں انہیں اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"سوچنا بھی نہ کبھی۔۔۔اور اب تم اپنی منحوس شکل لے کر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کہ تمھیں دھکے دے کر نکالا جائے۔۔۔جاؤ۔دفع ہو جاؤ۔۔۔" وہ لاٹھی سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اونچی آواز سے بولیں۔

راحت نے نظر اٹھا کر تابینہ کو دیکھا اور اشارۃً اسے اپنا ساتھ دینے کی التجا کی مگر وہ تھی کہ اماں بی سے رحم کی بھیک ہی مانگتی رہی۔

"اب اسے ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہے ہو؟؟ کیا تابینہ تم اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟؟ بولو؟؟؟"

"میرا ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔۔۔" راحت جو اسکی طرف سے مثبت جواب کے انتظار کی امید لگائے تھا اسکی بات پہ ششدر رہ گیا۔

وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے ذرا سسکی لے کر بولی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سن لیا؟؟ اب جاؤ یہاں سے تم۔۔" اماں بی اس پہ شیر کی طرح دھاڑی تھیں کہ وہاں موجود سب سہم گئے سوائے راحت کے۔۔ اسکے ذہن میں تو تابینہ کی کہی بات ہی گھوم رہی تھی۔

اس نے انتہائی لاچاری سے تابینہ کی طرف دیکھا جو بے بسی سے اس سے نظریں چرا رہی تھی۔ آخر اس نے خود کو ضبط کیا اور سے وہاں سے نکلنے کی کی۔

"اور تم۔۔۔ تیار رہنا۔۔۔ کل تمھارا نکاح ہے۔۔" وہ اسے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے بولیں۔

"مگر اماں بی۔۔۔ کس سے؟؟" ندیم صاحب بولے۔

"منشی کریم سے۔۔۔"

"منشی کریم؟؟" وہ چونکے۔

"ہاں۔۔۔ ہمارا وفادار ہے۔۔۔ لے کر چلا جائے گا اسے اپنے گاؤں۔۔۔۔ اور یاد رکھنا آج کے بعد ہم تمھارے لیے مر گئے اور تم ہمارے لیے۔۔۔" وہ حقارت سے بولیں۔

"آپ جہاں چاہیں۔۔۔ میری شادی کر دیں۔۔۔ مگر۔۔ مجھے ان گناؤنے الزاموں سے بری کر دیں۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تابینہ۔۔" سامعیہ آگے بڑھی جس پر اماں بی نے اسے گھورا۔

"لے جاؤ اسے۔۔ اور رونا دھونا بند کرو۔۔۔ اب مزید کسی قسم کی بے عزتی برداشت نہیں کروں گی میں سمجھی۔۔۔" وہ دھمکاتے ہوئے بولیں۔

"اور آپ بھی سن لیجیئے۔۔۔ نہیں کروں گی میں شادی جب تک مجھے اپنے الزاموں سے آپ بری نہ کر دیں۔۔" وہ

آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بغاوت پر اتر آئی۔

"تابینہ۔۔" ندیم صاحب غصہ سے بولے۔ مگر اگلے ہی لمحے اسکی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے ذرا نرمی سے بولے۔

"بیٹا۔۔۔کچھ بھی برا نہیں ہو گا تمھارے ساتھ۔۔۔ بھروسہ رکھو۔۔۔" وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"بھائی۔۔ کیا میں سوتیلی ہوں؟؟ جو میرے ساتھ یہ سب ہو رہا ہے۔۔۔جو گناہ میں نے کیا ہی نہیں اسکا الزام کیوں؟؟ کیوں کروں اسے قبول جو گناہ میں نے کیا ہی نہیں۔۔۔۔" وہ ان کے سینے سے لگ کر رو دی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔تو تمھاری یہاں پر کوئی جگہ نہیں۔۔۔ابھی اور اسی وقت چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔اور آج کے بعد ہم تمھارے لیے مر گئے اور تم ہمارے لیے۔۔۔ یہ لو۔۔۔فارم ہاؤس کے کوارٹروں کی چابیاں۔۔اور آج کے بعد یہاں کی راہ مت دیکھنا۔۔۔"

"فارم ہاؤس؟؟ لیکن اماں بی وہاں تو کوئی سہولت موجود نہیں۔۔ گستاخی معاف۔۔ لیکن یہ بہت زیادہ ہے۔۔بچی معافی مانگ تو۔۔"

"اب ندیم تم مجھے سمجھاؤ گے؟؟ " انہوں نے غصہ سے انکی بات کاٹی۔

"شادی تو یہ نہیں کرے گی۔۔ تو نہ کرے۔۔ ہمیں بھی گناہ نہیں کمانا۔۔اس گناہ کی پوٹلی کو کسی کے سر سونپ کر۔۔ شکر کرے جان سے نہیں مارا اسے میں نے۔۔ اور رہی سہولت کی بات۔۔ تو گناہ کا ارتکاب کرتے اسے سوچ لینی چاہیئے تھی اسکی سزا۔۔۔ اسے معاف کر دیا تو تم دونوں کی اولادوں کو شے ملے گی۔۔۔" وہ نعیم اور ندیم دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔

"لیکن۔۔اماں بی۔۔ سزا میں کچھ نرمی تو۔۔۔" آخر نعیم صاحب نے بولنے کی جسارت کی تو انہیں بھی انکی بلند آواز نے چپ کروا دیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہر مہینے کے مہینے راشن پہنچا دیا کرنا اسے۔۔اور آج کے بعد کوئی اسکا ذکر نہیں کرے گا۔۔ ہر پوچھنے والے کو یہی بتا دینا کہ مر گئی تابینہ۔۔۔" وہ جس مردانہ وجاہت سے بول رہی تھیں، سب حیران تھے مگر اپنے منہ سے ادا کیئے گئے آخری لفظوں پہ انکی زبان کانپ کر رہ گئی۔ آخر ماں تھی۔ کیسے اپنی اولاد کے لیئے یہ بول سکتی تھیں۔ لیکن وہ اپنے اصولوں کے خول کو بھی کسی صورت ختم نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا اور لاؤنج سے کمرے میں آ گئیں جبکہ سب ان کی بات سن کر چونک گئے مگر اب کی بار کوئی بھی ان کے آگے بولنے کی جرأت نہ کر سکا۔

تابینہ نے سب کی طرف دیکھا مگر سب کی نظروں میں مجبوری اور ان کا جھکا ہوا سر دیکھ کر اس نے زمین پر پڑی چابیوں کو اٹھایا جو اماں بی نے زمین پر پٹخی تھیں۔

"کاش 2005 میں سات مئی آیا ہی نا ہوتا۔۔ کاش۔۔ میں گھڑ سواری کے لیئے گئی نا ہوتی۔۔ یا سیکھتی ہی ناں۔۔" وہ خود کو سمجھاتے ہوئے تھک گئی تھی۔ جانتی بھی تھی کہ ماضی کبھی بدل نہیں سکتا چاہے خود کو جتنا مرضی سمجھالے۔

وہ خیال میں اس قدر مگن تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے۔۔۔اچانک سوچتے سوچتے اسکا ہاتھ موم بتی پر جا لگا آگ کی تپش سے وہ تیزی سے اپنے خیال سے نکلی اور دستک کی آواز سنتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگی۔

"کون؟؟" وہ ہولے سے بولی۔

"پھوپھو۔۔۔ ہم ہیں۔۔" مہر ہولے سے بولی۔

"تم لوگ؟؟ اس وقت؟؟" تابینہ نے دروازہ کھولا، اور انہیں سامنے پا کر چونکیں۔

"خالہ۔۔ اندر تو آنے دیں۔۔۔" جینی ٹھنڈ سے کپکپاتی ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔ آؤ۔۔" وہ فوراً سے بولیں اور پھر دروازے کی کنڈی لگا دی۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔" وہ پریشان ہوئیں۔

"جی۔۔ پھوپھو۔۔۔ یہ لیجیئے۔۔۔" وہ شاپنگ بیگ انہیں دیتے ہوئے بولی۔

"یہ کیا؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"خالہ۔۔ کچھ چیزیں ہیں۔۔۔ اور یہ پیسے۔۔" وہ روپے دیتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔۔ نہیں بیٹا۔۔۔ مجھے تم لوگوں کی محبت چاہیے بس۔۔۔ یہ سب نہیں۔۔۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے ہوئے بولیں۔

"پھوپھو۔۔۔ پر اپر ڈائٹ نہ لینے سے ہی تو آپ بیمار ہیں۔۔۔ اور پلیز اب انکار مت کیجیئے گا۔۔۔" مہر تیزی سے بولی۔

"بیٹا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن یہ پیسے۔۔۔ پیسے نہیں۔۔۔" وہ پیسے واپس کرتے ہوئے بولیں۔

"خالہ۔۔۔ سلنڈر بھروانے کے لیئے کام آئیں گے۔۔۔" جینی بولی۔

"نہیں۔۔۔ کل فیس آجائے گی بچوں کی۔۔۔" وہ نفی میں گردن ہلا کر بولیں۔

"اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ پھوپھو۔۔ ہم پھر آئیں گے۔۔" مہر فوراً سے بولی اور پھر جینی سے بولی۔

"چلو۔۔۔ جینی۔۔۔ اس سے پہلے کوئی اٹھ جائے۔۔۔ چلو۔۔" وہ تیزی سے بولی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"دھیان سے جانا۔۔۔ اور شکریہ بہت بہت۔۔" وہ دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولیں۔

دونوں کے جاتے ہی انہوں نے دروازے کو بند کیا اور مسکرا دیں۔

"سچ کہتے ہیں خون کے رشتوں میں احساس اور محبت ہوتی ہے۔۔" خوشی کے آنسو ان کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھائی۔۔" سہیل ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بولا جبکہ وہ گہری خاموشی لیے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔

"بھائی۔۔۔" وہ ان کے قریب آکر بیٹھا اور دوبارہ بولا۔

"ہاں۔۔" انہوں نے تیزی سے کہا اور نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بھائی مجھے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔۔" وہ رک رک کر بولا۔

"ہاں۔۔بولو۔۔۔" وہ نیم سا مسکرائے۔

"وہ بھائی۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"کیا بات ہے سہیل؟؟؟" اسے پریشان دیکھتے ہوئے راحت نے کتاب بند کی اور اسکے قریب صوفے پر جا بیٹھے جہاں وہ براجمان تھا۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں؟" وہ مزید سوالیہ انداز میں بولے۔

"میٹینگ میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا آج؟؟"

"نہیں بھائی۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔" وہ تسلی سے بولا۔

"تو پھر؟؟تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو؟؟" وہ ہنستے ہوئے سوالیہ بولے۔

"سنجیدہ تو آپ بھی ہیں۔۔۔" وہ گہری نظر ان پر ڈالتے ہوئے بولا۔

"میری بات اور ہے۔۔۔اور ویسے بھی ہنس تو رہا ہوں۔۔۔" انہوں نے تیزی سے اپنی بات بدلی۔

"بھائی۔۔یہ کوئی بات نہ ہوئی۔۔۔ہنس رہے ہیں یا جی بہلا رہے ہیں؟؟؟" وہ گہرے انداز سے بولا۔

"کیا مطلب؟؟ سحیل؟؟ آج اس طرح سے کیوں بات کر رہے ہو تم؟؟" وہ پریشان ہوتے ہوئے بولے۔

"بھائی۔۔ایک بات کا جواب دیں گے؟؟" وہ سوالیہ بولا۔

"ہاں!!پوچھو۔۔۔" وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئے۔

"کیا آپ تابینہ آنٹی کو مس کرتے ہیں؟؟" اس نے سادگی سے سوال کیا مگر تابینہ کا ذکر سنتے ہی وہ ایک عجیب وغریب کیفیت میں مبتلا ہوئے۔

وہ پھر سے بولا جب انکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"بتایئے ناں؟؟"

ان کی آنکھیں پانی سے بھر چکی تھیں جسے انہوں نے عینک کو اتارتے ہوئے صاف کیا اور پھر بولے۔

"نہیں۔۔"وہ نیم سا مسکرائے۔

"بھائی۔۔" وہ ان کی حالت دیکھتے ہوئے دکھ سے بولا۔

"بھائی۔۔خدا کا نام ہے۔۔۔بس کر دیں۔۔دیکھیۓ ذرا خود کو۔۔۔کم از کم۔۔۔اب تو۔۔"

"سحیل۔۔" انہوں نے اسکی بات کاٹی۔

"جاؤ یہاں سے۔مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔" وہ اس کے قریب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔جیسے آپ کی مرضی۔"

"یہاں آپ اپنی ضد میں ہیں اور وہاں تابینہ آنٹی۔جو کچھ وہ جھیل رہی ہیں اس سے بہتر ہے کہ وہ مر جائیں۔" وہ انہیں طیش دلانے کی کوشش کرتا ہوا تیزی سے بولا۔

"سجیل۔۔" وہ گونجدار آواز میں بولے۔

اب کمرے میں دونوں کی آواز کی بجائے گہری خاموشی سی چھاگئی۔

راحت انکل خود کو ریلیکس کرتے ہوئے پاس موجود صوفے پر بیٹھ گئے۔جبکہ سجیل ان کے برابر میں آ بیٹھا۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے ناں تو جو پچھلے دس سالوں سے انہیں مرنے کے لیئے چھوڑ دیا ہے وہ؟؟ اس پہ تکلیف نہیں ہوتی آپکو؟؟"

تابینہ کا نام سنتے ہی انکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر تھے۔

"کیا مطلب؟؟" صرف اتنا ہی انکے منہ سے ادا ہوا تھا۔

"بھائی۔۔ پلیز۔۔ میں آپکو دکھ نہیں پہنچانا چاہتا۔۔" اب کی بار وہ قدرے شرمندگی سے بولا۔

"کیا جھیل رہی ہے وہ؟؟ کیا جانتے ہو تم اسکے بارے میں؟؟" وہ سوالیہ انداز میں قدرے سکون سے بولے۔

"چھوڑیں بھائی۔۔جب آپ انہیں یاد ہی نہیں کرتے تو بھلا ان کے بارے میں جان کر کیا کریں گے؟؟"

"ہاں!!ٹھیک کہتے ہو۔۔۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولے۔

"میں بھلا کیوں یاد کروں گا اسکو۔۔۔اب تک تو شاید وہ اپنی زندگی میں اتنی محو ہو گی کہ مجھے بھول ہی گئی ہو گی۔۔"

"اپنی زندگی؟؟ کیا مطلب؟؟" وہ کشمکش میں مبتلا ہوا۔

"شادی ہو چکی ہو گی اس کی۔۔۔" وہ اندازاً بولے۔

"امممم۔۔۔" سجیل ان کے اندازے پر چونکا۔

”بھائی۔۔ آخر آپ کیا سمجھتے ہیں انہیں؟؟ کیا محبت صرف آپ کو ہے؟؟ انہیں نہیں؟؟“

”کیا مطلب؟؟ تم کیا جانتے ہو اسکے بارے میں؟؟“ وہ بے چین ہوئے۔

”آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔ وہ ایک بند کوٹھری میں اپنی زندگی میں محو ہیں۔۔“ وہ انہی کے الفاظ کو اپنے لفظوں میں استعمال کرتے ہوئے زور دے کر بولا۔

”بند کوٹھری؟؟؟“ وہ چونکے۔

”ہاں۔۔“ اس نے تصدیق کی۔

”پلیز بھائی۔۔ بتایئے آخر کیا ہوا تھا تب؟؟ آخر کیوں ایسا ہو رہا ہے؟؟“ وہ دکھی انداز میں بولا۔

”کچھ نہیں ہوا تھا۔۔“ وہ تیزی سے بولے۔

”اور تمھیں کیسے پتہ یہ سب؟؟“

”یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ اور اب میں بچہ نہیں ہوں کہ آپ کی کوئی بات سمجھ ہی نہ سکوں۔“

”کتنی دفعہ جانوگے تم۔۔۔ فضول قصہ۔۔۔“ وہ زچ ہوئے۔

”فضول قصہ؟؟“ اس نے ان کے الفاظ دہرائے۔

”جو وہ بھگت رہی ہیں وہ فضول قصہ کا انجام ہے؟؟؟ کتنی پاگل ہیں ناں وہ۔۔“ وہ طنزیہ ہنسا۔

”سجیل۔۔۔ جانتے تو ہو تم۔۔۔“

”جو میں جانتا ہوں وہ بہت کم جانتا ہوں۔۔۔ محبت کی سزا اتنی بڑی نہیں ہوتی۔۔۔ البتہ۔۔۔“ وہ ادھوری بات کرتے ہوئے انہیں بات کا پورا مطلب سمجھا گیا تھا۔

”تمھیں کیا لگتا ہے؟؟ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔۔ ہاں۔۔ مگر مجھے آپ کے منہ سے پورا سچ سننا ہے۔۔“ وہ اصرار کرنے لگا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”پورا سچ۔۔“ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جبکہ جسم کانپنے لگا جسے سجیل نے بھی محسوس کیا مگر وہ ان کے جواب کی آس لگائے انکی طرف بغور دیکھ رہا تھا۔

"بعض اوقات پورا سچ جھوٹ ہوتے ہوئے کسی کو بے آبرو کرنے کے لیئے کافی ہوتا ہے۔۔اور میں اسے بے آبرو نہیں کرنا چاہتا۔۔"

"جھوٹے الزام کو سچا کہا گیا اور بس۔۔“ انکی زبان لڑکھڑانے لگی۔

اور آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح برسنے لگے۔

”بھائی۔۔“ ان کی حالت دیکھتے ہوئے سجیل نے انہیں گلے سے لگایا اور صوفے پر بٹھایا۔

”مت بتائیے۔۔۔میں فورس نہیں کروں گا۔مگر چھپانا اس مسئلے کا حل نہیں۔“ وہ نصیحت کرتے ہوئے بولا اور انہیں جگ میں سے پانی کا گلاس بھر کر دیتے ہوئے انہیں بغور دیکھنے لگا۔

”آخر ایسا کیا سچ ہے جو جھوٹ ہے۔۔“ وہ خود سے کہتے ہوئے پریشان سا ہوا مگر وہ اب انہیں مزید فورس کرنے کی ہمت بھی نہ کر سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆

”کہاں ہو سجیل؟؟“ مہر اس سے فون پر بات کرتے ہوئے بولی۔

”کہاں ہونا ہے بھلا؟؟بھائی کے پاس تھا۔۔“ وہ افسردگی سے بولا۔

”تو بتایا کچھ انہوں نے؟؟“ وہ تجسس سے بولی۔

”نہیں۔۔۔“ وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا۔

”سجیل۔۔۔“ وہ دکھ سے بولی اور پریشانی سے فون رکھتے ہوئے جنت کی طرف متوجہ ہوئی جو چپ چاپ درختوں کے پاس بیٹھی ایک پتہ ہاتھ میں لیے اسے توڑ رہی تھی۔

وہ گہری سوچ میں مگن تھی۔

"جینی۔۔ جینی۔۔۔" اسے گم سم دیکھ کر اس نے دوبارہ اسکا نام لیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"جینی۔۔۔" اس نے اسکے بازو کو ہاتھ لگایا۔

"ہاں۔۔" وہ آنکھیں جھپکتے ہوئے فوراً بولی۔

"کہاں گم ہو آخر؟؟؟ ٹھیک تو ہو ناں؟؟" وہ زور دے کر پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ کیا ہوا؟؟" وہ بچوں کی طرح بولی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اسکو بغور دیکھتے ہوئے وہ بولی اور پھر

ہاتھ پر بند گھڑی کو دیکھتے ہوئے تیزی سے بولی۔

"اٹھو۔۔۔! کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔ اچھا۔۔۔" اس نے بیگ اٹھایا اور کتابوں کو

بالترتیب پکڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شاویز۔۔۔ بیٹا۔۔۔ خود کو مصروف رکھو۔۔" سامعیہ اسکی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے بولیں اور ہاتھ

میں پکڑی چابی کا گچھا اسے دیتے ہوئے مزید بولیں۔

"یہ لو۔۔"

"یہ کیا امی؟؟" وہ چابیاں پکڑتے پکڑتے رکا اور تعجب سے بولا۔

"یہ تمھارے ابو نے دی ہیں۔ فیصل آباد میں جو گھر ہے اسکی چابیاں ہیں اور ایک چابی فارم ہاؤس

کی۔۔۔" وہ تفصیلاً بولیں۔

"کیا مطلب آپکا؟؟ آپ سے دور چلا جاؤں؟؟" وہ رونی صورت بنا کر بولا۔

"نہیں۔۔۔ مگر۔۔۔ مجھے یہ تمھاری حالت بہت بے چین کیے رکھتی ہے۔۔۔ اسی لیے تمھارے ابو سے بات کی میں نے۔۔ بلکہ انہوں نے خود ہی مجھ سے کہا کہ۔۔۔"

"امی۔۔۔" وہ انکی بات کاٹ کر بولا۔

"میرے لیے کچھ نہیں کر سکے تو آپ لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا؟؟ اور اب تو ابو بھی جانتے ہیں سب۔۔۔ مگر پھر بھی۔۔۔۔" وہ نمی والے انداز میں بولا۔

"شاویز۔۔۔ بعض اوقات جیسا ہم سوچتے ہیں۔۔۔ ویسا نہیں ہوتا۔۔ جنت کے لیئے جہانگیر انکی بھی پسند ہے۔۔"

"اور ان کا اپنا بیٹا؟؟؟ کیا میں نہیں ہوں؟؟ آپ ہی بتایئے۔۔ ہر کام ذمہ داری سے کرتا ہوں۔۔ ابو کے سارے کام میں مدد کروا رہا ہوں۔۔ ابھی بھی میں انہیں ذمہ دار نہیں لگتا۔۔" اس نے آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر تیزی سے صاف کیا۔

"یہ تو سراسر زیادتی ہے نا امی۔۔"

"شاہ ویز۔۔ میرے بچے۔۔ بہتری اسی میں ہے کہ۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں۔

"دیجیئے۔۔" اس نے چابیوں کے لیے ہاتھ بڑھایا اور مزید بحث سے گریز کیا اور بیڈ پر سے نیچے اترا۔

"تم فریش ہو لو۔۔ میں چائے لاتی ہوں۔۔۔" اسکی کفیت کو جانچتے ہوئے بات کو بدل کر بولیں اور وہاں سے جاتے جاتے رکیں۔

"شاویز۔۔! شماز اور علینہ آ رہے ہیں آج۔۔۔ چار بجے۔۔ انہیں بھی لینے جانا ہے۔۔۔" وہ اطلاع دینے لگیں۔

"جی۔۔" وہ ہولے سے بولا اور واش روم میں چلا گیا۔ جبکہ سامعیہ اندر ہی اندر پریشان ہونے لگی مگر پھر خود کو تسلی دیتے ہوئے اسکے کمرے سے باہر آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"میں کیا کروں گی آخر تم دونوں میں؟؟" جنت زچ ہو کر بولی۔

"چپ۔۔ایک دم چپ۔۔۔" وہ ہونٹوں پہ انگلی رکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے بول دیا ہے ڈرائیور انکل کو۔۔۔دو گھنٹے تک وہ لینے آجائیں گے۔۔"

"مہر۔۔۔" وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

"میں نہیں جا رہی۔۔۔تم جاؤ۔۔۔" وہ منہ پھلاتے ہوئے بینچ پر بیٹھ گئی۔

"مرو۔۔۔یہیں۔۔۔" وہ غصہ سے بولی اور فون نکالتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"تم آجاؤ یہاں۔۔۔یونیورسٹی میں۔۔۔ہم نہیں آرہے ہاٹل۔۔"

"ہاں۔۔کچھ مسائل ہیں۔۔۔" وہ اسکی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔۔آؤ تو۔۔بتاتی ہوں۔۔" اس نے فون رکھا اور اسکے قریب آ بیٹھی۔

"تم چلی جاؤ یار۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"تمھارے بغیر نہیں جانا مجھے۔۔۔"وہ ضد میں بولی۔

"جیسے پہلے میرے ساتھ جاتی تھی ناں۔۔۔" وہ طنزیہ ہنسی۔

"جینی۔۔۔طنز بند کرو۔۔۔" وہ اسکے بازو پر تھپڑ مار کر ہنس دی۔

"ویسے یہ تیری شکل پہ بارہ کیوں بجے ہیں؟؟"

"کچھ نہیں یار۔۔۔بس ایسے ہی۔۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ وہاں آموجود ہوا۔

"ہیلو۔۔۔" سحیل اپنی عادت کے مطابق شوخیہ انداز میں دونوں کے پاس آوارد ہوا۔

"اتنی جلدی آگئے تم؟؟" مہر حیرت سے بولی۔

"تو واپس چلا جاؤں؟؟" وہ واپس مڑا اور شرارتی انداز سے بولا۔

"ارے نہیں؟؟ رکو۔۔۔" وہ فوراً بولی۔

"آؤ۔۔بیٹھو۔۔۔" وہ تھوڑا سائیڈ پہ ہوتے ہوئے اسے جگہ دیتے ہوئے بولی۔

"ام م م۔۔۔اور سناؤ۔۔۔" سحیل بولا۔

"ٹھیک ہوں یار۔۔۔" وہ تھکے انداز میں بولی۔

"اور آپ سنایئے۔۔۔کیسی ہیں؟؟" اس نے جنت کی طرف دیکھا اور بولا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"دونوں ٹھیک ہیں؟؟ تو پھر مجھے کیوں بلایا بھلا؟؟" وہ شرارتی انداز سے بولا۔

"تو تم ڈاکٹر ہو کیا؟؟" وہ ہنسی۔

"نہیں ڈاکٹر تو نہیں ہوں۔۔۔مگر اداس دلوں کی مسکراہٹ ضرور ہوں۔۔۔" وہ آنکھ مارتے ہوئے مہر سے بولا جبکہ جنت اسکی اس بات پر ہولے سے مسکرا دی۔

"فی الحال یہاں اداس یہ ہے۔۔۔میں نہیں۔۔" مہر اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں میں اداس تو نہیں ہوں۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"چلیئے۔۔۔اگر ہیں بھی تو پریشان نہ ہوں۔۔ اداسی زندگی کا ہی حصہ ہے۔۔" وہ سمجھانے لگا۔

"ہاں۔۔ ٹھیک کہا تم نے۔۔۔ اچھا میں ذرا کچھ کھانے کو لے کر آئی۔۔۔" مہر تیزی سے اٹھی اور وہاں سے آناً فاناً

غائب ہو گئی۔

"آپ ایسے ہی خاموش رہتی ہیں؟؟ یا پھر میرا آنا اچھا نہیں لگا۔۔۔ کیونکہ لاسٹ ٹائم بھی ایسا ہی تھا۔۔ اگر آپ کہیں تو میں۔۔" وہ اسکی بات کو خاموشی سے سنتی رہی مگر پھر تیزی سے بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"میں ایسی ہی ہوں۔۔۔ آپ کے ہونے یا نہ ہونے سے بھلا مجھے کیا۔۔۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"امممم۔۔ یہ بھی ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ لیکن زندگی کو جینا سیکھیئے مس جنت۔۔ اداس رہیں گی تو جانتی ہیں خوبصورتی بھی جاتی رہے گی۔۔۔" وہ اسکی بات کو سنتے ہوئے ہنس دیا اور شرارتی انداز سے بولا۔

"خوبصورتی؟؟ کس کی؟؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"لیجیئے۔۔" وہ ہنسا۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں۔۔۔ آپکی خوبصورتی بھئی۔۔۔ جس میں صرف ایک چیز کی کمی ہے۔۔۔ کمی؟؟ کیسی؟؟" وہ قدرے سنجیدگی سے بولی۔

"مسکراہٹ کی بھئی۔۔۔" وہ کھکھلایا اور وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی کہ کیسے اس نے مہر کے آنے پہ بات کا رخ بدل دیا۔ ابھی تو وہ اسکی خوبصورتی کی بات کر رہا تھا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟؟؟ مہر پاپ کارن اور باٹلز لے کر آئی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ تمھارے ساتھ ساتھ مسٹر سحیل کو بھی لگتا ہے کہ میں اداس ہوں۔۔۔" جینی افسردگی سے بولی۔

"جبکہ میں اداس نہیں ہوں۔۔" وہ یقین دلانے کی کوشش کرنے لگی۔

"چلیئے مان لیتے ہیں۔۔۔کیوں مہر۔۔؟؟لیکن۔۔۔" سحیل رک رک کر بولا جبکہ مہر ہنس دی۔

"لیکن؟؟" جینی تعجب سے سوالیہ بولی۔

"لیکن یہ کہ۔۔۔چلیئے چھوڑیئے۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے پھر رکا اور بات کو ختم کرنے لگا۔

"نہیں۔۔آپ بتایئے؟لیکن کیا؟؟" وہ گہرے تجسس سے بولی۔

جبکہ مہر سحیل کا یہ انداز دیکھ کر مسکرائے جارہی تھی۔

"بتایئے؟؟بتایئے؟؟" وہ بار بار بولی۔

"لیکن یہ کہ۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔" وہ پھر سے ہنس دیا جبکہ جنت اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی،اور مہر سحیل کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔

"آپ لوگ باتیں کریں۔۔۔مجھے کچھ کام ہے ذرا۔۔" وہ بہانہ گڑھتے ہوئے وہاں سے اٹھی۔

"جینی۔۔رکو۔۔۔سحیل کی تو عادت ہے مذاق کرنا۔۔" مہر بولی۔

"ارے نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔مجھے سر امجد کا میسج آیا ہے۔۔۔کچھ کام ہے انہیں۔۔۔دس منٹ میں آئی۔۔۔" وہ وہاں خود کو بے چین محسوس کر رہی تھی اس لیے صفائی سے بہانہ گڑھ کے وہاں سے اٹھی۔

سحیل نے شرمندگی سے اسے دیکھا اور پھر مہر سے بولا۔

"یہ تو لگتا ناراض ہی ہو گئی ہے۔۔۔"

"نہیں۔۔بھئی۔۔۔بتایا نہیں اس نے۔۔سر نے بلایا ہے اسے۔۔۔اچھا تم سناؤ۔۔۔کیسے ہو؟؟" وہ وضاحت دیتے ہوئے بولی۔

"تمھارے ساتھ ہوں۔۔۔" وہ شوخیہ انداز سے بولا۔

"سامنے تو ہو یار۔۔۔لیکن اندر کا خیال تو بتا سکتے ہوناں؟؟" وہ ہنسی۔

"کیسی محبت کرتی ہو بے وفا دوست۔۔۔" وہ ناراضگی سے بولا۔ جس پر مہر کھلکھلائی۔

"ویسے اندر کا حال کچھ نہ پوچھو۔۔۔بھائی کی باتیں میرے حواسوں پہ سوار ہیں۔۔۔" وہ الجھ کر بولا۔

"سحیل۔۔میں خود الجھ کر رہ گئی ہوں یار۔۔۔۔پھوپھو ہیں کہ اپنی ضد پہ۔۔۔اور راحت بھائی ہیں کہ۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی۔

"بھائی کی تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔بہت سمجھایا۔۔۔بہت۔۔۔مگر۔۔۔" وہ بے چین ہوا۔

"سحیل۔۔میں تمھیں کھونا نہیں چاہتی۔۔۔اس سب کے بیچ۔۔کہیں۔۔۔" وہ خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولی۔

"بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔۔اور مجھ سے بھی زیادہ اللہ تعالی پہ۔۔۔ہماری دوستی کبھی نہیں ٹوٹے گی۔۔سمجھی۔۔"

"بھروسہ ہے مجھے۔۔۔لیکن یہ بھی جانتی ہوں کہ حالات پلٹا کھاتے دیر نہیں لگاتے۔۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔

"مہر۔۔۔!ریلیکس۔۔۔یار۔۔۔پریشان نہ ہو۔۔میں ہوں نا۔" وہ اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا جس پر مہر نے ہولے سے مسکراہٹ پیش کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کی تاریکی میں چاند کہ سامنے کھڑی وہ عجیب ہی سوچ میں مگن تھی۔کافی دنوں سے ایک عجیب سوچ نے اسے گھیرے ہوا تھا مگر وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے جب سے اسکی جہانگیر کے ساتھ اسکی منگنی ہوئی تھی تب سے لے کر اب تک وہ اماں بی کے سامنے نہیں گئی تھی۔۔صرف کھانے کے وقت۔۔اسکے علاوہ نہیں۔

"بیٹی۔۔۔ آپ یہاں۔۔۔" چچا شر فوا سے ڈھونڈتے ڈھونڈتے باہر لان میں آئے۔

"جی۔۔۔" اس نے تیزی سے پلکیں جھپکائیں۔

"اماں بی بلا رہی ہیں آپکو۔۔۔" وہ فوراً بولے۔

"کیوں؟؟ مجھے بس اتنا ہی کہا۔۔۔ پورے گھر میں ڈھونڈا آپکو بیٹی۔۔۔ اور آپ۔۔۔"

"اچھا۔۔ آ رہی ہوں۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

اس نے تیزی سے قدم دوڑائے اور فوراً سے انکا کمرہ کھٹکھٹاتے ہوئے احتراماً بولی۔

"آ جاؤں؟ اماں بی۔۔؟؟"

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔ آؤ۔۔۔" وہ بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔

"بیٹھو! یہاں۔۔۔" انہوں نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ دی۔

"جی۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟" وہ زبردستی مسکرائی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ پر میری بچی۔۔۔ تم تو ٹھیک ہے ناں؟؟" وہ فکر مندی سے بولیں۔

"جی۔۔۔ آپ نے بلایا تھا۔"

"ہاں۔۔۔ تم خود تو آتی ہی نہیں۔۔۔ سوچا بلوا ہی لوں۔۔۔" وہ شکایتی انداز میں بولیں۔

"اصل میں۔۔ اماں بی۔۔۔ یونی کا کام اتنا ہوتا ہے کہ نیند بہت جلد آ جاتی ہے۔۔۔" وہ تھکن کا اظہار کر تے ہوئے بولی۔

"امم م۔۔۔ کئی دنوں سے میں تم سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔۔ لیکن کھانے کی میز پر سب کے سامنے نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ بات ہی کچھ ایسی ہے۔۔۔" وہ اہم بات پر آئیں۔

"جی۔۔" وہ پریشان ہوئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر تمھیں کوئی پسند ہے تو ابھی بتادو۔۔" وہ اسکی طرف بغور دیکھے بولیں۔

"پسند اور مجھے ؟؟" وہ حیران ہوئی۔

ان کے منہ سے یہ بات سن کر تو اسکے چہرے کا رنگ فق پڑ گیا تھا۔

"مگر اماں بی۔۔۔اب تو میری منگنی۔۔۔" اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے۔

"جانتی ہوں۔۔۔لیکن تمھارا ہر خواب پورا کیا ہے میں نے۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ اب کی بار کوئی ناانصافی ہو۔۔ جہانگیر تمہارے لیئے ہر لحاظ سے اچھا ہے۔۔لیکن مجھے لگتا ہے۔۔میں نے فیصلہ لینے میں ذرا جلدی کردی۔۔اور تم سے تمہاری رائے لی ہی نہیں۔۔۔"

"ارے۔۔۔اماں بی۔۔۔میری نانو۔۔آپ کا ہر فیصلہ بہتر ہوتا ہے میرے لیئے۔۔۔میرا ہر خواب آپکے فیصلے سے ہی جڑا ہے۔۔۔" وہ انکی بات کو کاٹتے ہوئے لاڈو پیار سے بولی جس پر اماں بی نے اسکے گال کو تھپتھپاتے ہوئے اسکا ماتھا چوما۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں رہ گئی تھی تم؟؟مہر۔۔۔" ایمل اور سدرہ کے ساتھ لڈو کھیلتے ہوئے اسکی آمد پر بولی۔

"کہیں نہیں۔۔۔اماں بی نے بلایا تھا۔۔" وہ نیم مسکرائی۔

"اوہ!خیر۔۔۔" وہ کھلکھلائی جس پر جنت نے اسے گھورا۔

"مہر آپی۔۔۔یہ بے ایمانی نہیں چلے گی۔۔۔" ایمل مہر کو گیم میں گوٹیاں بدلتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

"ارے کہاں کی بے ایمانی؟؟سدرہ تم بتاؤ بھلا اسے۔۔۔" مہر نے ڈرامہ کیا۔

"اس سے کیوں پوچھوں؟؟یہ تو خود ہار گئی ہے۔۔۔یہ تو یہی چاہے گی نا کہ میں بھی ہار جاؤں۔۔۔" ایمل بولی اور لڈو کا دانہ پھینکتے ہوئے کھلکھلائی۔

"اور یہ۔۔ایک۔۔۔

میں جیتی۔۔۔" اس نے زوردار آواز میں کہا جس پر ایمل نے اسے گھورا، اور لڈو کو بند کیا۔

"جینی۔۔۔ آؤ کھیلیں؟؟" مہر نے ایمل کے ہاتھ سے لڈو لی اور پھر اس سے سوالیہ کہا۔

"نہیں۔۔ بھئی۔۔۔ بہت نیند آرہی ہے مجھے۔۔۔" وہ تھکن کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"ام مم۔۔۔ چلو ایمل ور سدرہ آرام کرو۔۔۔ تم لوگ بھی۔۔۔" مہر نے دونوں کو ہدایت کی اور انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا جس پر دونوں اٹھیں اور وہاں سے مسکراتے ہوئے چلی گئیں۔

"خیر ہے ناں جینی؟؟؟" وہ اسکی طرف بغور دیکھتے ہوئے سوالیہ بولی۔

"ہاں بھئی۔۔" وہ ہولے سے مسکرائی اور بیڈ پر بیٹھی اور پھر کمبل اوڑھتے ہوئے لیٹ گئی۔

مہر اسکا چہرہ پڑھنے کے باوجود بھی سمجھ نہ پائی تھی کہ آخر اسکے ساتھ کیا مسئلہ درپیش ہے۔۔ اماں بی کو وہ مطمئن تو کر آئی تھی مگر دل کے ایک گوشے میں کسی اور کے لیئے جگہ بنتی ہوئی اسے محسوس ہورہی تھی، جسے وہ کئی دنوں سے اگنور ہی کررہی تھی۔ مگر اب وہ سب اسکی نظروں سے ظاہر ہورہا تھا۔ مگر کیا تھا؟؟ کیوں تھا؟ کس لیئے اور کس کے لیئے؟؟ یہ سب وہ خود بھی سمجھ نہیں پارہی تھی تو مہر بھلا کیسے جانتی؟

☆☆☆☆☆☆☆

گہری نیند میں وہ خواب میں مگن ہوئی۔۔۔ اک چہرہ بار بار اسے اپنی جانب بلا رہا تھا مگر وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ یہ چہرہ کس کا ہے؟؟؟ چاندنی رات میں کسی ساحل سمندر کے کنارے وہ بھاگتے ہوئے اس انسان کا تعاقب کرنے لگی جو اسے اپنی جانب بلاتے ہوئے الٹے قدم وہاں سے غائب ہوگیا۔۔۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا مگر وہ پھر بھی اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اچانک گر گئی۔۔۔ اس کا خواب میں گرنا ہی تھا کہ اسکی آنکھ کھل گئی۔ جنت لمبے لمبے سانس بھرتے ہوئے اٹھی اور اس نے

تیزی سے ٹیبل لیمپ آن کیا۔۔۔ ٹیبل پر پڑے جگ سے

گلاس میں پانی ڈالا اور ایک گھونٹ بھرتے ہوئے دوبارہ گلاس میز پر رکھ دیا۔۔۔

اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو تیزی سے سمیٹتے ہوئے وہ پریشانی کے عالم میں کمرے کی کھڑکی کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ یہ کیسا وہم تھا، کیسا گمان تھا۔۔۔ کیسا خواب تھا وہ سمجھ نہ پائی۔۔۔ اسکا جی چاہا کہ اونچا اونچا روئے کیونکہ کئی دنوں سے ایسا ہی معاملہ اسے درپیش تھا مگر وہ چاہ کر بھی اس انسان کا چہرہ نہ دیکھ پائی۔

"جنت۔۔۔" کھڑکی میں سے ہوا کو محسوس کرتے ہوئے مہر تیزی سے اٹھی۔

"جنت۔۔۔" یہاں کیوں کھڑی ہو؟؟ وہ نیم نیند کی حالت میں تھی۔

وہ تیزی سے اپنے خیالوں سے نکلی۔۔

"دل گھبرا رہا تھا۔۔۔ اس لیے۔۔۔" اس نے کھڑکی کو بند کیا اور واپس پلٹی۔

"ٹھنڈ بڑھ رہی ہے جینی۔۔۔ اور تم ہو کہ۔۔۔ کھڑکی کھولے کھڑی ہو۔۔۔" تم ٹھیک تو ہوناں؟ وہ فکر مندی سے بولی اور بیڈ پر آبیٹھی۔

"ہاں۔۔۔ مہر۔۔۔" اس نے اثبات سے سر ہلایا اور اس کے ساتھ آموجود ہوئی۔

"اماں بی نے تو کچھ نہیں کہا؟؟ ایسا ویسا؟؟" اس نے اندازاً پوچھا۔

ارے نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ انہوں نے بھلا۔۔۔ کیا کہنا ہے مجھے۔۔۔ اور تمھیں پتہ ہے انہوں نے آج مجھے کہا کہ۔۔ میری پسند کوئی ہے تو میں انہیں بلا جھجک بتاؤں۔۔۔ وہ حیرت سے اسے بتا رہی تھی جس پر وہ چونکی۔

"آر یو شیئور۔۔" یہ بات اماں بی نے کہی؟؟ وہ تصدیق کی غرض سے زور دے کر بولی۔

"ہاں۔۔۔" اس نے سادہ الفاظ میں سر ہلا کر کہا۔

"حد ہے ویسے۔۔۔" وہ آگ بگولہ ہوئی۔

"منگنی کروا کے تمھاری۔۔۔اب پوچھ رہی ہیں وہ۔۔۔" وہ غصہ سے بولی۔

"ریلیکس۔۔۔مہر۔۔۔۔" وہ تسلی سے بولی جس پر اس نے لمبی سانس بھری۔

"پھر تم نے کیا سوچا؟؟" مہر نے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کس بارے میں؟؟" وہ بچوں کی طرح بولی۔

"اسی بارے میں بھئی؟؟" وہ اسکی بات پر زچ ہو کر بولی۔

"کیا سوچنا ہے مہر؟؟؟ جب کوئی پسند ہی نہیں مجھے۔۔" وہ ہنس دی۔

"شاویز کے بارے میں اگر۔۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی جینی نے اسے ٹوکا۔

"مہر۔۔۔پلیز۔۔۔" اس نے چڑ کر کہا۔

"جینی۔۔۔آخر کیوں تم چڑتی ہو اسکے نام سے؟؟ پہلے بھی تو تم اور وہ۔۔۔"

"پہلے کی بات اور تھی۔۔۔" وہ اسکو ٹوکتے ہوئے بولی۔

"پہلے کبھی اس نے میری عزت نفس کو پامال نہیں کیا تھا جس طرح سے اب۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"اور مجھے۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کبھی کسی سے محبت ہو گی۔۔اور شاہ ویز سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔" وہ رک رک کر بولی جس پر مہر نے اسے غور سے دیکھا اور ہنس پڑی۔

"یہ تو وقت بتائے گا جینی۔۔۔"

اسکو ہنستا ہوا دیکھ کر وہ کچھ دیر خاموشی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پریشان ہوئی اور پھر بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”چلو۔۔۔سوتے ہیں۔۔۔فضول باتیں نہ کرو۔۔۔“ اس نے کمبل پھیلا، تکیہ سیدھا کیا اور کچھ سوچتے ہوئے لیٹ گئی جبکہ مہر برابر مسکرائے جارہی تھی۔

سجیل کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ ایک گہری سوچ میں محو ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

”کیسا ہے میرا بیٹا؟؟“ سامعیہ فون پر بات کرتے ہوئے جی جان اور بڑے لاڈ سے بولی۔

”ٹھیک ہوں۔۔۔“ وہ افسردگی سے آفس میں بیٹھے موبائل کو کان کے ساتھ لگائے بولا۔

”آپ کیسی ہیں امی؟؟“ وہ ذرا نارمل ہوا۔

”میں ٹھیک ہوں! میرا بیٹا ٹھیک۔۔۔تو میں بھی ٹھیک۔۔۔“ وہ لاڈ سے بولیں اور وہ ہولے سے مسکرایا۔

”کھانا وانا تو ٹائم پہ کھا رہے ہوناں؟؟ اور نیند بھی پوری کرتے ہو کہ نہیں؟؟“ وہ فکرمندی سے بولیں۔

”جی۔۔۔امی۔۔۔“ وہ انکی محبت پہ رشک محسوس کرتے ہوئے مسکرایا۔

”اچھا۔۔۔میں بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔اماں بی آواز دے رہی ہیں۔۔۔“ انکی آواز سنتے ہی اس نے فوراً سے فون رکھا اور ان کے کمرے کی جانب بڑھی۔

”جی۔۔۔اماں بی۔۔“ وہ ان کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے بولیں۔

”کب سے بلا رہی ہوں۔۔۔“ وہ غصہ سے بولیں۔

”جی۔۔۔وہ۔۔۔“ وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

”کیا؟ جی۔۔۔! وہ۔۔۔“ وہ غصہ ہوئیں۔

”اماں بی۔۔۔شاویز کا فون تھا۔۔۔تو۔۔“

”کیسا ہے وہ؟؟“ اب کی بار وہ کچھ نرمی سے بولیں۔

”جی ٹھیک ہے۔۔۔ کہیئے کیا کام تھا؟؟“ وہ فرمانبرداری سے بولیں۔

”میری طبعیت کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔مجھے ذرا یخنی بنا کر لا دو۔۔۔بارش کی وجہ سے ٹھنڈ بہت بڑھ رہی ہے ناں! اس لیے۔۔۔“ طبعیت خراب کی وجہ بھی انہوں نے خود ہی بیان کر دی۔

انہوں نے اوڑھا ہوا کمبل ٹھیک کیا اور ٹیک لگا کر بیٹھیں۔

”جی۔۔۔اماں بی۔۔۔میں ایک اور کمبل لا کر دیتی ہوں آپکو۔۔“ وہ فوراً سے بولی۔

”ہاں! لا دو۔۔۔“ وہ کانپتے ہوئے بولیں۔

وہ تیزی سے گئی اور ان کو کمبل اوڑھاتے ہوئے وہاں سے یخنی بنانے کے لیے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

”اس بارش کو بھی اس وقت ہی ہونا تھا۔۔۔“ جنت نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

”توبہ ہے۔۔۔! جینی۔۔۔بارش سے بیزاری۔۔۔“ مہر نے تاسف سے کہا۔

”بے زاری نہیں یار۔۔۔جائیں گے کیسے؟؟“ وہ چھتری کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

”ڈرائیور آتا ہی ہو گا جینی۔۔۔“ وہ بے فکری سے بولی اور چھتری کو بند کر کے ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے لطف اندوز ہونے لگی۔

”مہر۔۔۔موسم بدل رہا ہے۔۔۔ٹھنڈ لگ جائے گی تمھیں۔۔۔مہر۔۔۔یہاں آؤ۔۔“ وہ اسے دور جاتا ہوا دیکھ کر بلانے لگی جبکہ وہ بس بارش سے اٹکھیلیاں کر رہی تھی۔اسی اثناء میں اسکا موبائل بجا۔بیگ کے ساتھ ساتھ چھتری کو بمشکل ہی سنبھالتے ہوئے اس نے ریسیور کیا۔

”ہیلو۔۔۔“ وہ تیزی سے بولی۔

"بیٹی مجھے آنے میں ذرا دیر ہو جائے گی۔۔۔۔ یہاں ہر طرف سے روڈ بلاکس ہیں۔۔۔بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔۔۔" ڈرائیور فوراً اسے بولا۔

"انکل۔۔۔ لیکن کب تک۔۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"بیٹی۔۔۔ یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ۔۔۔ لیکن امید ہے کہ جلد آجاؤں گا۔۔" وہ فون رکھتے ہوئے گاڑی کو سائیڈ پر لگانے لگے۔

تیز بارش کی وجہ سے روڈ اور ٹریفک بلاک تھی جسکے

باعث ہر ایک کو لمبی قطار میں لگ کر انتظار کرنا پڑا۔

"وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔" وہ خود سے بولی۔

"کس کا فون تھا؟؟" اس نے اسے دور سے فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے دیکھا اور اسکے چہرے کا زاویہ بدلا بدلا دیکھ کر تیزی سے اسکے پاس آکر بولی۔

"ڈرائیور کا۔۔۔" اس نے افسردگی سے کہا۔

"روڈ بلاکس ہونے کی وجہ سے آنے میں دیر ہو گی انہیں۔۔۔"

"اوہ! گاڈ۔۔۔! یہ تمھارے گمان میں بھی ناں جنت۔۔۔۔" وہ زور دے کر ایسے بولی جیسے جنت کا ہی قصور ہو۔

"میں نے کیا گمان کیا؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"تمھیں نے کہا تھا ناں اب جائیں گے کیسے۔۔۔ لو اب دیکھ لو۔۔۔" وہ تیکھے انداز سے بولی۔

"مہر۔۔۔ میں نے تو بس! ایسے ہی۔۔۔ کہا تھا۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"اینی وے۔۔۔میں تو کم از کم ویٹ نہیں کر سکتی۔۔اور ویسے بھی اماں بی کی ڈانٹ کھانے کا کوئی موڈ نہیں ہے میرا۔۔" مہر بھنویں سکیڑتے ہوئے بولی۔

"مہر۔۔رکو۔۔۔کہاں جارہی ہو؟؟؟" وہ اسے لان سے باہر یونی کے گیٹ تک جاتا ہوا دیکھ کر اسکے پیچھے پیچھے گئی۔

"کپڑے دیکھو ذرا کس قدر گیلے ہیں تمھارے۔۔اور اوپر سے موسم بھی خراب ہے۔۔۔ہم پیدل کیسے؟؟" وہ بات کرتے کرتے رکی اور اپنی چھتری اسکے اوپر کرنے لگی۔

"بے فکر رہو۔۔۔لفٹ لے لیتے ہیں کسی سے!" وہ بے فکری سے بولی جس پر جنت منہ کھولے رہ گئی۔

"لفٹ۔۔" وہ حیران ہوئی۔اور اسکے پیچھے پیچھے جانے لگی۔

"پاگل ہوگئی ہو؟؟مہر۔۔۔اس پر تو اماں بی بہت ناراض ہوں گی۔۔۔" وہ ڈرتے ہوئے بولی۔

"انہیں ہم بتائیں گے ہی نہیں۔۔۔کچھ بھی۔۔۔" مہر بے نیازی سے بولی۔

"مگر۔۔مہر۔۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے تقریباً عاجز آچکی تھی۔

وہ سڑک کے درمیان آکھڑی ہوئی۔جوں ہی اس نے دور سے آتی ایک گاڑی کو دیکھا تو رکنے کا اشارہ کیا۔

"مہر۔۔۔یہ ٹھیک نہیں یار۔۔پتہ نہیں کون ہو گا؟" وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

"ریلیکس۔۔" وہ اس سے بولی اور گاڑی کے آگے آکر کھڑی ہوگئی۔جس پر گاڑی چلانے والے کو نہ چاہتے ہوئے گاڑی روکنی ہی پڑی۔

گاڑی میں بیٹھا شخص نوجوان تو نہیں مگر کوئی درمیانی عمر کا شریف انسان تھا جس نے غصہ سے مہر کو دیکھا۔۔۔کیونکہ اگر وہ بریک نہ لگاتا تو ایکسیڈنٹ ضرور ہو جاتا۔

"سوری انکل۔۔" مہر دھیما سا مسکرائی۔

ہمیں جیل روڈ تک جانا ہے۔۔۔ پلیز۔۔ ہماری مدد کر دیجیئے۔۔۔ وہ التجا کرنے لگی جبکہ جنت اسکا منہ دیکھے جا رہی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا مہر نے اسے موقع ہی نہ دیا کہ وہ اس سے کچھ پوچھتا یا تکرار کرتا۔

اس نے فوراً سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔ اور وہ آدمی اسے غصہ سے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"ارے تم؟؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟ بیٹھو۔۔" وہ ابھی تک آ اسکی حرکت پہ شاکڈ تھی۔

"جینی۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔" جنت کے بیٹھتے ہی دروازہ بند کرتے ہوئے وہ مسکرائی۔

"چلیں انکل۔۔۔"

جنت اسے گھور کر دیکھے جا رہی تھی۔

"ارے؟؟ کیا ہو گیا ہے؟؟ اب کیا قتل کرو گی مجھے؟؟ اپنی گاڑی ہی سمجھو اسے۔۔۔" وہ بڑے حق سے بولی تو ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا شخص مزید حیران ہوا۔

اس شخص نے پہلے تو اسکی طرف دیکھا اور پھر اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی کی طرف۔۔۔ اسے مہر کچھ سائیکو معلوم ہو رہی تھی۔

وہ حیران تھا کہ کیسے اس نے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو یہ کہہ کر پر سکون کیا کہ یہ گاڑی اپنی ہی سمجھو۔ وہ نیم انداز میں مسکرایا اور گاڑی چلاتے ہوئے خود سے باتیں کرنے لگا۔

"شہر کے حالات کیسے ہیں اور یہ لڑکیاں ہیں کہ۔۔۔" وہ سوچتے سوچتے مہر کے بلانے پر تیزی سے اپنے خیال سے نکلا۔

"انکل۔۔۔ آپ نے پوچھا نہیں ہم سے کچھ؟؟؟"

"آپ نے جہاں جانا ہو مجھے گائیڈ کر دیجیئے گا۔۔" وہ اپنی بارعب آواز میں بولا اور خاموش ہو گیا۔

”جی جیل روڈ۔۔“

جنت نے گھبراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جیسے دونوں کسی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر مہر کی طرف سے زور دار قہقہہ بلند ہوا۔

آدمی نے فرنٹ مرر سے گھور کر اسے دیکھا۔

”آپ سوچ رہے ہوں گے۔۔۔ کہ۔۔ہم بنا آپکے کہے ہی زبردستی بیٹھ گئے۔۔بہت بہت معذرت انکل۔۔۔“ وہ تاسف سے بولی۔ مگر وہ شخص چپ ہی رہا مگر اسکے ماتھے پہ پڑنے والی شکن سے صاف ظاہر تھا کہ اسے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔

”مہر! تم بھی ناں۔۔“ جنت ہولے سے بولی۔

”پتہ نہیں کون ہیں یہ۔۔اور پتہ نہیں کہاں لے کر جارہا ہے۔۔۔ہم کہیں مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔۔۔“ اس نے اس سے سرگوشی کی۔

”بے فکر رہو بیٹی۔۔۔“ وہ صرف اتنا ہی بولا اور شہر کے پیچ وپیچ ہوتے ہوئے گلبرک تک آ پہنچا۔

”ہیلو۔۔ڈرائیور انکل۔۔۔ہم گھر جارہے ہیں خود ہی۔۔۔ آپ واپس چلے جائیں۔۔۔“ مہر نے فون پر ڈرائیور سے کہا اور فون رکھ دیا جبکہ اس شخص نے فرنٹ شیشے سے دونوں کو پھر سے دیکھا۔

”یہیں اتار دیجیئے۔۔۔بس۔۔۔اس حویلی سے ذرا پہلے۔۔۔“ وہ تیزی سے بولی۔

”آپکا بہت۔۔۔بہت شکریہ۔۔۔انکل۔۔۔اللہ آپ کو اس کام کا اچھا اجر دے۔۔۔“ جنت نے دل سے دعا دی جس پر وہ شخص مسکرادیا۔ حویلی پہ پہلا دھیان پڑتے ہی وہ

حیران ہو کر رہ گیا۔۔۔اور اس سے بھی زیادہ حویلی کے اندر لڑکیوں کو جاتا دیکھ کر۔۔ بھلے ہی حویلی اس سے دس بیس قدم کے فاصلے پر تھی مگر وہ رستہ،وہ گلی،،اور ان سب سے جڑی ماضی کی کچھ جھلکیاں اسکے ذہن میں گردش کرنے لگیں۔

اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا۔۔۔اس نے گاڑی سے باہر
آنا مناسب سمجھا۔۔۔یہ جگہ اسکی محبت سے جڑی تھی۔۔۔کئی برس اس نے اس راہ کا سوچا بھی نہیں تھا اور آج یہ لڑکیاں اسے لے آئیں۔

۔اس نے حویلی کو بغور دیکھا اور بارش میں بھیگتے ہوئے رو دیا۔

ایک جوان درمیانی عمر کا شخص جب بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے تو یہی لگتا ہے وہ محبت میں بہت ٹوٹ چکا ہے۔۔ہار چکا ہے۔

"کاش!تم میرا ساتھ دے دیتیں۔۔کاش۔۔"

آخر اس نے خود کو کنٹرول کرتے ہوئے آنسو صاف کئے اور گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دل پہ پتھر رکھ کر وہاں سے نکل آیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆

"کس کے ساتھ آئے ہو تم لوگ؟؟؟" اماں بی اپنی چھڑی کی مدد سے سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے سوالیہ بولیں۔

"وہ۔۔۔!ڈرائیور۔۔۔" جنت نے بیگ کو میز پر رکھا اور رک رک کر بولی۔

"ڈرائیور کا تو مجھے ابھی فون آیا ہے۔۔۔" وہ دونوں کو گھور کر دیکھنے لگیں جس پر دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کا تعاقب کرنے لگیں۔شاید وہ کوئی بہانہ سوچ رہی تھیں۔

اس سے پہلے کچھ بولتیں اماں بی اپنی گرجدار آواز میں بولیں۔

"کس کے ساتھ آئے ہو تم لوگ؟؟"

"وہ۔۔اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔" دونوں یکے بعد دیگرے بولیں۔

"اماں بی۔۔۔آتو گئیں ناں!اب۔۔آپ۔۔۔" زیبا نے دونوں کو دیکھا اور فوراً سے ان کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔

"دیکھیے کس قدر بھیگی ہوئی ہیں دونوں۔۔۔چلو بچو۔۔۔چینج کر آؤ۔۔۔" وہ دونوں سے ذرا نرمی سے بولی جس پر امابی نے دونوں کو گھورا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وہاں سے کھسکنے لگیں۔

"مت بھولنا کہ بات ختم ہوچکی ہے۔۔بعد میں خبر لیتی ہوں تم دونوں کی۔۔۔" وہ ان دونوں کو وہاں سے جاتا ہوا دیکھ کر للکار کر بولیں جس پر زیبا برا سا منہ بناتے ہوئے ایک سائیڈ پر ہولی۔

"وقت کیسا جارہا ہے۔۔۔اور ان لوگوں کو پرواہ ہی نہیں۔۔۔" وہ خود کے ساتھ محو گفتگو ہوئیں اور بیٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تھینک گاڈ۔۔۔بچت ہوگئی۔۔۔اف ف۔۔۔!ہو۔۔۔۔!" مہر ٹاول کے ساتھ بالوں کو سکھاتے ہوئے مسکرائی۔

"بچت کہاں ہوئی مہر؟؟ تم نے سنا نہیں تھا اماں بی کا الٹی میٹم۔۔۔" وہ سوالیہ انداز میں بات کرتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"اف ف ف۔۔۔یار۔۔۔جنت۔۔یہ اماں بی۔۔۔بھی ناں!" وہ منہ پھلاتے ہوئے کنگھی کرنے لگی۔

"کیا یار۔۔۔چل چھوڑ! دفع کرو!" جنت نے گیلے بالوں پر سے تولیہ ہٹایا اور معاملے کو رفع دفع کرتے ہوئے اس سے بولی۔

"کس کو؟؟ اماں بی کو؟؟" وہ سوالیہ بولی، اور جواب اخذ کرتے ہوئے حیرت سے بولی۔

"ارے نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔اس بات کو یار۔۔۔" کپ بورڈ سے ہیئر ڈرائیر نکالتے ہوئے وہ تیزی سے بولی۔

"اچھا۔۔پھر ٹھیک ہے۔۔۔" مہر کھکھلائی۔

"سن۔۔یہ شاویز آجکل کہاں ہوتا ہے؟؟ کوئی خبر وبر ہے اسکی؟؟"

"بھلا مجھے کیا خبر ہو گی اسکی۔۔۔تم بھی ناں!" وہ ہنستے ہنستے ذرا سنجیدہ ہوئی۔

"ام م م۔۔پتہ ہے علینہ بھابھی اور شماز بھائی آ گئے ہیں۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد اطلائیہ انداز میں بولی۔

"کب؟؟ نظر تو نہیں آئے آج۔۔۔" وہ حیرت سے بولی۔

"ہاں۔۔۔!علینہ بھابھی ڈائریکٹ میکے ہی چلی گئیں۔۔" مہر نے ہاتھوں کے اشارے سے کہا۔

"اور شماز بھائی؟؟" جینی ہیر ڈرائیر سے اپنے گیلے بال خشک کرنے لگی۔

"وہ۔۔" وہ کھکھلائی۔

"وہ بھلا علینہ بھابھی کے بناء رہ سکتے ہیں؟؟"

"Shut up مہر۔۔۔"

اس نے اسے گھورا اور ہولے سے ہنس دی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"فی الحال۔۔۔۔اماں بی سے بات کی فکر کرو میری جان۔۔۔بھائی اور بھابھی کے مسئلے کو چھوڑ و۔۔۔" جنت نے شرارت سے کہا۔

"ان کا بس چلے تو سانس بھی انکی مرضی سے لیں ہم۔۔"۔مہر نے کافی غصہ سے کہا اور پھر اپنا موڈ ٹھیک کیا۔

"Anyway۔۔۔۔

کافی بنانے جا رہی ہوں۔۔۔پیو گی؟؟" اس نے سوالیہ کہا۔

"Sure! Why not?۔۔۔"

وہ ہنس دی جبکہ مہر وہاں سے چل دی اس کے جانے کے بعد وہ ہنستے ہوئے ہولے سے نیم مسکراہٹ پہ آئی اور پھر ذرا سنجیدگی سے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

پاس پڑے ٹیبل پہ موبائل فون کو دیکھتے ہوئے اس نے فوراً سے اسے اٹھایا۔کانٹیکٹس کے آپشن پہ کلک کرتے ہوئے اس کی نظر ایک کانٹیکٹ پر آرکی۔اس نے نمبر ڈائل کرنا چاہا مگر ڈائل کرتے کرتے رہ گئی۔

اسی اثناء میں اسکو ایک کال موصول ہوئی۔

"Hello.....!۔"

نمبر اجنبی ہونے کے باعث اس نے سہمتے ہوئے بات کی۔

"جی کون؟؟" وہ پریشانی سے بولی۔

"بے فکر رہو۔۔۔پریشان نہیں کروں گا تمھیں۔۔۔" شاویز سنجیدگی سے بولا۔

"تم۔۔" وہ حیرت سے بولی۔۔

”ہاں۔۔۔میں۔۔۔دیکھو۔۔۔فون بند مت کرنا۔۔۔صرف آخری بار۔۔۔پلیز میری بات سن لو۔۔۔“ وہ منت سماجت کرنے لگا۔

”تم نے فون کیوں کیا ہے آخر؟؟؟اور تم ہو کہاں؟؟“ وہ فوڑا اسے اٹھی اور کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔

”کیوں؟فکر ہو رہی ہے میری؟؟“ وہ شرارت سے بولا۔

”شاویز۔۔۔“ وہ کچھ لمحے بعد بولی۔

”دیکھو۔۔میرا دماغ خراب مت کرو۔۔پلیز!!“

”نہیں کر رہا دماغ خراب تمھارا۔۔۔“ وہ غصہ سے بولا اور پھر تیزی سے غصہ کو پیتے ہوئے بولا۔

”اور آج کے بعد نہیں کروں گا بات۔۔بس آخری بار۔۔۔پلیز۔۔۔!“ وہ التجائیہ بولا۔

”چاہتے کیا ہو؟؟“ وہ سادہ الفاظ میں بولی۔

”تمھیں۔۔۔۔“ وہ آہ بھر کر بولا۔

”دیکھو۔۔۔“ وہ غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

”ممانی جان کا ہی خیال کر لو۔۔۔تم نہیں جانتے تمھاری یہ حرکت ان کو کتنی تکلیف دے گی۔۔“

”انھی کا ہی تو خیال ہے۔۔۔قسم دے رکھی ہے انہوں نے مجھے۔۔۔کہ تمھیں پریشان نہ کروں میں“!وہ اذیت اور کرب سے بولا۔

”تو پھر؟؟قسم توڑنا چاہتے ہو؟؟“ اس نے سوال کیا۔

”نہیں۔۔۔۔کفارہ ادا کرنے کی وجہ چاہتا ہوں!“ اس نے آنکھوں میں آئے چند آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اس سے کہا۔

”شاویز۔۔۔اگر واقعی۔۔۔۔ تمھیں ان کا خیال ہے ناں! تو اب کبھی شکل مت دکھانا مجھے۔۔۔۔اور نہ ہی فون کرنا سمجھے۔۔۔“ وہ حد درجہ غصہ سے بولی اور فون پٹخ دیا۔

”حد ہے۔۔۔“ وہ غصہ سے خود سے بولی جبکہ دوسری طرف وہ بے بس ہو گیا تھا۔

”جب بھی چاہتی ہوں۔۔نارمل ہو جاؤں! تبھی یہ انسان آخر کیوں؟؟“ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

۔

۔

۔

۔

☆☆☆☆☆☆☆

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر 4

● میرے مہربان

"سنو لڑکی۔۔۔" کافی کا ٹرے ہاتھ میں لیے وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ان کی آواز پہ رکی۔

"جی۔۔۔" وہ سہمتے ہوئے بولی۔

"آج کے بعد۔۔اگر ڈرائیور نہیں آتا تو وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا۔۔۔اور ہاں۔۔۔لفٹ لے کر آج کے بعد کبھی بھی مت آنا۔۔۔" وہ سمجھاتے ہوئے ذرا سختی سے بولیں۔

"اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔اصل میں۔۔۔وہ۔۔" مہر رک رک کر بولی۔

"نجانے کون تھا وہ۔۔ جو بھی تھا۔۔ شریف تھا۔۔سیدھا گھر تک چھوڑ کے گیا ہے۔۔ورنہ جیسے حالات ہیں۔۔ کچھ ہو جاتا تو۔۔"انہوں نے اسے خوب ڈانٹ پلائی۔

"اماں بی۔۔ آئندہ نہیں ہو گا۔۔" اس نے بات ختم کرنا چاہی۔ٹرے پکڑے وہ تھک چکی تھی کیونکہ گرم کافی کے مگ ٹرے میں موجود تھے۔

"جاؤ۔۔۔معاف کیا تم دونوں کو۔۔۔"

"مگر اب یہ نادانی ہر گز مت دوہرانا۔۔۔"

وہ وارن کرتے ہوئے بولیں۔

"بھلا معافی مانگ کون رہا ہے؟؟" وہ مسکراتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی۔

"کیا کہا؟؟" وہ تصدیقی انداز میں بولیں۔

"کچھ نہیں۔۔۔معاف۔۔۔کرنے۔۔کا۔۔۔بہت۔۔شکریہ۔۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"اب میں جاؤں؟؟" وہ جازت طلب کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔ جاؤ۔۔۔اور ہاں۔۔رات کے کھانے میں دیر۔۔"

"دیر بالکل بھی نہیں ہو گی۔۔۔" وہ ان کی بات کاٹتے ہوئے فورًا سے بولی اور سیڑھیاں چڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"آج پھر لیٹ ہو گئیں۔۔۔" زیبا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

کھانے کی میز پر ان دونوں کا انتظار ہو رہا تھا جبکہ زیبا کو صرف اور صرف جینی پر غصہ آرہا تھا۔

"اماں بی۔۔۔ہم تو شروع کرتے ہیں۔۔۔اب جنت۔۔"

"بہو۔۔۔مہر بھی لیٹ ہے۔۔" اماں بی نے اسکی بات کاٹتے ہوئے فورًا سے کہا جس پر وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

"اسلام علیکم۔۔۔" مہر اور جینی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئیں۔

"بھابھی۔۔۔آپ۔۔۔بھائی۔۔۔کب آئے؟؟" جنت پر جوش ہو کر بولی۔

"کچھ دیر پہلے ہی۔۔" وہ اسکے گلے لگی جوابًا علینہ مسکرادی۔

"آؤ۔۔ بھئی۔۔۔بیٹھو۔۔۔بہت بھوک لگی ہے مجھے تو۔۔" شماز کا بھوک کے مارے بُرا حال تھا۔

"جی۔۔" مہر اور جنت دونوں سامنے والی کرسیوں پر آموجود ہوئیں۔ جبکہ زیبا گھور گھور کر دونوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

"امی۔۔۔آپکو کیا ہوا؟؟" مہر نے مسکراتے ہوئے ڈونگے کا ڈھکن ہٹا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔تم لوگ کھانا کھاؤ۔۔" ماموں جان نعیم نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا اور ساتھ ہی ساتھ م زیبا کو گھور کر کچھ سمجھانا چاہا۔

Safar e Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویسے۔۔۔اماں بی۔۔جنت جب چلی جائے گی تو پھر کھانے کا افتتاح کیسے ہو گا؟؟" شماز حسب معمول اپنی عادت کے مطابق شرارت سے بولا۔

"میں نے کہاں جانا ہے بھائی؟؟" جینی فوراً اسے بولی اور چاول کھانے میں مصروف ہوئی۔

اماں بی نے دونوں کو گھور کر دیکھا۔تو مہر نے اسے کہنی ماری اور اماں بی کی طرف اشارہ کر کے کچھ سمجھانا چاہا کیونکہ وہ اس قدر بے تکلفی کے خلاف تھیں۔

"آرام سے کھانا کھاؤ۔۔۔اور ہاں بہو۔۔۔" وہ علینہ سے مخاطب ہوئیں۔

"جی۔۔۔" وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"فریج میں آئس کریم پڑی ہو گی وہ لے آؤ۔۔۔" انہوں نے حکم دیا۔

"جی۔۔۔ابھی لائی۔" وہ وہاں سے اٹھی اور آئس کریم لینے کچن کی جانب بڑھی۔

"یہ لیجیئے۔۔۔" اس نے باؤل اور ڈش لا کر میز پر رکھی اور خود بیٹھ گئی۔

"یہ ہمارے آنے کی خوشی میں؟؟" شماز شرارت سے بولا۔

"نہیں۔۔" اماں بھی نے صاف الفاظ میں کہا۔

"پھر؟؟" وہ سوالیہ بولا۔

"جینی کی منگنی کی خوشی میں؟؟ ہیں نا؟؟" مہر نے جواب اخذ کرتے ہوئے سوالیہ پوچھا جس پر اماں بی نے اسے گھور کر دیکھا کیونکہ وہ جو جواب انہیں دینا تھا، مہر نے جواب دے دیا۔

"کیا کر رہی ہو؟؟" جنت نے کہنی مارتے ہوئے اسے دبے لفظوں میں ٹوکا۔

"جینی کی منگنی؟؟" علینہ کے ہاتھوں سے پانی کا گلاس گرتے گرتے بچا۔وہ حد درجہ حیران کن نگاہوں سے جنت کو دیکھنے لگی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں !اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے بہو؟؟" ماموں ندیم بولے۔

"نہیں۔۔۔ابو۔۔بس۔۔۔ایسے ہی۔۔۔کہاں ہوئی منگنی؟؟ہمیں تو کسی نے بتایا بھی نہیں۔" وہ رک رک کر بولی اجبکہ سامعیہ اسکی حالت پر کافی غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ارے بیٹا۔۔۔ سرپرائز ہی سمجھو۔۔" وہ ہنس دیے۔

"سرپرائز؟؟۔۔۔"وہ زیرلب بولی اور جینی کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔

سوالوں کا ایک ڈھیر اسکے دماغ میں گردش کرنے لگا تھا۔۔لیکن اماں بی کی موجودگی نے اسے مزید کچھ بھی پوچھنے سے روکے رکھا۔

"تمھارا فیورٹ فلیور ہے۔۔۔اماں بی نے خاص طور پہ منگوایا تمھارے لیے۔۔۔" سامعیہ محبت سے بولی۔

"شکریہ اماں بی۔۔۔" علینہ نے نیم انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جنت ٹیرس پر موجود ٹھنڈی ہوا کا مزہ لے رہی تھی۔اسی اثناء علینہ کمرے میں آموجود ہوئی۔اسے کمرے میں ناپا کر وہ ٹیرس پہ آئی۔

"کہاں گم ہو لڑکی؟؟" اس نے اسے ہاتھ لگاتے ہوئے پکارا۔

"کہیں نہیں۔۔۔" وہ فوراً سے اپنے خیال سے نکلی۔

"آپ۔۔۔۔یہاں؟؟"

"کیوں یہاں نہیں آسکتی میں؟" ؟علینہ نے سوالیہ کہا۔

"نہیں۔۔۔ایسا کب کہا میں نے۔۔۔۔" وہ ہولے سے ہنسی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ مہر نظر نہیں آئی کمرے میں مجھے؟؟" وہ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”یہیں ہوگی۔۔۔اور۔۔آپ سنایئے؟؟کیسا رہا سفر؟؟خوب مزہ کیا ہوگا ناں؟“ ؟وہ ہنسی۔

”ہاں!بہت۔۔۔اور تم سناؤ۔۔۔یہ منگنی کب ہوئی تمھاری؟؟مجھے بتایا ہی نہیں؟؟ہاں!“ وہ شکایتی انداز سے بولی۔

”سب کچھ اچانک ہوا۔۔۔مجھے تو خود کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔“ وہ زبردستی مسکرائی۔

”امممم۔۔۔میں تو سوچ رہی تھی کہ تم میری دیورانی بنو گی۔۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں کچھ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

یہ۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟؟“ وہ ہولے سے ہنس دی اور بات کو بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

”میں کچھ لے کر آتی ہوں آپکے لیئے۔۔۔“ وہ وہاں سے جانے لگی۔

”جینی۔۔۔بیٹھو۔۔۔“ اس نے اسے پکارا اور ٹیرس پہ موجود کرسی پہ آبیٹھی۔

”بھابھی۔۔۔!“ وہ افسردگی سے اسکے سامنے کرسی پہ آموجود ہوئی۔

”کیا نام ہے اسکا؟؟“ علینہ نے سوالیہ پوچھا۔

”جہانگیر۔۔۔“ وہ آہستگی سے بولی۔

”محبت کرتی ہو اس سے؟؟“ اس نے پھر سے سوال پوچھا۔

”نہیں۔۔مگر۔۔۔محبت کا کیا ہے؟؟کرلوں گی وہ بھی۔۔۔“ وہ سنجیدگی سے بولتی ہوئی بات کو ہنسی میں ٹالنے لگی۔

”تو شاویز سے کرلو ناں؟؟“ وہ مشورۃً بولیں۔

”بھابھی۔۔۔پلیز۔۔۔!“ وہ زور دے کر بولی۔

”کیا یار۔۔ تم بھی ناں؟؟ محبت تو ہو جاتی ہے اور تم ہو کہ محبت کرنے کی بات کر رہی ہو۔۔“ وہ زچ ہو کر بولی۔

تم سمجھ ہی نہ پائی شاویز کو۔۔ کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے۔ وہ تمھارے لیے سب کے سامنے سٹینڈ لیتا تھا۔۔ مگر تم۔۔۔“ وہ افسوس کرتے ہوئے چپ سادھ گئی۔

”بھابھی۔۔۔ مجھے اسکی ہمدردی نہیں چاہیئے۔۔۔ اور پلیز۔۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا انجام بھی تابینہ خالہ جیسا ہو۔“ وہ تیزی سے بولی جس پر علینہ چونک اٹھی۔

”تابینہ پھوپھو جیسا؟؟؟“ وہ سوالیہ بولی۔

”ہاں!“ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”تم سے بات کرنا ہی بے کار ہے۔۔۔ راحت انکل اور شاویز میں بہت فرق ہے۔۔۔ سمجھی۔۔۔!“ وہ غصہ سے کہتے ہوئے وہاں سے اٹھی اور ٹیرس کے دروازے تک آ موجود ہوئی۔

دوسری طرف کچن کے سے فارغ ہوتے ہی مہر کمرے میں چکی تھی۔

”بھابھی۔۔۔ کیا ہوا تھا تب؟؟ آخر کیوں راحت انکل۔۔۔“ اس سے پہلے وہ بولتی علینہ نے اسکی بات کاٹی۔

”محبت پہ یقین نہیں رہے گا تمھارا۔۔۔“ وہ خیر خواہ بنتے ہوئے بولیں۔

”کیا مطلب؟؟“ وہ کشمکش کا شکار ہوئی۔

”چلتی ہوں۔۔۔۔ شماز انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔“ وہ فوڑا اسے بات ختم کرتے ہوئے ٹیرس سے کمرے تک آئی جہاں مہر انہیں اپنے سامنے پا کر حیران ضرور ہوئی مگر چپ سادھ لی۔

”اور تم۔۔۔ مہر۔۔ تم بھی اسے سمجھا نہیں سکی۔۔۔“ علینہ اب اسکے ساتھ بحث کرنے لگی جبکہ مہر نے جنت اور علینہ دونوں کو دیکھ کر بات کو سمجھنا چاہا۔

”بھابھی۔۔ آپ کیوں اسے۔۔۔“ جینی زچ ہو کر بولی۔

”اماں بی کے سامنے بھلا کیسے میں اپنی مرضی رکھ سکتی ہوں؟؟“ وہ سوالیہ بولی۔

”تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔ وہ جلاد نہیں۔۔۔ تم سے تمھاری مرضی نہ پوچھی ہو۔۔۔ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔“ وہ سنجیدگی سے بولی۔

”پوچھا تھا بھابھی۔۔۔۔ مگر منگنی کے بعد۔۔۔“ مہر کھکھلا کر ہنسی جس پر علینہ نے اسے گھورا۔

”یار۔۔۔ تم لوگوں نے تابینہ پھوپھو کو حوہ بنالیا ہے۔۔۔ ان کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ ڈیزرو کرتی تھیں یہ سب۔۔۔ اماں بی نے محبت کے معاملے کو سمجھا ہے ہمیشہ۔۔۔ اگر وہ نہ سمجھتی تو میں اور شماز ایک نہ ہوتے۔۔“ وہ ایک لمبی تفصیل سناتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔

”بھابھی۔۔۔“ جینی اور مہر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اسے بلانے لگیں۔

”آخر ہوا کیا تھا؟؟ کیا کیا تھا تابینہ پھوپھو نے؟؟؟“ وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

علینہ رکی اور دونوں کی طرف دیکھ کر چپ چاپ وہاں سے نکل گئی۔ مگر دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو سے وہ دروازے پہ رک گئی۔

”آخر کیوں ہم سے چھپا رہے ہیں سب؟؟ ممانی جان سے پوچھا۔۔۔ تو وہ بھی چپ۔۔۔ تابینہ خالہ بھی۔۔۔ اور اب یہ بھی۔۔۔“ جینی بے چینی سے بولی۔

”اور ہاں راحت انکل ہیں کہ۔۔۔“ مہر غصہ سے بولی۔

”پس کر رہ گئے ہیں ہم تو۔۔“ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

علینہ واپس آئی اور کمرے کا سروازہ کھولتے ہی بولی۔

"کیسے جانتے ہو تم لوگ راحت کو؟؟؟" اس نے تفشیشی انداز میں پوچھا۔

"سب ہی جانتے ہیں۔۔اس میں انوکھی بات کیا ہے؟؟" جنت اسکا انداز دیکھ کر بولی۔

"کاش جان جاتے اس انسان کو سب۔۔کاش۔۔تو تابینہ پوپھو کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔۔" وہ تاسف سے بولی۔

"کیا جان لیتے؟؟" مہر نے فوراً ہی سوال کیا۔

علینہ نے دونوں کو بغور دیکھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"تنہائی میں فائدہ اٹھایا تھا اس انسان نے تابینہ پوپھو کا۔۔"

"نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔"مہر ہڑبڑائی۔

"ایسا ہی ہوا تھا۔پورا محلہ گواہ ہے۔۔مجھے شماز نے بتایا سب۔۔اور میں تم لوگوں کو اس لیئے بتا رہی ہوں کہ اب کبھی بھولے سے بھی راحت انکل کا نام نہ لینا۔۔کسی نے سن لیا تو قیامت آجائے گی۔ سمجھیں۔۔" اس نے تنبیہی انداز میں کہا اور کمرے سے باہر آ گئی۔

اس نے جو انکشاف کیا تھا، اسے سن کر قیامت تو ان دونوں پہ گری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"امی۔۔۔" علینہ کچن کے کاموں میں انکی مدد کروا رہی تھی۔

"جی بیٹا۔" سامعیہ اسکی طرف گویا ہوئی۔

"امی۔۔۔یہ سب کیا ہو گیا؟؟" وہ افسردگی سے بولتے ہوئے کام کرتے کرتے رکی۔

"کیا؟؟" سامعیہ نے سمجھنے کی کوشش کی۔

"یہ منگنی؟؟" وہ رکی اور پھر سے بولی۔

"آخر آپ نے کیوں نہیں بات کی اماں بی سے؟؟ شاویز کے لیے۔۔"

"بیٹی۔۔۔ یہ سب تو قسمت کی بات ہے۔۔" وہ آہ بھر کر بولیں۔

"مگر۔۔ امی۔۔۔" وہ تاسف سے بولی۔

سامعیہ نے ایک نظر اسکی طرف دکھ سے دیکھا اور خاموشی سے وہاں سے چائے لے کر باہر آگئی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ انکے پاس اسکے سوالوں کا کوئی جواب نہیں۔

"آخر کیا مسئلہ ہے ان سب کا؟؟" وہ چڑ کر خود سے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں ہو؟؟" مہر یونیورسٹی کے سامنے گاڑی سے اترتے ہوئے فون پر سوالیہ بولی۔ جبکہ دوسری سائیڈ سے جنت اتری۔ وہ اسے بغور دیکھے جا رہی تھی۔

"سحیل۔۔۔ یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔" وہ پُرجوش ہوئی۔ اور فون رکھتے ہوئے جنت کی جانب متوجہ ہوئی جو اسے برابر گھورے جا رہی تھی۔

"یہ۔۔ اسکو اور کوئی کام نہیں؟؟؟" وہ تیکھے انداز سے بولی۔

"کس کو؟؟" مہر نے چلتے چلتے اردگرد دیکھا۔

"یہ۔۔ سحیل صاحب کو۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"کیوں؟؟ کیا ہوا؟؟" وہ ہنسی۔

"یہ آخر یونیورسٹی میں کیا کرنے کی آتا ہے آئے روز؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"خیر تو ہے؟؟ اس قدر آگ بگولہ کیوں ہو رہی ہو؟؟؟ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں نہیں ہو رہی آگ بگولہ۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلایا اور منہ پھلا کر بیٹھ گئی مگر اسکے منہ سے اگلی بات سننے کے بعد وہ جتنے سکون سے بیٹھی تھی، اتنے سکون سے کھڑی نہ ہو پائی۔

"خیر۔۔اب وہ روزانہ یونیورسٹی آیا کرے گا۔۔۔اور وہ بھی لیکچرر شپ کے لیے۔۔۔" وہ اطلاع دیتے ہوئے مسکرائی۔

"لیکچرر شپ؟؟ کیا؟؟" وہ بے ضبط بولی۔

"تمہیں کیا ہوا؟؟" اس نے اسکی حالت کا بغور جائزہ لیا۔اسکے اندر پیدا ہونے والی بے ترتیبی کو وہ محسوس کر چکی تھی۔

"نہیں۔۔ مجھے کیا ہونا ہے۔۔" اس نے خود کو نارمل کیا اور طنزیہ بولی۔

"کیا بات ہے؟؟ ویسے اتنے پیسے اکھٹے کر کے کیا کرنا ہے اس نے؟؟" وہ گویا بات بدلنا چاہ رہی تھی۔

"مجھ سے شادی۔" مہر لجائی سے بولی اور ہنس دی۔

"very funny----"

"اینی ہاؤ۔۔فی الحال کلاس اٹینڈ کرو۔۔ایک سرپرائز منتظر ہے تمہارا۔۔ جاؤ۔۔" مہر کی باتوں میں عجیب سی شرارت تھی جسے وہ سمجھ نہ پائی۔

کلاس روم میں آج ایک عجیب سا ماحول تھا۔سب بے فکری سے نئے لیکچرار کا انتظار کر رہے تھے۔اسکا آنا تھا کہ سب بیک وقت کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے اس نے اپنا تعارف کروایا اور اہم باتیں بتانے لگا۔

"لیٹ ہو گئی۔۔۔باتوں میں لگا دیا اس نے تو۔۔۔" وہ گھڑی کو دیکھتے ہوئے پریشان ہوئی اور مہر کو کوسنے لگی۔

"لگتا ہے دیر سے پہنچنے پر اسائنمنٹ سزا میں ملنے کا سرپرائز ہی ہو گا۔۔" وہ بھاگتی ہوئی لیکچر ہال تک پہنچی۔

ابھی وہ کلاس میں داخل ہونے ہی والی تھی کہ اسے ڈائس کے پرپا کر وہ رکی۔ اسکے ہاتھ میں موجود فائلز گر تے گرتے بچی۔

"اوہ! یہ۔۔۔ یہاں؟؟ تو۔۔ سرپرائز۔۔ یہ تھا۔۔" وہ زیر لب بولی۔

"جی۔۔۔ آجائیے۔۔" اس نے گھڑی کو دیکھا اور اسکی اجازت مانگنے سے پہلے خود ہی بولا۔

"جی۔۔!" اس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں اور کنفیوز ہوتے ہوئے گرلز سائیڈ پر موجود خالی کرسیوں میں سے کسی ایک پر آبیٹھی۔

"ہاں۔۔۔ تو۔۔ میں آپ کو بتا رہا تھا۔۔۔" وہ اسکے بیٹھتے ہی اپنے لیکچر کی طرف آیا۔

ساری کلاس خوب مزے سے اسکی بات پر دھیان کئے ہوئے تھی جبکہ جنت بغیر آنکھیں جھپکائے اسکی باتوں کی بجائے اسکے چہرے کی طرف برابر دیکھے جا رہی تھی۔

"Excuse me---"

وہ لیکچر دیتے ہوئے رکا۔ کیونکہ اسکا یوں اسکی جانب دیکھنا اسے پریشان کر گیا تھا۔

"Are you alright?"

وہ فکرمندی سے بولا۔۔۔

"yes.....I'm alright---"

وہ فوڑا اسے پلکیں جھپکاتے ہوئے بولی اور بال پین سے فائل پر کچھ لکھنے میں مصروف ہوئی۔ جبکہ اس نے بغور اسکا جائزہ لیتے ہوئے اپنا دھیان دوسری طرف کر لیا۔

"تو ٹھیک ہے؟؟ کیا ہوا تجھے؟؟" رمشہ نے کہنی مار کر اسے ہلایا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ ہولے سے ہنسی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ ؟؟؟" وہ ادھورے لفظوں میں اس سے اسکے بارے میں پوچھنے لگی۔

"نیو لیکچرار ہیں۔۔ سر امجد کی جگہ۔۔"

"تو سر امجد ؟؟" جنت نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

"انکی پروموشن ہو گئی ہے۔۔ سنا ہے یہ بھی بہت قابل ہیں۔۔"

"قابل۔۔" وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔ سحیل کا دھیان ان دونون پہ ہی تھا کیونکہ انکی سرگوشیاں اور چہ مگوئیاں اسے لگاتار پریشان کیے جا رہی تھیں۔

"چل۔۔ لیکچر پہ دھیان دے۔۔۔ کہیں پھر سے نہ پوچھے Excuse me! Are you alright? ۔۔"

جنت اسکی نقل اتارتے ہوئے بولی جس پر رمشا ہنس پڑی۔

ساری کلاس ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئی جو ہنس رہی تھیں۔

"No taking۔۔۔"

آخر سحیل کو منع کرنا ہی پڑا۔

"Sorry sir.....!۔"

رمشا بولی جبکہ جنت نے یوں باور کروانا چاہا جیسے وہ جانتی ہی نہیں کہ سحیل ہے کون اور اس نے کچھ کہا بھی ہے۔

جبکہ سحیل اچھا خاصا مایوسی انداز میں پھر سے اپنے لیکچر کی جانب متوجہ ہوا۔ جو طالبعلم ان کی طرف دیکھ رہے تھے، فوراً سے لیکچر کی طرف متوجہ ہوئے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

باہر نکلتے ہوئے وہ اچھا خاصا بے زار لگ رہا تھا۔ ایک ہینڈ سم، سمائلنگ فیس والا آدمی جب بے حد خوبصورت چہرے کے ساتھ کچھ گڑبڑایا ہوا ہو تو اسکا ہر انداز اور پرسنلٹی ماند پڑ جاتی ہے۔

آج اسکا پہلا دن تھا۔۔ جو ایسے گزرے گا، اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہ تو اسے اپنے سامنے مہر نظر آگئی نہیں تو شاید وہ دیوار سے ٹکر دے مارتا۔

"کیسے ہو؟؟

?How's your day

۔" وہ پرجوش طریقے سے بولی۔

"ٹھیک۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولا۔

"اوہ! خیر۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا!" وہ فکری انداز سے بولی۔

"ہاں! تمھاری وہ کزن۔۔۔ کیا نام ہے اسکا۔۔۔" وہ دماغ پر زور ڈالتے ہوئے رکا۔

"جنت۔۔" وہ فوراً سے بولی۔

"کیا کہا جینی نے؟؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"جنت۔۔ جینی۔۔۔Whatever۔۔۔" وہ منہ پھلا کر بولا۔

"اوہ! ہو۔۔۔ ہوا کیا؟؟" وہ بے چینی سے بولی۔

"دیکھنے سے لگتا نہیں کہ وہ اس قدر تیز ہو گی۔۔۔ اف ف۔۔۔" وہ الجھ کر بولا اور ذہنی تناؤ کا شکار ہو ا۔

"کس قدر تیز ہے؟؟" وہ چونکی۔

"ایک ٹیچر کی ریسپیکٹ کیا ہوتی ہے۔ ذرا خیال نہیں اسے۔۔۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ اسی کی کلاس میں ہی پہلا لیکچر ہے میرا؟؟ پتہ تو ہو گا ناں تمہیں؟؟"

"ہاں پتہ تھا۔۔ سوچا سرپرائز ہی سہی۔۔" وہ کھکھلائی تو وہ مزید بولا۔

"بہت ہی برا سرپرائز تھا مہر۔۔ سارا موڈ خراب کر دیا میرا۔" سجیل بے دلی سے بولا۔

"سجیل۔۔۔ ریلیکس۔۔ آخر اتنا بھی کیا ہو گیا ہے۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"چھوڑ بھی دو اب۔۔" ابھی وہ اس سے بات کر ہی رہی تھی کہ جینی دور سے آتے ہوئے سجیل کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر بے دھڑک بولی۔

"تم یہاں گپیں ہانک رہی ہو؟؟ فون پہ فون کر رہی ہوں۔۔۔ سیل فون ہی دیکھ لو۔۔"

"ہاں! بولو۔۔۔ کوئی کام ہے؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"ہاں۔۔! جب فری ہو جاؤ تو بتا دینا۔" وہ سجیل کو بغور دیکھتے ہوئے پھر مہر سے بولی۔

"جینی۔۔" اس نے ڈپٹ کر اسکا نام لیا مگر جینی کو بھلا کہاں پرواہ تھی؟

"میں چلتا ہوں۔۔" وہ جینی کو گھور کر دیکھ کر بولا۔

"Sure....!"

جنت فوراً اسے بولی اور ہاتھ کے اشارے سے جانے کا مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ خاموشی سے وہاں سے چل دیا۔

"جینی۔۔۔What's worng with you?۔"

وہ ڈانٹ کر بولی۔

"ناراض ہو گیا شاید۔" وہ افسردگی سے بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شاید؟؟" وہ کھکھلائی۔

"یقیناً۔۔!" وہ پورے وثوق سے بولی۔

"آخر تمھیں پرابلم کیا ہے سحیل سے؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"مجھے کوئی پرابلم نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلا کر بولی۔

"لائبریری کی طرف جا رہی ہوں۔۔۔ سیل فون سائلنٹ پر ہو گا۔ تھوڑا ویٹ کر لینا میرا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور وہاں سے چل دی جبکہ مہر اسے پریشانی سے جاتا ہوا دیکھتی ہی رہ گئی۔

لائبریری میں اس قدر خاموشی تھی کہ وہاں سانس تک لینے کی بھی آواز نہی آ رہی تھی۔وہ داخل ہوئی اور اپنی مقرر کردہ جگہ پر بیٹھ گئی۔اور نوٹس بنانے میں مصروف ہوئی۔

"?May i sit here"

سحیل موڈ خوشگوار کرتا ہوا اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت لیتے ہوئے بولا۔وہ چپ رہی اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"اگر کوئی پرابلم ہے مجھ سے تو پلیز بتائیے۔" وہ احتراماً بولا۔

"لائبریری ہے یہ۔۔۔کیفے نہیں سحیل صاحب۔۔" وہ طنزیہ بولی۔

"سحیل؟؟" وہ چونکا۔

"I'm your teacher"۔اس نے یاددہانی کرائی

۔

"جب کچھ سنوں گی تو ٹیچر بھی مان لوں گی۔" اس نے بک بند کی۔فائل اٹھائی اور کرسی سے اٹھی۔

"?What do you mean"

۔" وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیا۔

"اب بھلا اسکا کیا مطلب بتاؤں ؟؟" وہ ہنسی۔

اس وقت دونوں لائبریری کے باہر ہال میں کھڑے تھے۔

"تو اسی لیے۔۔ آج۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"دیکھیئے سحیل صاحب۔۔۔ آپ نے مجھ سے سوال کیا؟؟ کیا نا؟؟" وہ زور دے کر پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔!" وہ کنفیوز ہوا۔

"تو میں نے جواب دیا ناں۔۔۔ دیا ناں ؟؟" وہ پھر سے سوالیہ بولی۔

"ہاں۔ مگر۔۔۔" وہ رکا۔

"تو سہیل۔۔۔ رمشا نے سوال کیا۔ اب جواب نہ دینا بھی بُری بات تھی ناں؟؟" وہ بچوں کی طرح سوالیہ بولی۔

"کم از کم۔۔۔ یہی خیال کر لیتیں کے آج میرا فرسٹ ڈے ہے۔" وہ سمجھاتے ہوئے بولا۔

"ام مم۔۔۔۔ سوری۔۔"

"I can't change myself for you ۔"

وہ بُرا سا منہ بناتے ہوئے بولی اور وہاں سے چلدی۔

"مہر بھی نا۔۔ بے وقوف ہے اک نمبر کی۔۔ کتنے عجیب انسان سے واسطہ ہے اسکا۔۔۔"

"So mean"

وہ سر کو پکڑتے ہوئے بولی اور یونیورسٹی کے مین گیٹ تک آئی۔

"کہاں رہ گئی تھی ؟؟" مہر نے پوچھا۔

"کہیں نہیں۔۔ عجیب ہے تمھارا سجیل۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"تمھارا سجیل ؟؟" وہ مسکرا دی۔

"ہاں۔۔!فضول میں ہی۔۔۔بس۔۔۔خیر چھوڑو۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی اور مسئلے کو رفع دفع کر نے لگی۔

"ویسے اک بات تو بتاؤ؟؟" مہر نے گھڑی کو دیکھا۔

"ہاں پوچھو۔۔" جنت نے جواب دیا۔

"تمھیں سجیل پسند نہیں؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"اک آنکھ نہیں بھاتا یہ شخص مجھے۔جب دیکھو فری ہونے کی کوشش کرتا ہے۔میری مان تو کنفرم کر لے۔وہ تجھ سے محبت بھی کرتا ہے کہ بس ٹائم پاس؟" وہ مشورہ دیتے ہوئے ہنسی۔مگر پھر قدرے سنجیدگی سے بولی۔

"راحت انکل جیسا نکلا تو؟؟؟؟"

"Shut up....۔۔"

مہر نے غصہ سے اسکا منہ بند کروایا جبکہ وہ برابر تکرار کیے جا رہی تھی۔مگر مہر پر اسکی باتیں کئی حد تک گہرا اثر چھوڑ چکی تھی۔ڈرائیور کے آتے ہی دونوں گاڑی پر سوار ہوئیں اور گھر کی جانب روانہ ہوئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کھانے کی میز پر اماں بی نے پر جوش طریقے سے کچھ اہم اعلان کیا۔

"علینہ اور مہر شاپنگ کی ساری ذمہ داری تم لوگوں کی۔" انہوں نے واضح الفاظ میں کہا۔

"شاپنگ؟؟" دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔

”ہاں۔۔۔جہانگیر کی ماں کا فون آیا۔وہ لوگ شادی کا کہہ رہے ہیں۔“

”اتنی جلدی؟؟ سامعیہ بولی۔ابھی تو فائنل ایگزیمز ہونے والے ہیں جنت کے۔انہوں نے خیر خواہی چاہی۔

”ہاں۔۔تو ٹھیک ہے ناں! امتحانات کے فوراً بعد کی تاریخ رکھ لیں گے۔“ ندیم ماموں بولے۔

”ہاں۔۔یہ ٹھیک رہے گا۔“ اماں بی محبت سے بولیں جبکہ جنت کا دل دھک دھک کرنے لگا وہ بمشکل ہی روٹی کا نوالہ نگل پائی تھی۔اسکی حالت کو علینہ نے بغور محسوس کیا۔

”اماں بی۔۔بے فکر رہیئے۔“ زیبا نے یقین دہانی کرائی۔جس پر نعیم ماموں ہنس دیے۔

”بس۔۔۔اب زیبا نے کہہ دیا ناں! تو فکر کی کوئی بات نہیں۔“ نعیم ماموں کھلکھلائے جس پر سب گھر والے ہنس دیے۔ایمل اور سدرہ تو جیسے مسکراتے مسکراتے بے قابو ہو گئیں وہ کافی حد تک اس خبر کو سننے کے بعد پُرجوش لگ رہی تھیں۔

جنت باہر لان میں بیٹھی کافی پی رہی تھی۔سردی کی لہر اپنا لطف بیان کر رہی تھی مگر وہ کھانے کی میز پر کیے جانے والے فیصلے پر بے حد پریشان تھی۔وہ پریشان تھی اور افسردہ بھی۔وہ وجہ نہیں جان پائی تھی کہ ایسا کیوں ہے؟

” بسکٹ۔۔۔؟“علینہ اسکے سامنے کرتے ہوئے شرارتی انداز سے بولی۔جس پر جنت نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور پھر کافی کا کپ منہ کو لگایا۔

”خالی پیٹ سوچنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔سو۔۔۔۔لے لو۔۔“ وہ مذاحیہ انداز سے بولی۔

”کھانا تو کھایا ہے ابھی۔۔۔“ وہ سادگی سے بولی۔

”ہاں۔۔۔وہ ایک نوالہ جو شادی کی خبر سننے کے بعد بمشکل ہی نگلا تم نے۔۔“ وہ اسکو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

”بھابھی۔۔۔ آخر کیوں تنگ کر رہی ہیں؟؟“ وہ زچ ہو کر بولی۔

”امممم۔۔۔چلو شاباش۔۔۔۔بسکٹ لو۔۔“ وہ پلیٹ اسکے سامنے کرتے ہوئے بولیں۔ جس پر اس نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے بمشکل ہی ایک بسکٹ اٹھایا۔

”کیا تم خوش نہیں ہو اس فیصلے سے؟؟“ وہ سوالیہ بولیں۔

”اگر میں کہوں۔۔۔ نہیں تو؟؟“ اس نے اس سے سوال کیا۔

”تو Simple۔۔۔“

” اماں بی سے بات کرتے ہیں بھلا تمھارے ساتھ کوئی زیادتی تھوڑی نہ ہونے دیں گے ہم۔۔۔“ وہ محبت سے بولی۔

”کیا بات کریں گے؟؟“ وہ مسکرائی اور سوالیہ بولی۔

”یہی کہ تم خوش نہیں ہو۔۔“ وہ سادہ الفاظ میں بولی۔

”تو وہ مان جائیں گی؟؟“ جنت نے پھر سے سوال کیا۔

”ظاہر ہے۔۔۔! شکل پہ تمھاری بارہ بجے ہیں! مانیں گی کیوں نہیں؟؟“ وہ کھکھلائی۔

”بھابھی۔۔اب ایسی بھی بات نہیں۔۔۔۔“ وہ اسکی بات پر مسکرا دی۔

”سناؤ۔۔۔جہانگیر کیسا ہے؟؟“ وہ بسکٹ کھاتے ہوئے سوالیہ بولی۔

”مجھے کیا پتہ؟؟ میری کونسا کوئی بات ہوتی ہے ان سے؟؟“ وہ کندھوں کو اچکا کر بولی۔

”کیا؟؟“ علینہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں۔۔۔ مگر کیا ہوا؟؟" وہ اسکی حالت کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمھاری بات نہیں ہوتی؟؟ جانتی نہیں ہو اُسے۔ تو بھلا ساری زندگی کیسے گزارو گی اسکے ساتھ؟" وہ اسکی بے وقوفی پر چیخ اٹھی۔

"بھابھی۔۔۔ ریلیکس۔ یہ ضروری تو نہی اب کہ۔۔۔۔" وہ اسکو پر سکون کرنے لگی۔ "خیر۔۔ گھر والوں کا فیصلہ ہے۔ بھلا میں اب۔۔" وہ بات کرتے کرتے چپ سادھ کر بیٹھ گئی۔

"Seriously....It's really embarrasing---"

علینہ تاسف سے بولی۔

"خیر۔۔ چھوڑیئے۔۔۔ پتہ ہے۔۔۔ میں اور مہر تابینہ خالہ سے ملنے گئے تھے۔۔۔ بیچاری بہت کرب میں مبتلا ہیں۔" وہ دکھ سے بولی۔

"کیا؟؟ کسی کو پتہ تو نہیں لگا؟؟" علینہ حیران ہوئی۔

"نہیں۔۔ بھابھی نہیں۔۔۔ مگر مجھے انکی حالت کو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔ کاش کہ ہم کچھ کر سکتے انکے لیے۔" وہ تاسف سے نمی والے لہجے سے بولی۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں بھلا؟؟ یہ زندگی انھی کا انتخاب ہے۔ اور پلیز اب کے بعد انکا ذکر مت کرنا اور نہ ہی ملنے جانا۔" وہ انتباہ کرنے لگیں۔

"مگر بھابھی۔۔۔۔" وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔ جبکہ علینہ نے نظروں کے اشارے سے اسے چپ کروا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا؟؟ وہ کھوئی کھوئی سی تھی۔" مہر افسردگی کی حالت میں جنت کے قریب یونیورسٹی کے لان میں اسکے برابر آبیٹھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا ہوا؟؟" جنت نے دوبارہ سے سوال پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ منہ پھلا کر بولی۔

"امم م۔۔۔! کسی نے کچھ کہا کیا؟؟" وہ کتاب پکڑے ہوئے تھی جسے اس نے فوڑا اسے بند کیا اور اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"نہیں۔۔" وہ پھر سے افسردگی سے بولی۔ اسکی آواز میں کپکپاہٹ اور نمی نے جنت کو مزید بے چین کر دیا۔

"مہر۔۔۔؟؟ اس ٹائم تو تیری کلاس ہوتی ہے ناں؟" اس نے موبائل پر ٹائم دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ دل نہیں کیا کلاس لینے کو۔۔۔" اسکی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔

"مہر۔۔۔ ہوا کیا؟؟" وہ حد درجہ پریشان ہوئی۔ "مہر۔۔۔؟" اس نے بار بار پکارا۔

"اسے واقعی مجھ سے محبت نہیں۔۔" اس نے آنکھوں کو بند کرتے ہوئے دو موتی موند کر نکالے۔

"کسے؟؟" وہ حیرانگی سے بولی۔

"سہیل کو۔۔۔" وہ ہولے سے بولی۔

"مگر۔۔۔ مہر۔۔۔ یہ سب۔۔۔" وہ ہکلائی۔

"تو رک یہاں۔۔۔ میں ابھی آئی۔" اس نے اسے کاریڈور سے جاتا ہوا دیکھ کر مہر سے کہا۔

"جنت۔۔۔ رکو۔۔۔" وہ اسکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟؟" مہر نے سوال کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسکا دماغ سیٹ کرنے۔۔۔ سمجھتا کیا ہے وہ خود کو۔۔۔ہاٹلنگ کرتا ہے تیرے ساتھ۔۔۔گھومتا پھرتا ہے۔۔۔باتیں کرتا ہے۔۔۔اور اب۔۔۔پتہ تھا مجھے۔۔۔یہ۔۔۔یہ بھی اپنے بھائی کی طرح ہی کرے گا۔۔۔"

"جینی۔۔" مہر نے تڑپ کر اسکی بات کو کاٹا۔

"چپ کر جاؤ۔۔ علینہ بھابھی نے جو بتایا ضروری نہیں کہ وہ سب سچ ہو۔۔ حقیقت کچھ اور بھی تو ہو سکتی ہے۔۔ اور ویسے بھی۔۔ غلطی میری تھی۔۔۔اسکی نہیں۔"

"What do you mean?

۔۔۔" وہ آگ بگولہ ہوئی۔

"محبت کی امید میرے دل میں تھی۔۔۔اسکی خواہش جانے بنا ہی میں سمجھنے لگی کہ۔۔۔ خیر۔۔ چھوڑو۔۔۔" اس نے لمبی آہ بھری اور تیزی سے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے ہولے سے ہنس دی۔

"ایسے کیسے چھوڑ دوں؟؟" وہ چیخی۔

"جینی۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ وہ کبھی میری فیلینگز جانے۔اور پلیز۔۔۔تم اُسے کچھ نہیں بتاؤ گی۔" وہ اعتماد سے بولی۔

"کیا مطلب؟؟کیا وہ نہیں جانتا۔" وہ حد درجہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

"ہاں۔۔!ایسے ہی باتوں باتوں میں اس نے یہ انکشاف کر دیا کہ ہم ہمیشہ اچھے دوست رہیں گے اور ایک دوسرے کے لیئے ایسا جیون ساتھی ڈھونڈیں گے جو ہمیں ایک دوسرے سے دور نہ کر پائے۔۔" وہ زخمی

انداز سے بولی مگر جینی کو سجیل پہ حد درجہ غصہ آرہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ نہیں تو وہ اچھا خاصا سناتی اسے۔

”ڈسگسٹینگ۔۔“ وہ دانت چبا چبا کر بولی اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”میں سوچ رہی تھی اگر جنت کو بھی مارکیٹ کے لیے ساتھ لے لیتے تو بہتر نہ ہوتا؟؟“ علینہ نے سامعیہ کو مشورہ دیا۔

”وہ بیچاری ابھی تھکی ہوئی آئی ہے۔ اسے سنڈے کو لے چلیں گے۔“ سامعیہ نے سادگی سے جواب دیا۔

”چلیں۔۔امی۔۔۔یہ ٹھیک رہے گا۔ ہم ایسا کرتے ہیں آج کراکری کا سامان لے آتے ہیں۔ باقی چیزیں جنت ساتھ ہو گی تو ہی مناسب رہے گا۔ آخر کل کو اسی نے ہی پہننا اوڑھنا ہے۔“ علینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے تم لوگ ابھی تک یہیں ہو؟؟“ اماں بی نماز کی ادائیگی کے بعد تسبیح ہاتھ میں لیے باہر لاؤنج میں آئیں۔

”بس جا رہے ہیں۔“ علینہ نے چائے کے کپوں کو ٹرے میں رکھتے ہی اٹھایا اور کچن کی طرف بڑھی۔

”امی۔۔بس دو منٹ میں آئی۔“ وہ جاتے جاتے بولی۔

”سامعیہ۔۔۔اگر کوئی پیسہ ویسہ چاہیئے تو ندیم کو فون کر دینا وہ فوراً آجائے گا۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے۔“ اماں بی نے اطلاع دی۔

”نہیں۔۔۔پیسے تو وہ دے کر گئے ہیں۔ اور ضرورت ہوئی تو انہیں فون کر دوں گی۔“ سامعیہ مسکرا کر بولی۔

”چلیں امی۔۔۔“ علینہ نے ہینڈ بیگ لیا۔

”یہ۔۔۔زیبا۔۔کہاں ہے؟؟“ وہ ادھر اُدھر نگاہ دوڑاتے بولیں۔

”لے جاتے اسے بھی ساتھ۔“

”وہ۔۔۔چچی جان کے سر میں ذرا درد ہے۔۔۔میڈیسن لے کر ابھی سوئی ہیں۔“ علینہ نے اطلاع دی۔

”اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔“ وہ تسبیح کرنے میں مشغول ہوئیں جبکہ وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”Good moring----“

سجیل معمول کے مطابق گراؤنڈ کی طرف آتے ہوئے تمام اسٹوڈنٹس سے مخاطب ہوا جواباً سبھی عزت نے جوابدیا۔

بلاشبہ وہ اب لیکچرر تھا مگر اسکے امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار کے باعث ہر کوئی اسے جانتا تھا۔راحت انڈسٹریز شہر کی جانی مانی انڈسٹریز میں سے جو ایک تھی۔جاب کا فیصلہ بھی اس نے محض مصروف رہنے کی غرض سے کیا۔راحت انکل سارا دن آفس میں مصروف رہتے اور یہ وہاں کام کر کے اکتا چکا تھا۔کچھ نیا کرنے کی لگن اسے جس نئے راستے اور نئی منزل کی تلاش میں ڈالنے والی تھی اسکا اسے اندازہ نہیں تھا۔

”آ گیا۔۔۔!“ وہ چڑ کر بولی۔جواباً مہر نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو دور کھڑا لڑکوں سے باتیں کر رہا تھا۔

”جنت۔۔۔“ اس نے آہستگی سے اسکا نام لیا۔

”اسے تیری جیسی لڑکی پسند ہے۔“

"میرے جیسی؟؟کیا مطلب؟؟" وہ حد درجہ چونکی۔

"ہاں۔۔۔" اس نے اسے بغور دیکھا۔

"بکواس نہ کرو۔۔۔" اس نے بات کو رفع دفع کیا۔

"سن۔۔۔اگر اسے تجھ سے محبت ہو گئی تو؟؟" وہ اپنا خدشہ بیان کرتے ہوئے مسکرادی۔

"مہر۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

"مجھ سے بھلا کیوں اور ویسے بھی میری چوائس اتنی بُری نہیں۔"

"تمھاری نہیں۔۔۔مگر اسکی تو ہے۔۔" وہ اسے تنگ کرتے ہوئے شرارتی انداز سے بولی۔

"کیا؟؟مطلب کیا ہے تمھارا؟؟" وہ چڑ کر بولی۔

"ویسے میں نے ایک بات نوٹ کی ہے۔گھر میں اور یونیورسٹی میں الگ الگ کردار ہے تمھارا۔" مہر نے گہرے تاثر سے کہا۔

"کیا مطلب؟؟؟" اس نے بھنویں سکیڑیں۔

"گھر میں یہ منہ پھلائے بیٹھی رہتی ہو۔۔۔" اس نے منہ پھلاتے ہوئے اسکی نقل اتاری۔

"اور یہاں؟؟" جنت ہنسی اور تجسس سے سوالیہ انداز میں بولی۔

"یہاں تو۔۔۔جھانسی کی رانی والا حساب ہے تمھارا۔۔۔اور زبان دراز تو۔۔۔"

"کیا؟؟زباندراز؟؟؟مہر؟؟زبان درازی کب کی میں نے؟؟" وہ رونے والے انداز سے بولی۔

"اچھا۔۔۔بابا سوری۔۔۔اب رونا نہیں۔۔۔فی الحال کارٹون دیکھنے کا موڈ نہیں۔۔۔" اس نے اسے مزید تنگ کیا۔

”پتہ ہے مجھے تم کیوں کہہ رہی ہو یہ سب۔۔۔اس کارٹون نے ضرور شکایت کی ہو گی میری۔۔“ وہ پورے وثوق سے بولی۔

”جنت۔۔“ مہر نے اسے ٹوکا۔

”اچھا۔ بھئی۔۔کچھ نہیں کہتی اُسے۔۔۔تم بس جو جی میں آئے مجھے کہتی رہنا۔۔“ اس نے کتابیں لیں اور بیگ اٹھاتے ہوئے قدرے مسکرائی جس پر مہر بھی ہولے سے مسکرا دی۔

”چل اٹھ جا تو بھی۔۔ تیرے پاس گڈ مارننگ کہنے نہیں آئے گا۔“ جنت نے اسکا دھیان سامنے ہونے پر چڑ کر بولی جواباً مہر سنجیدگی سے اٹھی اور اُسکے ساتھ چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”ممی۔۔آجاؤں؟؟“ مہر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

”ہاں۔۔آجاؤ۔۔“ زیبا نے مسکراتے ہوئے اجازت دی۔

”کیسی ہیں آپ؟؟“ مہر نے رسمی طور پر پوچھا۔

”ٹھیک ہوں۔۔تم سناؤ؟؟ کیسا جارہا ہے سب؟؟“ وہ صوفے پر بیٹھیں۔

”سب ٹھیک۔فائنل اگیزیمز ہونے والے ہیں ممی۔“ اس نے رک رک کر کہا۔

"جنت کی تو پڑھائی مکمل ہو جائے گی۔۔ لیکن میرے پریکٹیکل۔۔۔

”اوہ۔ہو۔۔مہر اتنی تمہید کیوں باندھ رہی ہو میرے بچے۔۔یہ سب تو مجھے پتہ ہے۔ کس کام سے آئی ہو؟؟ یہ بتاؤ“ وہ اسکا انداز اور لہجہ دیکھ کر بولیں۔

”نہیں۔۔تو۔۔ایسے ہی دل کیا تو آپکے پاس آگئی۔“ اس نے بات بدلی۔

”کہہ دو بیٹا جو بات ہے۔۔۔“ وہ اسکے بدلے اثرات پر ہنسی۔

"ممی۔۔پہلے وعدہ کریں آپ میرا ساتھ دیں گے؟؟" اس نے سوال کیا۔

"میں ساتھ ہی ہوں اپنی بچی کے۔۔۔" انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔

"ممی۔۔وہ ٹرپ جارہا ہے۔۔۔تو۔۔پلیز۔۔۔" اس نے اہم بات سے آگاہ کیا اور پھر ہکلائی۔

"یہ ممکن نہیں مہر۔۔اماں جی کبھی نہیں مانیں گی۔" انہوں نے اداسی سے کہا۔

"مگر کیوں؟؟ٹرپ پہ ہی تو جانا ہے،گھر سے بھاگنا تھوڑی نہ ہے۔" وہ ضد کرنے لگی۔

"کون بھاگ رہا ہے بھئی؟؟" نعیم صاحب ہنستے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

"وہ۔۔ابا۔۔" مہر بولتے بولتے زیبا کے اشارۃً منع کرنے پر رکی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے چلی گئی۔

"ارے بھئی۔۔۔زیبا۔۔یہ اتنی اداس کیوں ہے؟؟سب ٹھیک تو ہے ناں؟؟" نعیم صاحب پریشانی سے بولے۔

"ہاں۔۔بس۔۔۔ ایگزیمز آرہے ہیں نا اسکے تو۔۔" وہ ہولے سے ہنس دیں۔

"اچھا۔۔چائے لاتی ہوں آپکے لیے۔" وہ وہاں سے باہر کچن میں آئی۔

"ارے پاگل۔۔یہ بات ایسے تھوڑی نا کرنے والی تھی؟؟" علینہ چائے کے مگ پکڑے اس سے بولی۔ وہ زیبا اور اسکے مابین ہونے ولی گفتگو وہ سن چکی تھی۔

مہر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے رکی۔

"آپ۔۔۔یہاں؟؟" وہ چونکی۔

"ہاں۔۔چائے دے کر آتی ہوں شماز کو۔۔۔" وہ مگ دکھاتے ہوئے وہاں سے اپنے کمرے میں آئی جبکہ مہر وہیں کی وہیں کھڑی رہی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شماز۔۔چائے۔۔" علینہ نے دروازہ کھولا اور اسکے ٹیبل پر چائے رکھ دی اور لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے اسکے انداز پہ چونکا کیونکہ وہ ذرا جلدی میں تھی۔

"سب خیر تو ہے ناں!" وہ حیرت سے بولا۔

"ہاں۔۔ آکر بتاتی ہوں۔۔" وہ فوراً اسے باہر آئی۔

"ہاں! بھابھی؟؟ کہہ رہی تھیں آپ؟" مہر اسے اپنے سامنے پا کر سوالیہ بولی۔

"یہاں نہیں۔" وہ سیڑھیاں چڑھی۔

"ہاں۔۔ آیئے۔" اس نے اسے کمرے میں آنے کی پیشکش کی۔

"تم جس طرح اجازت مانگ رہی ہو۔۔۔ کبھی نہیں ملے گی پرمیشن۔۔" وہ پورے وثوق سے بولی اور کمرے میں آتے ہی بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔

"تو پھر؟؟" وہ چونکی۔

"یہ۔۔ جنت کہاں ہے؟؟" اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔ "اگر جنت چاہے ناتو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اماں بی اجازت دے دیں گی ٹرپ کے لیے۔" وہ پورے وثوق سے بولی۔

"میرے چاہنے سے کیا ہو گا؟؟" وہ واش روم سے باہر آئی اور چہرے کو ٹاول سے صاف کرنے لگی۔

"وہ اجازت نہیں دیں گی۔ مجھے پتہ ہے! سو بات کرنا بے کار ہے۔"

"مجھے پتہ ہے۔۔" مہر نے اسکی نقل اتاری۔

"تمھیں تو جیسے الہام ہو جاتا ہے ناں! یونیورسٹی میں مجال ہے کسی کو بات کرنے بھی دے اور یہاں دیکھو ساری بہادری ختم۔" مہر نے مزید کہا جس پے وہ پھٹ پڑی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR FATE

”تو کیا کروں؟؟ جا کے کہوں ان سے؟؟اور پھر وہ نصیحت بھرے جملے سنا کر چپ کروادیں گی مجھے۔“ وہ چڑ کر بولی۔

”اوہ!ہو۔۔۔!تم لوگ لڑو تو نہیں۔۔۔ بھلا میرا اس میں کیا فائدہ؟؟تم لوگوں کی خوشی کے لیے ساتھ دے رہی ہوں۔۔۔اور تم لوگ ہو کہ۔۔۔“ وہ غصہ سے بولیں جس پر جینی نے غصہ کنٹرول کیا۔

”اچھا۔پلین کیا ہے؟بتایئے۔۔۔؟“ مہر اور جنت نے اسکا بنایا ہوا پلین غور سے سنا جبکہ وہ دونوں اسکی باتیں سن کر کسی حد تک پُر امید اور مطمئن ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں بی نماز ادا کرنے کے بعد باہر آئیں جبکہ انہیں علینہ اور مہر کی اونچی اونچی آوازیں صاف سنائی دے رہیں تھیں،ان دونوں کا مقصد صرف اماں بی کے کان میں اپنی باتیں پہنچانا ہی تھی۔

”مجھے نہیں لگتا بھابھی کہ وہ مانیں۔۔“ مہر نے کن اکھیوں سے اماں بی کو دیکھا اور پھر ڈرامائی انداز میں بولی۔

”ایسی بات نہیں مہر۔۔۔اماں بی سخت مزاج ضرور ہیں مگر دل کی بُری نہیں۔۔“علینہ نے بھی اسی کی طرح ڈرامائی انداز میں کہا۔

”بِھابھی۔۔۔وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔ مگر آپ بات کریں ناں ان سے۔۔“ اس نے منت کی۔

”کس نے کیا بات کرنی ہے بھئی؟؟“ اماں بی لاٹھی کی مدد سے ہولے ہولے انکی طرف آتے ہوئے سو الیہ بولیں۔

”وہ۔۔۔وہ۔۔اماں بی۔۔۔“ دونوں یکدم اٹھ کھڑی ہوئیں۔

”کیا؟؟وہ۔۔وہ؟؟کس بات کے لیے نہیں مانوں گی میں مہر؟؟بولو؟؟“ وہ مہر سے پوچھنے لگیں۔

"وہ۔۔اصل میں۔۔" اس نے ایک نظر علینہ کی طرف دیکھا جو اشارۃً بات بتانے کا کہہ رہی تھی مگر وہ اس سے پہلے بات پوری کرتی علینہ کو ہی بولنا پڑا۔

"اماں بی۔۔۔یونی کا ٹرپ جارہا ہے۔۔یہ اور جنت دونوں جانا چاہتی ہیں۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"ٹرپ۔۔۔؟؟کب جارہا ہے؟؟اور کہاں جارہا ہے؟؟" وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد سوال کرنے لگیں۔

"اماں بی۔۔مری۔۔مری جارہا ہے پرسوں۔۔" مہر مسکراتے ہوئے بولی۔

"یہ جنت کہاں ہے؟؟" انہوں نے اردگرد نظریں گھما کر دیکھا۔

"وہ۔۔کمرے میں۔۔۔اسائنمنٹ کا کام مکمل کررہی ہے۔۔

آتی ہی ہوگی۔۔۔" علینہ بولی۔

"امممم۔۔اچھا۔۔بہرالحال کوئی کہیں نہیں جارہا۔۔" انہوں نے حکمیہ انداز سے کہا جس پر مہر انہیں دیکھ کر علینہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اماں جانی۔۔۔دیکھیئے۔۔۔جنت کی شادی ہوجانی ہے۔۔۔اب اگر وہ کچھ دن باہر گھوم پھر آئے گی تو۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی اماں بی نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔انکا دیکھنا تھا کہ علینہ کو خاموش ہونا ہی پڑا۔

"جب کہا ہے۔۔نہیں تو نہیں۔۔شادی کے بعد جہاں مرضی گھومے پھرے۔۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں مگر اسطرح۔۔۔" وہ چپ ہوئیں۔

"اماں بی۔۔۔جنت بے چاری۔۔۔آج بہت رو رہی تھی۔۔۔کہہ رہی تھی اگر اسکے ماں باپ ہوتے تو وہ بھی باقی لڑکیوں کیطرح کھلی فضا میں سانس لے سکتی تھی۔۔" تھوڑی ہمت کر کے علینہ نے خود سے جھوٹ گڑھا۔

"یہ سب؟؟جنت نے کہا؟؟" انکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مہر جاؤبلا کر لاؤ اسے۔۔میں ذرا پوچھوں تو اس سے۔۔۔

آخر اتنی بے باک کیوں ہونا چاہتی ہے وہ۔۔۔" مہر نے علینہ کیطرف دیکھا اور علینہ نے اثبات میں سر ہلا کر اسے جانے کا کہا۔

"اماں بی۔۔۔بیٹھ جایئے۔۔" وہ لاٹھی لیے کبھی ایک سائیڈ سے دوسری طرف آئی تو کبھی دوسری طرف سے پہلی طرف۔۔۔وہ تو بس جنت کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

"چلو۔۔۔اماں بی بلا رہی ہیں تمھیں۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔" وہ فوڑا اسے کمرے میں آئی اور اسے لیپ ٹاپ پر کام کرتا دیکھ کر لیپ ٹاپ اس سے چھین کر بند کیا۔

"اوہ!!Save تو کر لینے دیتی؟؟" اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

"بے فکر رہ۔۔۔Sleep کیا ہے Shut down نہیں۔۔۔چل اب اٹھ جا۔۔۔" اس نے اسکا ہاتھ کھینچا۔

"آخر ہوا کیا؟؟" وہ اٹھی، دوپٹہ اوڑھا اور اسکے ساتھ چلدی۔

"جو بھی ہوا ہے۔۔۔یا ہو گا۔۔نیچے ملاحظہ فرمالینا میڈم۔۔۔۔اور ہاں۔۔۔" وہ دروزہ کھولتے کولتے رکی۔ "اماں بی کچھ بھی کہیں۔۔۔جواب دینے سے پہلے ہماری طرف دیکھ لینا۔ سمجھی۔۔؟؟؟"

"وہ سب توٹھیک ہے۔۔۔مگر۔۔؟؟"

"چلو۔۔" مہر اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے آئی۔

جنت نے اماں بی کی گہری خاموشی کو بھانپ لیا کہ مسئلہ کچھ اور ہی ہے۔آخر علینہ اور مہر نے کیا اسکیم لڑائی، اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”تو۔۔تم مری جانا چاہتی ہو؟؟“ وہ چلتے چلتے رکیں اور اسکے قریب آکر بولیں۔

”جی۔۔“ اس نے علینہ اور مہر کی طرف دیکھ کر اثبات میں گردن ہلائی۔

”کیوں؟؟“ وہ کڑے انداز سے بولی۔

”آپ اجازت نہیں دیں گی تو نہیں جائیں گے ہم۔۔۔“ وہ ادب سے بولی جبکہ علینہ اور مہر کا دل کیا کہ اسکا خون پی جائیں۔

”اور اگر اجازت دے دوں تو؟؟“ انہوں نے سوالیہ پوچھا۔

”کیا مطلب؟؟ میں سمجھی نہیں۔۔۔“

”دیکھو جنت۔۔۔میں نے آج تک تمھیں دنیا سے محفوظ کر کے رکھا ہے۔۔میں نہیں چاہتی کہ تمھیں کوئی کمی محسوس ہو۔۔۔۔ہمیشہ تمھاری محرومی کو دور کرنا چاہا ہے۔۔۔ مگر تم اسطرح سے کھو گی۔۔۔اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔“ وہ ذرا نرمی سے بولیں مگر انکے لہجے میں کافی حد تک افسردگی تھی۔

جنت نے ان دونوں کی طرف دیکھا جو اسے منہ پر انگلی رکھ کر بہت غصہ آیا اسکا جی چاہا کہ وہ اماں بی کو سب سچ سچ بتادے مگر پھر بھی وہ چپ رہی۔

”خیر۔۔۔جنت۔۔۔۔تم کچھ دنوں کی ہی مہمان ہو یہاں۔۔

ہم تمھیں اور مہر کو اجازت دیتے ہیں مری جانے کی۔۔“ دونوں کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔

”مگر؟؟“ دونوں سنجیدہ ہوئیں۔

”مجھے کسی قسم کی شکایت نہ ہو تم دونوں سے۔۔۔“ انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہو گی شکایت۔۔۔ تھینک یو اماں بی۔۔ تھینک یو۔" مہر فوراً سے آگے بڑھی اور ان کے قدموں میں بیٹھ کر ان کا ہاتھ چومنے لگی۔

علینہ نے جنت کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ وہ بھی آگے بڑھ کر شکریہ ادا کرے۔۔۔ وہ آگے بڑھی اور مہر کی طرح ہی انکے قدموں میں آموجود ہوئی۔

"اماں بی۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں نے آپکو بہت دکھ پہنچایا۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔" وہ رودی کیونکہ اسے افسوس اس بات کا تھا کہ علینہ اور مہر نے اماں بی کو خود سے باتیں گڑھ کے دکھی کر دیا تھا۔

"اچھا۔۔۔ بس۔۔۔ بس۔۔۔ چپ۔۔۔" انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے میری بچیو۔۔۔ اپنی اماں بی کو اتنا بھی سخت نہ سمجھا کرو۔۔۔" انہوں نے دونوں کو دیکھا اور انکے سر پر ہاتھ پھیر کر بولی۔

"بس۔۔ میں بھی تو یہی کہہ رہی تھی مہر سے۔۔۔" علینہ بھی آگے بڑھی اور چنچل انداز سے بولی۔ جس پر وہ تینوں مسکرا دیں لیکن جنت کو مہر اور علینہ پر ابھی بھی غصہ تھا مگر وہ خود کو ضبط کیے مسکرا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"حد ہوتی ہے مہر۔۔۔ یہ بھی بھلا کوئی طریقہ ہوا؟؟" وہ کمرے میں آتے ہی اس پر بھڑکی۔

"ریلیکس جینی۔۔۔ ریلیکس۔۔۔ علینہ بھابھی نے کہا۔۔ جو بھی کہا۔۔۔ میں نے تو بس۔۔۔"

"کیا بس؟؟" اس نے تکیہ اٹھایا اور منہ پھلا کر بیٹھی۔

"بس ساتھ دیا انکا اور کیا۔۔؟؟" وہ کھکھلا کر ہنسی جبکہ جینی نے ہاتھ میں پکڑا تکیہ اسکو مارا۔

"کیا ہے جینی۔۔۔" وہ تکیہ پکڑے بولی۔ "اب اجازت تو مل گئی ہے ناں؟؟"

"ہاں۔۔مل گئی ہے۔۔۔مگر اماں بی کس قدر ہرٹ ہوئی ہیں تم لوگوں کو اندازہ نہیں ہے۔"

"اچھا۔۔۔بس۔۔۔بس۔۔۔اب رہنے دو تم۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی میں خوشی کا سماں تھا۔ ہر کوئی کل کے ٹرپ کی تیاری میں مصروف تھا۔۔مہر بے حد خوش تھی اور ساتھ ہی ساتھ سحیل بھی۔۔۔اسکا یونیورسٹی میں تیسرا یا چوتھا دن تھا مگر وہ سب کے ساتھ ایسے گل مل گیا جیسے صدیوں سے ہر ایک کو جانتا ہو۔

"کسے سوچ رہی ہو؟؟" مہر اسے گہری سوچ میں محو دیکھ کر بولی۔

"کسی کو نہیں۔۔۔" اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"یار جنت۔۔تو بھی ناں کیا؟؟ ادھر کیوں بیٹھی ہو؟؟ آؤ ہم بھی سب کے ساتھ مل کر تیاری کرتے ہیں۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی اور اسے زبردستی اپنے ساتھ لے گئی۔

آرٹ روم میں فومک شیٹس۔۔کاربن پیپر، گلیس شیٹ، سکاچ ٹیپ اور رنگ برنگے کاغذ کا ڈھیر تھا۔۔کچھ سٹوڈنٹس اپنی اپنی پینٹنگ بنا رہے تھے تو کچھ لوگ اپنی آرٹ کی چیزوں کو پیک کر رہے تھے تاکہ مری میں موجود سینز کو اسکیچ کر سکیں۔

"سحیل۔۔۔تم یہاں؟؟" مہر اسے آرٹ روم میں دیکھ کر چونکی۔

"ہاں۔۔" وہ مسکرایا جبکہ جینی کو ساتھ دیکھ کر وہ کچھ لمحے کے توقف کے بعد بولا۔

"سوچ رہا ہوں میں بھی کچھ سینز کو اسکیچ کر لوں وہاں۔۔۔

"واؤ۔۔دیٹس گریٹ۔۔" وہ خوش مزاجی سے بولی۔

"کوئی ہیلپ چاہیئے ہو تو بتاؤ؟؟" اس نے پیشکش کی۔

”نہیں سحیل۔۔۔ ہمیں بھلا کیا ہیلپ چاہیئے۔۔۔ کیوں جینی۔۔؟ نہ ہمیں آرٹ میں مہارت حاصل ہے اور نہ ہی ہم تمھاری طرح ایفیشنٹ۔۔ہاں البتہ۔۔۔ تم بتاؤ کوئی ہیلپ چاہیئے تو؟؟“ وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔

”نو ڈئیر۔۔“ وہ مسکرا دیا۔

”مہر۔۔ تم رکو۔۔۔ مجھے رمشا سے کچھ کام ہے۔۔۔“ وہ اکتاہٹ محسوس کرتے ہوئے بولی جس پر سحیل نے کافی حد تک اسے گھور کر دیکھا جب تک کہ وہ وہاں سے چلی نہیں گئی۔

”چلی گئی ہے۔۔۔“ مہر اسکا دھیان روم سے باہر کاریڈور کی جانب دیکھ کر ہنسی۔

”ہاں۔۔۔“ اس نے پلکیں جھپکائیں۔

”عجیب لڑکی ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے اسے تمھارا مجھ سے بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔۔ یا پھر۔۔۔؟“ اس نے اندازہ لگایا۔

”یا پھر؟؟؟“ مہر بولی۔

”یا پھر۔۔۔ میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں۔۔۔ یا پھر میرا رنگ کالا ہو گیا جو تمھاری کزن مجھے دیکھتے ہی کالی پیلی ہو جاتی ہے۔۔“ وہ حسب معمول مذاحیہ انداز سے بولا جس پر مہر بے اختیار ہنسی۔

”یار۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ اسکی یہی عادت ہے۔“

”عادت۔۔؟“ وہ ہولے سے بولا اور ہنس دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

”مہر بھی ناں!! ابھی بھی اس بے حس انسان سے باتیں کرتی ہے۔۔ کس قدر شاطر ہے۔۔۔“ وہ خود سے باتیں کرتے ہوئے حقارت آمیز لہجہ میں بولی۔

اس کے ارد گرد پھولوں کی کیاری سے اسکا سرخ رنگ مزید اسکے چہرے کی چمک بڑھا رہا تھا۔ مگر سجیل کو برا بھلا کہتے ہوئے اسکے چہرے کے آثار یکدم تبدیل ہوئے تھے جسے سامنے سے آتی مہر نے محسوس کیا۔

"کہاں ہے رمشا؟؟" مہر طنزیہ بولی۔

"چلی گئی۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کم آن۔۔۔ جینی۔۔۔ تم وہاں سے کیوں آگئی تھی آخر؟؟"

"کہاں سے؟؟" اس نے انجان بننے کی کوشش کی۔

"کچھ نہیں۔۔ مگر پلیز۔۔ اپنا رویہ ٹھیک کر لو۔۔۔ یہ نہ ہو کہ وہ تمھاری وجہ سے جان لے۔۔۔" اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

"کیا جان لے؟؟" جینی نے گہرے تاثر سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"امم م۔۔۔ اللہ کرے جان لے کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔۔" اس نے پُر امیدی سے کہا۔

"اچھا بس۔۔۔Leave this matter۔۔"

"چلو۔۔ بہت بھوک لگی ہے مجھے۔۔" مہر نے آنکھ کے کنارے کو رگڑ کر اپنے آنسو کو تیزی سے صاف کیا اور پھر نارمل ہونے کی کوشش کی مگر جینی اسکی حالت سمجھ چکی تھی مگر اس نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے

اس بات پہ بحث کو فی الحال چھوڑ کر اس کے ساتھ کینٹین چلی آئی۔

"انکل۔۔۔ ایک زنگر اور فرنچ فرائز۔۔" جینی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کینٹین میں موجود انکل سے بولی۔

"کوک لو گی یا سپرائٹ۔۔؟" اس نے اپنے سامنے موجود مہر سے پوچھا۔

"سپرائٹ۔۔۔!" مہر نے میز پر ہاتھ رکھے اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"ایک سپرائٹ۔۔۔۔اور ایک پیپسی لے آیئے۔۔۔" انکل نے زنگر اور فرائز ٹیبل پر رکھے اور مسکراتے ہوئے بوتلیں لینے چلے گئے۔

"شکل سے تو معصوم لگتا ہے لیکن۔۔" جینی کا دھیان کینٹین کی طرف آتے سحیل پہ پڑا تو بولی۔

"اچھا۔۔ شکل سے تو تم بھی غنڈی نہیں لگتی ہو۔۔" مہر کی طرف سے قہقہہ بلند ہوا۔

"توبہ ہے۔۔بہت بری ہو تم مہر۔۔ ویسے آرہا ہے وہ بھی ادھر ہی۔۔ ایک تو پوری یونیورسٹی جیسے اس کی فین ہے۔۔ دیکھ ذرا کیسے مل رہے سب اس سے۔۔جیسے کوئی سلیبرٹی ہو۔۔"

"ہاں۔۔یہی تو۔۔ علینہ بھابھی کی بات کو چھوڑو۔۔ سحیل اور راحت انکل دونوں اچھے ہیں۔۔کوئی اور بات ہو گی۔۔ " مہر اسے دور سے آتا ہوا دیکھ کر بولی۔جہاں جہاں سے وہ گزرتا، ہر سٹوڈنٹ اسے اٹھ کر سلام کرتا، جبکہ باقی اساتذہ کرام سے دو تین منٹ کی گفتگو ہونے لگتی۔

"سحیل۔۔تم۔۔آجاؤ۔۔" مہر نے ہاتھ کے اشارے سے بلایا جس پر جینی بڑبڑائی۔

سحیل نے اپنے سامنے والے سٹوڈنٹ سے بات مکمل کی اور ان کی جانب بڑھا۔

"میں تمھیں ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔" وہ دونوں کے قریب آکر رکا اور سامنے والی ٹیبل سے کرسی کھینچ کر لایا اور اس پر آموجود ہوا۔

"خیر تھی؟؟" اس نے تجسس سے پوچھا۔

"ہاں۔۔کل کے حوالے سے کچھ بات کرنی تھی۔"

"اچھا۔۔کچھ کھاؤ گے؟؟" اس نے چھری اور کانٹے کی مدد سے زنگر کھانا شروع کیا جبکہ جینی عجیب عجیب نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”جو تم کھلا دو۔۔۔ کھالوں گا۔۔“ وہ ہنسا۔

”پھر تو شرم ہی کافی ہے۔۔۔“ وہ منہ میں بڑبڑائی جبکہ مہر نے اسے گھورا۔

”ایکسکیوز می۔۔۔“ سجیل نے اسکی بات سن لی تھی۔

”انکل۔۔ ایک اور زنگر لے آنا۔۔“ مہر نے بات کو گول مول کیا جبکہ جینی شرارتی انداز میں مسکراتے ہو ئے فرنچ فرائز اور بوتل پینے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”ساری پیکنگ ہو گئی بچیو تم لوگوں کی؟؟“ اماں بی نے کھانے کی میز پر ان دونوں سے پوچھا۔

”جی۔۔ ہو گئی۔۔۔“ دونوں یکے بعد دیگرے بولی۔

”اماں بی۔۔ بھلا ٹرپ پہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟؟ ان دونوں کے ایگزیمز سے فارغ ہوتے ہی فیملی کا ٹور پلین کرتے ہیں۔۔۔“ ندیم صاحب نے ذرا تنقیدی جائزہ لے کر ان سے کہا جس پر مہر نے ان کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

”ارے بیٹا۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ پھر اپنے گھر کی ہو جانا ہے اس نے۔۔۔ اچھا ہے دوستوں کے ساتھ گھوم آئے۔ ذرا ذہن فریش ہو جائے گا۔۔۔“ اماں بی نے حکمت عملی کا مظاہرہ کیا مگر ندیم ماموں کو انکا اجازت دینا ذرا اچھا نہیں لگا تھا۔

”امممم۔۔۔“ انہوں نے ان کیطرف دیکھا اور پھر خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

”شاویز لو ناں! شیر خورمہ تو تمھیں بہت پسند ہے ناں؟؟“ علینہ اسے بریانی کی پلیٹ میں ادھر ادھر چمچ کر تے ہوئے دیکھ کر بولی کیونکہ وہ بس چمچ سے چاول ادھر ادھر کر رہا تھا۔

"نہیں بھابھی۔۔ آج موڈ نہیں۔۔۔" اس نے بمشکل چمچ کو منہ میں ڈالا جس میں تھوڑے سے چاول ہی تھے۔

"کیوں بھئی؟؟ آج کیا ہے؟؟" وہ ہنسی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ زخمی انداز می مسکرا دیا۔

"شاویز۔۔۔" اسکا روکھا روکھا انداز دیکھ کر وہ بولیں۔

"جی۔۔" وہ گم سم تو تھا ہی مگر ان کے بلانے پر تیزی سے بولا۔

"میں جانتی ہوں تم ناراض ہو ہم سے۔۔۔ لیکن بیٹا۔۔۔۔"

"ناراض۔۔؟ میں؟ نہیں تو اماں بی۔۔۔" اس نے ان کی بات فوراً اسے کاٹی۔

"تو پھر آج کل چپ کیوں ہو؟؟ کوئی تو وجہ ہے؟؟" انہوں نے شکی انداز سے پوچھا جس پر جینی نے دل تھام کر اسے دیکھا تو شاویز نے بھی اسکی طرف دیکھا۔

"وجہ۔۔۔؟؟" وہ کرب سے مسکرایا جس پر سامعیہ نے بے چارگی سے اسے دیکھا، اک وہی تو تھی جو اپنے بیٹے کے درد کو سمجھتی تھی۔

"بعض اوقات وجہ کوئی نہیں ہوتی بس ہم ہی بے وجہ خود سے بیگانے ہو جاتے ہیں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے بات مکمل کرتے ہی ہنسا۔

"خیر چلیئے ڈال ہی دیجیئے شیر خورمہ۔۔" اس نے ڈش علینہ کے سامنے کی جبکہ سب گھر والے اسکی بات سن کر ایک لمحے کے لیے حیران ضرور تھے اور سب سے زیادہ اماں بی اور ندیم۔۔۔ کہ وہ اتنا سنجیدہ کب سے ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

آدھی رات تھی جس وقت وہ اپنے حسب معمول خواب سے بے قرار اور بے چین ہو کر اٹھ گئی تھی۔

"آخر کون سا ہے چہرہ؟؟ آخر کون سا شخص ہے جو مجھے سونے نہیں دیتا۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھی خود سے بولی۔

"جینی۔۔؟" مہر نے کروٹ بدلی کہ اچانک اسے بیٹھا دیکھ کر اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولنا چاہیں۔

"کیا ہوا؟؟"

"کچھ نہیں۔۔" وہ بالوں کو سمیٹتے ہوئے بولی۔

"سو جاؤ یار۔۔۔ صبح جانا بھی ہے۔۔۔" اس نے تکیہ سینے کے ساتھ لگایا اور جمائی لیتے ہوئے بولی۔

"کیسے سو جاؤں مہر۔۔؟؟" وہ تڑپ کر بولی۔

"کیوں؟؟ اب یہ بھی میں تمھیں بتاؤں؟؟" وہ آنکھیں بند کیے مدہوش حالت میں مسکرائی۔

"چلو پھر دیکھو میری طرف۔۔۔ ایسے سوتے ہیں۔۔۔"

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔

"اچھا۔۔۔ تو پھر سو جاؤ۔۔۔" وہ نیم مسکرائی۔

"یار۔۔۔ کوئی ہے جو مجھے خواب میں دکھتا ہے۔۔"

"جہانگیر ہو گا۔۔۔" وہ کھکھلائی۔

"نہیں۔۔ وہ نہیں۔۔۔" اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"شاویز ہو گا۔۔" وہ پھر سے ہنسی۔

"نہیں مہر۔۔۔" اس نے زور دے کر کہا۔ مہر نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھی، آنکھیں ملنے کے بعد گلاس میں پانی ڈال کر اسے دینے لگی۔

"میری بہن۔۔۔ وہم و گمان کم پالا کرو، پھر رات کے وقت خواب میں یہی تمھارا جینا دوبھر کرتے ہیں اور ساتھ میں میرا بھی۔۔۔ پانی پیو اور سو جاؤ۔۔۔" اب کے بار اس نے اپنی سائیڈ بدلی اور منہ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گئی۔ جبکہ جینی تکیے میں سر دے کر بے انتہا بے چین ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں رہ گئی ہو؟؟" مہر گاڑی کی بیک سیٹ پر فون کو کان کے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"آ رہی ہوں۔۔۔ بس کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے رہی

ہوں۔۔۔ انکل پیک کر دیں ذرا۔۔۔ ہاں تو میری سیٹ رکھ میں بس 5 منٹ میں آئی۔۔" اس نے ٹک شاپ والے کو پیسے دیے اور چیزیں پکڑیں۔

"یار۔۔ جلدی آجانا! منیبہ ٹکٹکی باندھے کھڑی ہے۔۔۔ وہ ساتھ بیٹھ گئی تو مجھے مت کہنا۔۔۔" اس نے اسے وارن کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوہ! ہو۔۔۔ تو بٹھا لو اسے۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں میں بھی رمشا کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی۔۔۔" اس نے بے نیازی سے کہا اور فون رکھ کر بس کی جانب خراماں خراماں قدم بڑھائے۔

"منیبہ؟؟ آجاؤ یہاں۔۔۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"اب لگے گا اسکو پتہ۔۔" وہ منہ میں جینی کے لیے بڑبڑائی۔

وہ گاڑی کے اندر داخل ہوئی۔ ہر کوئی پر جوش تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے مہر کو ڈھونڈنے لگی۔ مہر اسکو نظر آئی لیکن ساتھ منیبہ کو دیکھ کر وہ جل گئی۔ اس نے مہر کو دیکھا اور اندر ہی اندر غصہ پینے

لگی مگر اسکی آنکھوں سے صاف واضح ہورہا تھا کہ اسے کس قدر غصہ ہے۔۔جواباً مہر نے اسے آنکھ ماری اور ہنس دی۔

"مہر دِس اِز ناٹ فیئر۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"اوہ! سوری۔۔۔سوری جنت۔۔میں کہیں اور۔۔" منیبہ جان چکی تھی اسی لیے اس نے خود ہی اٹھنا منا سب سمجھا۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔اٹس اوکے۔۔" جنت فوراً اسے بولی۔

"میں یہاں بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔رمشا آتی ہی ہوگی۔۔۔" اس نے غصہ کو کنٹرول کیا اور موقع کی مناسبت کو

سمجھتے ہوئے ہنس دی۔

آر یو شیؤر جینی۔۔" مہر کھکھلائی۔

"یس ایم شئیور۔۔" اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"مگر مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ آپ۔۔۔" منیبہ بولی۔

"اوہ! ہو۔۔تو کیا مجھے اچھا لگے گا کہ آپکو اٹھا کر میں بیٹھ جاؤں یہاں؟؟ اور ویسے بھی آپکے برابر والی سیٹ پر ہی ہوں۔۔۔چیئرز۔۔" اس نے بیگ کو کندھے سے اتار کر

سامنے والی سیٹ پر رکھا اور خود ساتھ والی سٹ پر بیٹھ گئی۔

"رمشا۔۔۔آئی نہیں۔۔" اس نے فون نکالا اور رمشا کو کال ملانے لگی۔

"اوہ! یہ تو سر سجیل کی سیٹ ہے۔۔وہ یہاں بیٹھے تھے۔۔" منیبہ یکدم مہر سے بولی۔

"اوہ! سیر ئیسلی؟" مہر نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔وہ دیکھ سیٹ کے اوپر۔۔۔انکا اسکیچنگ کا سامان۔۔" منیبہ نے انگلی کی مدد سے اشارہ کیا۔

"اوہ!نو۔۔۔" وہ پریشانی سے دوچار ہوئی۔

"یار کہاں ہو؟؟ آجاؤ۔۔۔میں مہر کے سامنے والی سیٹ پر ہوں۔۔۔جلدی آؤ۔۔۔" سحیل کو سیٹ کے قریب آتا دیکھ کر وہ بات کرتے کرتے رکی کیونکہ رمشا اسے فون پر بتا رہی تھی "یار وہاں تو سر سحیل بیٹھے تھے۔۔۔سو میں آگے ہی آگئی۔۔۔" اسکی بات سن کر وہ حیران ہوگئی۔

"ایکسکیوزمی۔۔۔" سحیل آگے بڑھا اور جس سیٹ پر اس نے بیگ رکھا تھا وہ اٹھا کر بیٹھ گیا۔

"آگے جگہ ہے؟؟" وہ فوراً اسے اٹھی۔ اور رمشا سے بولی جو اگلی نشستوں میں سے کسی ایک نشست پہ بیٹھی تھی۔

"بتا۔۔میں آتی ہوں۔۔۔" سحیل نے اسکی طرف دیکھا اور پھر اگنور کرتے ہوئے ہینڈز فری سیٹ کرنے لگا۔

"یار۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔

"رمشا ہادی کہاں ہے؟؟" اس کے ذہن میں ترکیب آئی۔

"ہادی۔۔پاس ہی ہے۔۔۔مگر وہ نہیں آنے والا پیچھے۔۔۔تمھیں تو پتہ ہے ناں!" وہ مسکرا کر اس سے پہلے بولتی جینی نے غصہ سے فون کاٹا۔

"مرو دونوں وہیں۔"

گاڑی اسٹارٹ ہو چکی تھی جبکہ جینی غصہ سے کھڑی رہی۔اس نے ایک نظر مہر کو دیکھا جیسے التجا کر رہی ہو کہ یہاں آجائے مگر مہر اندر ہی اندر مسکرائے جا رہی تھی اس نے اسے اشارہ کیا کہ "بیٹھ جاؤ بھئی" جواباً جینی نے ہاتھ سے مکے کا اشارہ کرتے ہوئے اسے دانت پیس کر دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سب ٹھیک ہے ناں؟؟" پرنسپل صاحب پیچھے آئے اور صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے بولے۔

"جی سر۔۔جی سر۔۔" سب نے گردن ہلائی۔

"آپ؟؟جنت بیٹا۔۔کھڑی کیوں ہیں؟" وہ سوالیہ بولے۔

"وہ۔۔سر۔۔کچھ نہیں۔۔۔" مہر کے اشارے سے وہ چپ ہی رہی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔ سحیل نے ہینڈز فری اتاری اور ان دونوں کو دیکھا۔

"اگر بیٹا آپ کمفرٹیبل نہیں تو ریپلیس کر دیتا ہوں کسی سیٹ سے۔۔" اسے پریشان دیکھ کر وہ بولے۔

"نہیں۔۔۔سر۔۔۔ٹھیک۔۔ہوں۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"امممم۔۔۔چلیئے ہیو۔اے۔نائیس جرنی۔۔ سحیل صاحب کو ویسے بھی پہاڑی علاقوں کا بخوبی علم ہے۔۔بور نہیں

ہونے دیں گے۔۔۔" وہ مسکرائے اور وہاں سے چل دیے۔

جبکہ وہ اندر ہی اندر بڑبڑائی۔

"بور۔۔اسکی تو شکل دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔۔۔اب ساتھ بیٹھنا پڑے گا۔۔۔اوہ گاڈ۔۔" وہ خود سے حقارت سے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی میں خوشی کا سماں تھا کوئی گانے گا رہا تھا تو کوئی تالیاں بجاتے ہوئے میٹھے گیت گا رہا تھا۔مہر منیبہ اور باقی سب سفر کو انجوائے کر رہے تھے جبکہ جینی کانوں میں ہینڈز فری لگائے میوزک سننے میں محو تھی۔

گاڑی کو پہاڑ اور سنہری وادیوں کیطرف جاتا دیکھ کر وہ خوشی سے کھکھلا اٹھی۔ جتنی اداسی اسکے چہرے پہ تھی ایک گھنٹے بعد ساری غائب ہو گئی تھی مگر وہ یہ سب مناظر capture کرنا چاہتی تھی جبکہ کھڑکی کیطرف سجیل بیٹھا تھا سو اسے تصویریں بنانے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔

"Excuse me

۔۔۔کیا آپ یہاں بیٹھ سکتے ہیں؟؟" اس نے اسے اپنی سیٹ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا جبکہ اس نے اسکی طرف لاپرواہی سے دیکھا اور خود سنہری وادیوں کو دیکھنے میں محو ہو گیا جس پر جینی کو اس پہ بہت غصہ آیا مگر وہ ضبط کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"Excuse me!

میں آپ سے بات کر رہی ہوں؟؟" وہ ذرا اونچا بولی۔

"Sorry

۔۔" اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر باہر کے مناظر کو دیکھنے لگا۔

"ایک تو آپ میری سیٹ پر بیٹھ گئے ہیں اور اب جگہ بدلنے کا کہا ہے تو اس قدر attitude؟" وہ لڑنے والے انداز سے بولی۔

"آپکی سیٹ؟؟ اوہ! ہیلو۔۔۔ معاف کیجیئے میں آپ سے بحث کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" وہ حیران ہو اگر پھر معذرت کرتے ہوئے بولا۔

"بحث کون کر رہا ہے؟؟ آپ سے request کی ہے کہ آپ یہاں آجائیے۔۔ صرف کچھ دیر کے لیے۔۔۔اور آپ ہیں کہ۔۔۔" وہ غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے بولی مگر زبان میں تلخی ضرور تھی۔

"دیکھئیے مس جنت۔۔۔ آپ سے جب جب بات ہوئی ہے۔۔ آپ نے میرا موڈ ہی آف کیا ہے۔۔۔ لیجیۓ بیٹھیے۔۔۔۔" وہ خود اٹھا اور سیٹ کے باہر آیا۔

"Thankyou۔۔۔۔....Thankyou

۔" وہ فاتحانہ انداز میں مسکرا دی جبکہ مہر مسلسل نوٹ کر رہی تھی کہ معاملہ ہے کیا مگر وہ مسکراتے ہوئے دیکھتے رہ گئی۔

"ویسے آپ کی یہ شکایت بھی کبھی دور کر دیں گے ہم۔۔" وہ تصویر بناتے ہوئے خوشی میں جھلملا رہی تھی۔

"کیسی شکایت؟؟" وہ چونکا۔

"موڈ آف کرنے کی۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"No need

۔۔۔" وہ بے نیازی سے بولا جس پر اس نے موبائل کو لاک کیا اور بیگ میں رکھا اور اسکی طرف حیرانگی سے دیکھ کر بولی۔

"کیوں؟؟" اس نے تیوری چڑھائی مگر وہ چپ رہا۔ خیر۔ اس نے خود ہی بات شروع کی۔

"ان پہاڑی علاقوں میں پہلے بھی کبھی آئے ہیں آپ؟؟"

"نہیں۔۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"مگر سر سمیع اللہ اعوان تو بتا رہے تھے۔۔۔"

"وہ جو بھی بتا رہے تھے۔۔۔ مگر میں کچھ نہیں بتانے والا۔۔ اور پلیز۔۔" وہ زچ ہو کر بولا جس پر جینی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"تو مت بتائیے۔۔۔" وہ جل کر بولی اور خاموش ہو گئی۔

"مجھے تو لگا تھا کہ اچھا انسان ہے۔۔ مہر نے جو کچھ بتایا اس میں واقعی یہ بے قصور ہے۔۔ مگر۔۔۔ سچ ہے فطرت بدلتی نہیں۔۔" وہ خود سے کڑے لہجے میں بولی۔

"جی۔۔ تو ہو گئیں capture تصویریں؟؟" وہ ذرا طنزیہ بولا۔ وہ فوراً اسے اپنے حیال سے نکلی اور منہ پھلا تے ہوئے اسکی سیٹ سے اٹھی۔

"Hey sajeel"

"Is there any problem?"

" مہر نے اسے میسج بھیجا۔

"yes..."

سجیل نے میسج ٹائپ کیا اور اسکی طرف دیکھا کیونکہ وہ بالکل سامنے ہی بیٹھی تھی۔

"What?"

"your cousin..."

وہ اسے منہ چڑھاتے ہوئے مہر کو دیکھنے لگا۔

"What do you mean?"

وہ ہنسی۔

"عجیب پاگل ہے۔۔ جب میں بات کروں تو نخرہ اور اب دیکھو ذرا کام کے لیے میٹھا لہجہ۔۔۔ سو مین۔۔۔"

"شٹ اپ۔۔ سجیل۔۔۔" اس نے اسے گھورا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سحیل صاحب۔۔۔؟؟" جینی کن اکھیوں سے اسکے میسج پڑھ رہی تھی۔اس کے بلان پر اس نے اسے گھور کر دیکھا اسکے منہ سے سر کی بجائے سحیل سن کر اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"کیا میں پاگل ہوں؟؟" وہ بچوں کے انداز سے بولی۔

"مس جنت۔۔" وہ حلق صاف کرتے ہوئے بولا۔

"پہلی بات۔۔ I am your teacher سو آپ کو ہر گز اس قدر frank ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"اور دوسری بات۔۔۔ کسی کے پرسنل میسج اسطرح سے پڑھنا اچھی بات نہیں۔۔اور۔"

"تیسری بات؟؟" وہ کھکھلا کر ہنسی۔

"دیکھیئے سحیل صاحب۔۔" وہ ہنسی کو روکتے ہوئے بولی۔

"میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا آپ سے اور اب بھی کہتی ہوں۔۔۔ جس دن آپکا لیکچر سنوں گی اس دن ٹیچر بھی مان لوں گی۔۔" وہ بے اختیار بولی۔

"مطلب؟؟" اس نے بھنویں سکیڑیں۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔ میں پاگل نہیں ہوں۔۔البتہ آپکا لیکچر سننے کے بعد کچھ کہہ نہیں سکتی۔۔" وہ مزید ہنسی۔

"ویسے آپ دوست بہت اچھے ہیں۔۔۔" وہ اعترافی انداز میں بولی جبکہ سحیل اسکے تاثرات اور الفاظ پر حد درجہ پریشان تھا۔

"مہر سے بچپن کی دوستی جواب تک نبھا رہے ہیں۔۔" اسکی سوالیہ نگاہوں کو دیکھ کر وہ خود ہی بولی۔

"ویسے۔۔ مہر ہی کیوں؟؟ میرے ساتھ بھی تو آپ کھیلا کرتے ہونگے۔۔۔"

"میں سمجھ نہیں رہا کہ آپکا کہنا کیا چاہ رہی ہیں۔۔۔" وہ یکدم بولا۔

"خدا کے لیے۔۔میرا اتنا سٹیمنا نہیں کہ آپ سے بحث کر سکوں۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"اوہ!ہاتھ تو مت جوڑیئے۔" وہ ہنسی۔

"خیر۔۔آپ کوئی Song ہی سنا دیجیئے۔۔"

"Song ?"

اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"مجھے نہیں آتا کوئی سانگ وونگ۔۔۔" اس سے پہلے وہ اسکی پوری بات سنتی فوڑا اسے کھڑی ہوئی اور سب کو مخاطب کیا۔

"Hello everyone"

وہ تالی بجاتے ہوئے بولی۔

"سر سحیل کی آواز میں سنیئے۔۔خوبصورت گیت۔"

سحیل نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور بمشکل ہی مسکرا پایا۔جینی نے آنکھ مارتے ہوئے شرارت سے دیکھا۔

"پاگل ہوں نا!تو بھگتو اب یہ پاگل پن۔۔۔" وہ ہولے سے بولی۔

"کم آن۔۔" مہر بولی۔

"سحیل۔۔۔Let's start۔۔۔" اسکے ساتھ ساتھ سب تالی بجانے لگے اور اس انتظار میں تھے کہ کب وہ گیت گائے گا جبکہ سحیل غصہ سے جینی کی طرف دیکھ رہا تھا مگر وہ برابر ہنسے چلی جا رہی تھی آخر ارد گرد سب لوگوں کو اپنی جانب متوجہ پا کر اسے گانا ہی پڑا۔اسکے گانا گاتے ہی بس میں ایک گہری خاموشی چھا

گئی۔۔۔ جینی ساکت کھڑے اسے دیکھتی ہی رہ گئی کیونکہ اسکی آواز آواز نہیں جادو تھی جو اسکے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

"تو جو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
یہ مانا کہ محفل جوان ہے حسیں ہے۔"

"واؤ۔۔۔That's great!!" سب نے اسے دل کھول کر گانے کے اختتام پر داد دی مگر جینی کے منہ سے کچھ بھی نہ نکل پایا اس نے موبائل پر ریکاڈنگ کو سیو کا بٹن دبا کر سیو کیا اور شرمندہ شرمندہ سی ہو کر اسکے ساتھ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"SORRY۔۔"

جینی کچھ بول نہ پائی اسی لیے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے سامنے والی سیٹ کی Back پہ SORRY(سمائیلی کے ساتھ)page پر لکھ کر چپکا دیا۔ سحیل کو اسکے انداز پہ ہنسی آ گئی۔

"It's okay۔۔"

وہ مسکرا دیا۔

"can i take your seat now?۔"

وہ مواقع کی نزاکت کو بھانپ کر بولی۔

"تو یہ سوری۔۔۔ صرف جگہ ہتھیانے کے لیے؟؟" وہ اسکی بات سن کر ہنسا۔

"یہی سمجھ لیجیئے۔۔" وہ مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”سامعیہ؟؟زیبا؟؟ارے بھئی فون کیا تم لوگوں میں سے کسی نے بچیوں کو؟؟“ اماں بی لاٹھی زمین پہ ٹکا ئے کمرے سے باہر لاؤنج کیطرف آئیں۔

”جی اماں بی۔۔۔خیر سے پہنچ گئی ہیں۔۔۔“ زیبا فوڑا اسے بولی اور اسے صوفے پر بیٹھے چائے پینے لگیں۔

”اچھا۔۔۔میرا دل بے چین بے چین سا ہے۔۔۔“ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے پریشانی سے بولیں۔

”بے فکر رہیئے۔۔۔۔اصل میں اکیلی کبھی کہیں گئیں نہیں نا تو۔۔۔۔اس لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔۔۔“ زیبا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کو میز پر سے ٹرے میں موجود چائے کا کپ اٹھا کر دیا۔

”امممم۔۔۔ہاں۔۔۔! صحیح کہتی ہو۔۔۔اچھا سنو سامعیہ!“

”جی۔۔“ وہ کام والی کو کام سمجھاتے ہوئے رکیں۔

”ندیم کو فون کرو۔۔۔“ اسے بولو ذرا ہارون صاحب اور ان کے گھر والوں کو تو بلوا لے۔

"جی۔۔"وہ تابعداری سے بولی۔

"جنت کے امتحانات ہوتے ہی ڈیٹ فکس کر دیتے ہیں کیا کہتی ہو زیبا؟"؟ انہوں نے صرف زیبا سے ہی پوچھا جس پر سامعیہ دل برداشتہ ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

"جی۔۔اماں بی۔۔۔بہت بہتر۔۔۔وہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔"ان کا موڈ خوشگوار دیکھ کر زیبا اہم مدعے پر آئی۔

"ہاں۔۔بولو۔۔۔"

:وہ۔۔اگر ہم جنت کے ساتھ مہر کا بھی کہیں۔۔"وہ بات کرتے کرتے اماں بی کے بدلے بدلے تاثرات پر رکیں۔

"بے فکر رہو بہو۔۔اگر جنت ہمارا دل ہے تو۔۔۔مہر ہماری جان ہے۔مہر کے لیے بہت اچھا سوچ رکھا ہے میں نے۔۔۔وقت آنے پر بتاؤں گی۔۔"وہ ہولے ہولے مسکرا دیں۔

"یہ شاہ ویز نظر نہیں آرہا؟"انکا سوال سامعیہ سے تھا۔

"جی فیصل آباد گیا ہے۔۔کچھ عرصے کے لیئے اِنہوں نے دوبارہ بھیجا ہے وہاں۔۔۔"

اماں بی نے اسے بغور دیکھا۔اسکے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہیں۔

"غلطی کی یہاں آگیا۔۔اس کی ہر بات اماں بی مان رہی ہیں۔۔ٹرپ پہ بھی جا رہی ہے۔۔نہیں ہو سکتی بات پوری تو شاہ ویز ندیم کی۔۔اب آپ تبھی میری شکل دیکھیں گی جب میری بات آپ اور ابا مان جائیں گے۔۔"اس نے غصہ سے کہا،اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور یہ جا وہ جا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟"

"ن۔۔نن۔نہیں۔۔کیا ہونا ہے؟"وہ اپنے خیال سے باہر آکر زبردستی مسکرائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیسا رہا سفر؟؟"مہر اندر ہی اندر گدگدائی جبکہ جینی کو بخوبی اندازہ ہو گا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی ہے اسی لیے اس نے بس اسے گھورا اور بالوں کو ٹھیک کرنے لگی جبکہ مہر شیشے کے سامنے لپ اسٹک لگا رہی تھی۔

کچھ پوچھ رہی ہوں؟؟مہر نے تکرار کی۔

Shut upِ

"مہر۔۔سفر تھا کوئی زندگی نہیں۔۔جو پوچھے جا رہی ہو۔۔"وہ الجھ کر بولی۔

"ہو سکتا ہے ہمسفر زندگی بن جائے۔۔۔"اس نے شرارت سے کہا۔

--very funny

"تمھارا سجیل تمھیں ہی مبارک ---ویسے بھی

"---I am already engaged

وہ شوخ انداز سے مسکرائی۔

"engaged

---ہا---ہا---کہاں ہے engangement ring؟ "

اس نے طنزیہ کہا جس پر اس نے بیگ کی pocket میں سے ring نکالی اور ہاتھ میں پہن کر ہاتھ کو لہر ایا۔

"یہ لو--اب ٹھیک--"وہ غصہ سے بولی جس پر مہر کو ہنسی آگئی۔

"اب ہنستے ہی رہنا ہے؟؟ چلو سب ویٹ کر رہے ہونگے بازار کے لیے نکالنا ہے---چلو--:وہ منہ کو بسور کر بولی اور ہینڈ بیگ کندھے پر لٹکایا موبائل پکڑا اور باہر نکلنے کے لیے دروازہ کھولا۔

"رکو--"مہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا۔

"کیا ہے؟؟"وہ چیخی۔

"لپ اسٹک تو لگا لو--"اس نے اسکو لپ اسٹک لگانا چاہی۔

"تو نے لگا لی نا---تو کافی ہے---چل اب--"اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور باہر لے آئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہوٹل میں سب اسٹوڈنٹس بہت زیادہ پرجوش تھے۔ سرخی مائل سرد شام نے سبھی کو دیوانہ بنادیا تھا۔ مفلر، اسکارف اور ٹوپیاں لیے سبھی سردی سے کپکپارہے تھے۔ سب کو شام کی Timing بتائی گئی۔ رات دس بجے سب کو ہاٹل پہنچنے کے لیے کہا گیا۔

مال روڈ بازار میں لوگوں کی کافی گہما گہمی تھی۔ دونوں نے کافی کے کپ لیے اوپر کیطرف بازار کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ اسی اثناء میں مہر کا فون رنگ کیا۔

"جی۔۔۔ ابو۔۔ بالکل ٹھیک ہیں۔۔ مال روڈ پہ ہیں ہم۔۔ یہ لیں جینی سے بات کریں۔۔۔" اس نے فون کو جینی کے ہاتھ میں تھمایا۔

"جی۔۔ ماموں ٹھیک ہوں۔۔ گھر میں کیسے ہیں سب؟؟ میں بھی آپ سب کو بہت مس کر رہی ہوں۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بات کر رہی تھی۔

"اچھا۔۔ یہاں سگنل پرابلم ہے ذرا۔۔ رات کو کال کرتے ہیں۔۔" اس نے فون رکھا اور دونوں شاپنگ کرنے میں محو ہو گئیں۔

"یار۔۔ مجھے نہیں چاہیئے یہ۔۔ تو لے یہ سب۔۔ میں تب تک jewllery لے کر آئی۔" وہ اسے گلاسز دیکھتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

"دو منٹ۔۔ رک جا۔۔" مہر نے التجائیہ کہا۔

"بے فکر رہ۔۔ میں دو منٹ میں آئی۔" جنت نے کہا۔

"یار۔۔۔ اکھٹے ہی چلتے ہیں ناں!"

"اچھا۔۔ ٹھیک ہے۔۔" وہ منہ بنا کر بولی اور اسے گلاسز پسند کرتے ہوئے دیکھ کر عجیب وغریب منہ بنا کر منہ میں بڑبڑانے لگی۔

"بڑی آئی ملکہ پکھراج۔۔" وہ اپنی ہی بات پہ ہنس دی۔

"کہاں ہو تم؟؟ ہم لوگ آئس کریم شاپ کے سامنے ہیں۔" وہ غالباً سجیل سے ہی بات کر رہی تھی۔

"چلو۔۔" اس نے فون رکھا اور جینی سے بولی۔

"کہاں؟؟" جینی نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔

"ریسٹورنٹ۔۔۔" وہ ہنس دی۔

"مگر۔۔ میری جیولری؟؟ مہر۔۔۔ بہت بری ہو تم۔۔۔" وہ بولے جا رہی تھی جبکہ مہر اسکا ہاتھ پکڑے اسے عثمانیہ ہاٹل کی طرف لے کر جا رہی تھی۔

"صبح لے لینا میری جان۔۔۔۔"

"جان کی کچھ لگتی۔۔ جی چاہتا ہے تیری جان لے لوں۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

:اوہ! خیر۔۔ کون کس کی جان لے رہا ہے؟؟" ہادی آئس کریم کھاتے ہوئے آگے بڑھا۔

"تم سے مطلب؟؟" جینی بے نیازی سے بولی جس پر مہر نے اسے گھورا۔

"اف ف ف ہو۔۔۔" ہادی نے سانس بھر کر کہا۔

"اوئے یہ موڈ آف کیوں ہے تمھارا؟؟"

"موڈ نہیں دماغ آف ہے میرا۔۔۔ مجھ سے بات مت کرو۔۔۔" وہ جل کر بولی۔

"ہادی۔۔" مہر نے اسے اشارۃً بات کرنے سے منع کیا۔

"یہ رمشا کہاں ہے؟؟" اس نے بات بدلی۔

"سب اوپر ویٹ کر رہے ہیں تم دونوں کا۔۔ تم دونوں already بہت لیٹ ہو چکی ہو۔" ہادی نے اطلاع دی اور فوراً اسے ہاٹل کی سیڑھیاں چڑھنے لگا ساتھ ہی ساتھ وہ دونوں بھی اسکے پیچھے جانے لگیں۔

"بیٹا۔۔اتنی دیر؟؟ کہاں رہ گئے تھے آپ لوگ؟؟" پرنسپل نے آگے بڑھ کر دریافت کیا۔

"سوری سر۔۔وہ۔۔بس شاپنگ میں مصروف تھے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔" مہر نے شرمندگی سے کہا۔

"چلو۔۔آؤ۔۔بیٹھو۔۔" پرنسپل مسکرا دیے۔

ایک لمبی قطار میزوں کی لگی تھی اور اسکے آمنے سامنے کرسیاں رکھی ہوئیں تھیں۔۔۔مہر کے ساتھ ہی جنت بیٹھی جوں ہی وہ بیٹھی اسے احساس ہوا کہ مہر گدگدا رہی ہے اس نے فوڑا اسے اسکی طرف دیکھا اور اشارۃً وجہ دریافت کی۔جواباً مہر نے اسے آنکھ ٹکائی اور اسکے سامنے والی سیٹ کی طرف اشارہ کیا جہاں سحیل بیٹھا سوپ پی رہا تھا۔ جینی نے اسے دیکھ کر منہ پھلایا اور اٹھنے ہی لگی تھی کہ پرنسپل فوڑا بولے۔

"کیا بات ہے جنت بیٹا؟؟ Is there any problem"

"نو۔۔نو۔۔سر۔۔۔" وہ رک رک کر بولی اور فوڑا سے بیٹھ گئی جس پر سحیل نے آنکھ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور اگنور کیا مگر اسکے بائیں ہاتھ پر پہنی انگوٹھی کو دیکھ کر چند سیکنڈ کے لیئے وہ کھانا کھاتے رک ضرور گیا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایکسکیوزمی سر۔۔" رمشا سحیل کو ہاٹل کے کاریڈور سے جاتا دیکھ کر فوڑا آگے بڑھی۔

"جی۔۔"

"سر۔۔وہ۔۔اصل میں۔۔۔" وہ تھوڑا کنفیوز ہوئی۔

"رمشا آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟؟" وہ اسکے انداز کو دیکھ کر پریشان ہوا۔

"سر۔۔وہ مجھے ہادی سے کچھ کام تھا۔۔۔اگر۔۔"

"ایکسکیوزمی۔۔" اس س پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی سجیل نے اسکی بات کاٹی اور فورًا اسے آگے بڑھ گیا جبکہ رمشا منہ پھلائے ہی رہ گئی۔

"اللہ کرے۔۔ آپکو بھی محبت ہو،،، پھر دیکھوں گی اتنی رومینٹک جگہ پر کیسے۔۔۔" وہ رکی۔

"ایکسکیوزمی۔۔" وہ واپس مڑا۔

"آپ نے مجھ سے کچھ کہا؟؟"

"نن نہیں۔۔۔ نہیں۔۔ تو۔۔" وہ کندھوں کو اچکا کر مسکرائی۔

"دیکھیں رمشا۔۔ آپ کو ہادی سے جو بھی کام ہو وہ دس بجے تک بلا جھجک کریں۔۔ اسکے بعد کی پرنسپل کیطرف سے پرمیشن نہیں۔۔۔ امید ہے۔۔ آپ سمجھ گئی ہوں گی۔" سجیل نے کالر پر لگی عینک کو اتارا اور آنکھوں پہ لگا کر چل دیا۔ جبکہ رمشا اثبات میں گردن ہلاتے ہی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم آرہے ہو کہ نہیں؟؟" یہ مہر تھی جو روم کی کھڑکی میں کھڑی موسم کا مزا لیتے ہوئے فون پر سجیل سے دھمکی آمیز لہجہ میں بات کررہی تھی۔

"مہر۔۔ پاگل ہوگئی ہو کیا؟ جو بات کرنی ہے فون پہ کرو۔۔۔" وہ بیڈ پہ آموجود ہوا اور اپنا مفلر اتار کر کمبل اوڑھنے لگا۔

"فون پہ نہیں نا۔۔۔ دیکھو ذرا موسم کتنا مزے کا ہے نا!!" وہ بچوں کیطرح بولی۔

"مہر۔۔ آجاؤ۔۔۔ بند کرو کھڑکی کو یار۔۔۔ ٹھنڈ بہت ہے۔۔" جینی چلا کر بولی اور سردی سے کپکپاتے ہوئے کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔

"کھڑکی بند کرو۔۔ اور اپنی کزن کا خیال رکھو۔۔۔ صبح بات ہو گی۔۔"

"ایک منٹ۔۔"مہر فوراً بولی۔

"اب کیا؟؟"وہ زچ ہو کر بولا۔

"تمھیں بڑی فکر ہے اسکی۔۔۔"

"کس کی؟؟"وہ سوالیہ بولا۔

"تم بہتر جانتے ہو کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں۔۔۔"

"...I damn care"

وہ جل کر بولا۔

"اوئے۔۔ہیلو۔۔ہیلو۔۔۔کیا ہوا تمھیں؟؟"وہ چونکی۔

"کچھ نہیں۔۔۔"وہ چڑ کر بولا۔

"مہر۔۔اس باپ سے صبح بات کر لینا۔۔۔میری قلفی جم جانی ہے۔۔"وہ کانپتے ہوئے بول اور ساتھ ہی ساتھ خشک خوبانی کھانے لگی۔ جینی کے یہ الفاظ اسکے کان میں پڑے ہی تھے کہ وہ آگ بگولہ ہوا۔

"بہت ہی بُری زبان ہے تمھاری کزن کی۔۔۔زندگی برباد ہو گی اسکے منگیتر کی تو۔۔۔"اس نے پٹاخ کر فون بیڈ پر رکھا جبکہ مہر ہیلو ہیلو ہی کرتی رہ گئی۔

مہر نے کھڑکی کو بند کیا اور پردہ آگے کیا اور جینی کی جانب متوجہ ہوئی جہاں وہ ریموٹ پکڑے اور خشک خوبانی کھاتے ہوئے ٹی وی پہ پروگرام دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"بہت غلط بولا تم نے۔۔۔"وہ اسکے پاس آ بیٹھی۔

"کیا۔۔؟"وہ مسکراتے مسکراتے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"اوہ! اچھا۔۔۔وہ۔۔"وہ کھکھلائی۔

"تم کھڑکی پہلے بند کر دیتی تو نوبت ہی نہ آتی غلط بولنے کی۔" وہ مزید ہنسی۔

"سگنل کم تھے تبھی کھڑکی کھولے بیٹھی تھی۔۔ اچھا۔۔ اب تم ہنسنا بند کرو۔۔۔ خفا ہو گیا مجھ سے۔۔" مہر اداسی سے بولی اور کمبل کو اوڑھا۔

"تو؟؟ صبح مل لینا نا! ابھی دیکھ ذرا کتنے مزے کے مناظر ہیں یہ۔۔" وہ ٹی وی دیکھتے ہوئے بولی۔

"ام م م م۔۔۔ اچھا۔۔ لاؤ مجھے بھی دو۔۔۔" اس نے اس سے خشک خوبانی لی اور کھاتے ہوئے ٹی وی دیکھنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"گیٹ ریڈی فار پتھریاٹا۔۔۔" رمشا روم میں چائے لے کر آئی جبکہ وہ دونوں شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر تیار ہو رہی تھیں۔

"ہمارے لیے نہیں لائی؟؟" اسکی خبر سے بڑھ کر مہر کیلیے اسکے ہاتھ میں پکڑی چائے اہم ثابت ہوئی۔

"لائی ہوں ناں؟؟" رمشا ہنسی۔

"کیا؟؟" مہر نے اسے گھورا۔

"لاؤ پھر؟؟" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"خبر لائی تو ہوں۔ اور دے بھی دی اور کیا دوں؟؟" رمشا ہنسی۔

"اف ف ف۔۔۔" مہر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"کہاں دماغ کھپا رہی ہو مہر۔۔" جنت نے مفلر کو گلے میں ڈالا کیپ پہنی اور شوز پہننے لگی۔

"بہتر یہی ہے کہ خود چلتے ہیں۔"

"اوہ! تو تم چائے کی بات کر رہی ہو۔۔۔ یہ تو ہادی نے لا کر دی ہے۔۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسکی بات پہ جنت نے منہ چڑھایا جس پر مہر ہنس دی۔

کیا ہوا؟؟ رمشا خاصا کنفیوز ہوئی۔

"کچھ نہیں۔۔" جنت فوراً سے بولی۔

"I am ready چلو مہر۔۔۔۔"

"ہاں چلو۔۔" دونوں نے بیگ لیا اور باہر آ گئیں۔

"ویسے میں نے کچھ بتایا ہے تم دونوں کو۔۔۔" رمشا ان کے پیچھے پیچھے آئی۔

"ہاں پتہ ہے۔۔۔پتھریاٹا Get ready for۔۔۔" دونوں مل کر بولیں۔

"مگر پہلے سردی تو control ہو جائے۔۔" مہر بازار میں آئی اور تینوں کافی شاپ کے سامنے رکیں، کافی لی اور چلتے چلتے پینے لگیں۔

"یار۔۔۔ I am too much excited۔۔" رمشا پُرجوش ہو کر بولی۔

"تمھیں ہونا بھی چاہیئے۔۔۔" مہر نے مذاحیہ انداز سے کہا۔

"وہ کیوں؟؟" جنت ہولے سے بولی۔

"ہادی۔۔" مہر بھی ہولے سے بولی اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"یہ تم لوگ کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں مجھے تنگ کرنے کا۔۔۔" رمشا قدرے خفگی سے بولی۔

"اچھا چل ناراض نہ ہو۔۔۔وہ دیکھ ہادی۔۔" جنت نے اسے اشارۃً کہا جس پر اس نے اُسے پیچھے دیکھا مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ایک بار پھر سے دونوں قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"دفع ہو جاؤ تم دونوں۔۔۔" وہ جل کر بولی مگر اندر ہی اندر خود بھی گد گدائی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چلو چائے ختم کرو۔۔۔ سر کا میسج آیا ہے۔۔"مہر نے موبائل پہ میسج پڑھتے ہی دونوں سے کہا۔

"ہاں چلو۔۔۔"دونوں اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگیں اور جہاں گاڑی تھی وہاں آ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پتھریاٹا کا سفر شروع ہوا۔جنت کے اصرار پر رمشا کو اسکے ساتھ بیٹھنا پڑا جبکہ مہر سجیل کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

"سجیل۔۔۔ایک بات تو بتاؤ؟؟ "مہر نے کھڑکی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس سے بولی۔

"ہاں۔۔بولو۔۔۔؟"سجیل سوالیہ بولا۔

"یہ تمھیں جنت کی مگنی کا کیسے پتہ؟؟"

" ring----obviously"

"اسکے ہاتھ میں تھی۔"

"امم م۔۔۔"وہ شرارتی انداز سے اسکو دیکھنے لگی۔

"کیا؟؟؟"اس نے اسے گھورا۔

"اب شروع مت ہو جانا تم بھی۔۔۔۔"وہ بےزار ہوا۔

"تم بھی؟؟ مطلب؟؟"وہ پھر سے ہنسی۔

"مہر۔۔میں یہاں سے چلا جاؤں؟؟؟"

"او۔۔ہو۔۔مذاق کر رہی تھی۔۔۔"وہ پھر سے ہنسی۔

"اچھا۔۔۔چھوڑو یہ سب۔۔۔بتاؤ کیا کچھ Sketch؟؟"

"ہاں۔۔۔مگر اتنا اچھا نہیں Sketch کر پایا۔"وہ افسردہ ہوا۔

"کیوں بھئی؟؟ picture لی اسکیچ کی؟؟"

"ہاں۔۔"اس نے موبائل کا لاک کھولا اور گیلری میں لی گئی تصاویر اسے دیکھانے لگا۔

"امم م۔۔ ٹھیک تو ہے۔۔"اس نے اسکیچ کو زوم کیا اور اسکی دل کھول کر تعریف کی مگر پھر زوم کرتے ہوئے اسکا دھیان پہاڑی کے پاس کھڑی لڑکی پر رک سا گیا جو ہو بہو جنت کی عکاسی کر رہی تھی۔

وہ چونکی۔

"کیا ہوا۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟؟ پتہ ہے مجھے اچھی نہیں۔۔۔ آج دن میں بناؤں گا۔۔۔ امید ہے اچھا بنے گا اسکیچ۔۔۔"اس نے فورًا سے موبائل اسکے ہاتھ سے لیا۔

"امم م۔۔ اچھا۔۔"مہر نے فورًا سے اپنا سیل نکالا اور رمشا کو میسج کیا کہ وہ سجیل سے requset کرے کہ اسے مہر سے کچھ کام ہے تو وہ اسکی جگہ پر دو منٹ کے لیے جا کر بیٹھے جو ابًا رمشا نے سامنے سیٹ کیطرف مڑ کر دیکھا اور پوچھنا چاہا کیوں؟؟ مگر مہر نے اشارۃً ہی اسے فورًا سے اسکی بات پر عمل کرنے کا کہا۔

دوسری طرف گاڑی میں کافی ہلا گلا ہو رہا تھا ہر کوئی موج مستی میں محو تھا۔ جبکہ یہاں جنت اپنی سائیڈ کا شیشہ کھولے موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"یار۔۔ رمشا۔۔ ٹھنڈ کس قدر ہے ناں!"وہ آنکھیں بند کیے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔

"دیکھ ذرا میرے ہاتھ کس قدر ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔۔"اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا اور مسکرا دی مگر اسے عجیب سا محسوس ہوا، عجیب سا محسوس تو ہونا ہی تھا کیونکہ رمشا کی جگہ وہاں سجیل آ کر جو بیٹھا تھا۔

"آپ؟؟ یہاں۔۔"اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اس نے فورًا سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور ادھر اُدھر نظر دھرائی۔

رمشا نے اسکی طرف دیکھ کر کندھے اچکائے اور کانوں کو ہاتھ لگا کر سوری کرنے لگی جبکہ مہر ہنس رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر شیشے کو بند کرلیں تو سردی کا احساس نہیں ہو گا۔۔۔" وہ نصیحت کرتے ہوئے مسکرایا جس پر جنت نے تیوری چڑھائی اور نہ چاہتے ہوئے بھی شیشے کو بند کیا۔

"یہاں بیٹھنے کی وجہ؟؟" وہ غصہ کو کنٹرول کرنے لگی۔

"ریلیکس۔۔ آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔"

"کیا بات؟؟"

"آپکو اگر بُرا نہ لگے تو۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"اگر مجھے بُری لگنے والی بات ہے تو پلیز۔۔ اس وقت میرا موڈ بہت اچھا ہے۔۔۔ اور میں نہیں۔۔۔ چاہتی کہ میرا موڈ خراب۔۔۔" سحیل نے ہنس کر اپنی بات مکمل کی۔

"ویسے جنت۔۔۔ آپ کو مجھ سے کوئی خاص مسئلہ ہے تو you can share۔۔۔" وہ دوستانہ انداز میں بولا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔" اس نے ہینڈز فری کو کانوں میں لگایا اور گانے سننے لگی جبکہ سحیل اس کا یہ انداز دیکھ کر خود ہی چپ ہو گیا اور گاڑی میں موجود باقی لوگوں کیطرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ مہر کا دھیان ان دونوں پر ہی تھا وہ اندر ہی اندر جنت کو تنگ کر کے خوش ہو رہی تھی۔

"یہ مجھے ادھر بلانے کی وجہ؟؟" رمشا نے سوال کیا۔

"بس ایسے ہی۔۔ دل کیا تیرے سے باتیں کرنے کو۔۔"

"آ۔۔ہا۔۔ سب سمجھتی ہوں۔۔۔ بے وقوف مت سمجھ۔۔"

"سمجھتی ہے تو پوچھ کیوں رہی ہے؟؟" مہر مسکرائی۔

"کنفرم کرنے کے لیے نا۔۔" وہ آنکھ مار کر بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بچو۔۔۔جسکو جو بھی کھانا ہو۔۔ کھا سکتا ہے۔۔لیکن اتنا نہیں کہ واش روم میں جانا پڑے۔۔"پرنسپل سمیع خلاف توقع مذاحیہ ندازسے بولے جس پر سب لوگ ہنس پڑے۔

"اس کے بعدchair lift کے لیے ریڈی رہیئے گا۔۔۔شام کا کھانا یہیں پہ۔۔۔یہاں camp لگ جائے گا۔۔۔رات وہاں stay ہو گا اور پھر صبح نتھیا گلی۔۔۔"

انہوں نے ساری تفصیل بتائی اور پھر سب کو باری باری گاڑی سے اترنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں گئی تھی تو؟؟"جنت نے رمشا کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا جب وہ گاڑی سے نیچے اتر رہی تھی۔

"یار۔۔سر نے کہا۔۔۔اب میں نہ کیسے کر سکتی تھی۔۔"وہ معصومانہ اندازسے بولی جس پر مہر کو ہنسی آگئی کیونکہ رمشا اس کے کہنے پر ہی یہ بول رہی تھی۔کہ وہ اسکی بجائے سحیل کا نام لے کہ اس نے سیٹ تبدیل کرنے کا کہا۔

"اس سے اچھا تھا میں آتی نہ یہاں۔۔"وہ غصہ کو قابو کرنے لگی۔

"Anyway"

۔۔۔اس نے بالوں کو پیچھے کیا، غصہ کو کنٹرول کیا۔

"---Next time be careful "

"اوہ!ہو۔۔جینی۔۔۔doesn't matter یار۔۔"مہر آگے بڑھی۔

"تیرا دوست ہے میرا نہیں۔۔"وہ چلتے چلتے بول رہی تھی۔

"کیا یہ کم ہے کہ تو اور میں ایک دوسرے سے ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کر سکتے۔۔جب دیکھو۔۔۔وہ حاضر ہوتا ہے ہم دونوں کے بیچ میں جیسے کوئی کلاس روم ہو اور اسکی حاضری ضروری ہو۔۔۔اف ف ف۔۔"وہ دانت پیس کر بولی۔

"اچھا۔۔اب غصہ چھوڑو۔۔"رمشا بولی۔

"Excuse me girls"

"غصہ ہی کھانا ہے آج کہ کھانا بھی کھائیں گی؟؟"سحیل اپنی عادت کے مطابق شرارتی انداز سے بولا جس پر مہر اور رمشا قہقہہ مار کر ہنس دیں لیکن جنت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسکا سر پھوڑ دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مہر۔۔۔تو آخر چاہتی کیا ہے؟؟دوست وہ تیرا ہے اور تو اسے جنت کے ساتھ سیٹ کرنے میں لگی ہے"۔۔۔کھانا کھانے کے بعد دونوں ڈھابے کی میز پہ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں جبکہ جنت ڈھابے والے سے کافی لینے میں مصروف تھی۔

"رمشا۔۔جنت کو کبھی possessive ہوتا نہیں دیکھا میں نے۔۔۔کبھی چڑتا ہوا نہیں دیکھا جسطرح سے وہ سحیل کو لے کر ہوتی ہے۔۔بس وہ اپنی مگنی کو لے کر ایک خلا میں گردش کر رہی ہے۔۔"رمشا نے پانی کے گلاس کو منہ لگایا اور پینے لگی۔

"ہاں۔۔کہہ تو صیح رہی ہو۔۔۔"رمشا نے بھی اسکی بات سے اتفاق کیا۔

"مگر تم جو کرنے کے لیے کہہ رہی ہو۔۔اس سے وہ سحیل سر کا قتل کر دے گی۔۔"وہ مسکرائی جبکہ اسکی بات پر مہر بھی ہنس دی۔

"نہیں ہوتا کچھ بھی۔۔۔سحیل گرم مزاج آدمی نہیں۔۔"

"He will handle her"

"۔۔۔اچھا اب چپ۔۔ آرہی ہے وہ۔۔" مہر فوراً اسے بات مکمل کرتے ہوئے نارمل انداز میں بیٹھی۔

"لیجیئے گرما گرم کافی۔۔۔اپنی مرضی کی بنوائی ہے۔" اس نے ٹرے کو میز پر رکھا اور ایک کپ اٹھا کر کافی کا گھونٹ بھرا۔

"مزا نہ آیا تو پیسے واپس۔۔۔" وہ خوشگوار موڈ میں بولی جس پر رمشا اور مہر دونوں ہنس دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اور رمشا کے plan کے مطابق چیئر لفٹ پر بھی سجیل اور جنت اکھٹے بیٹھے۔۔۔جنت کو اب کی بار بھی بہت غصہ آیا مگر وہ چپ کر گئی اسے اس سارے معاملے میں سجیل ہی قصوروار نظر آیا وہ سمجھ ہی نہ پائی کہ شروع سے لے کر اینڈ تک مہر اور رمشا ہی سجیل کو پھنسا کر اسے تنگ کر رہی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

'چاول بنے ہیں دیگ میں۔۔یونی کے cook نے خود بنائے۔۔۔" رمشا کیمپ میں آئی جہاں وہ دونوں موجود تھیں۔

"مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔۔" جنت منہ پھلا کر بولی۔

"ام م م۔۔۔" مہر نے جنت کو معنی خیز نظروں سے دیکھا مگر پھر رمشا سے بولی۔

"ظاہری سی بات ہے cook ہی بنا سکتا ہے ناں! ویسے دیگ آئی کہاں سے؟؟"

"چلو۔۔ویسے مہر بڑا ہی بے تکا سوال ہے یہ۔۔ بھوک بہت لگی ہے مجھے تو۔۔ آؤ چاول لے آئیں۔ تکہ بریانی بنائی ہے۔۔" رمشا مزے سے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"رک۔۔لوہا گرم ہے جانی۔۔۔مزہ تو اب آئے گا۔۔"مہر نے رمشا کو آنکھ ماری اور ساتھ ہی فون پکڑ کر میسج ٹائپ کیا۔

".Hi , sajeel kindly take meal for us please"

"مہر۔۔یار۔۔یہ کیا؟؟غصہ دیکھا ذرا جینی کا۔۔کہیں۔۔"وہ اسکے پاس کھڑی سرگوشی کرنے لگی۔

"ریلیکس۔۔کچھ بھی ہو۔۔۔مگر نتائج مثبت ہونگے۔۔۔damn sure۔۔"وہ پورے وثوق سے بولی۔

"..I don't think so"

رمشا کندھے اچکا کر بولی۔

"جاؤ اب دونوں کھانا لے آؤ۔۔" جینی دونوں کو کانوں میں باتیں کرتا دیکھ کر موبائل فون سے نظر ہٹا کر بولی۔

"وہ آتا ہی ہو گا۔۔"مہر بولی جس پر رمشا نے اسے کہنی ماری۔

"کون؟؟"وہ چونکی مگر پھر خود ہی بولی۔

"کہہ دینا اسے مجھ سے بات مت کرے۔۔"وہ جل کر بولی۔

"کیوں؟؟"رمشا انجان بنتے ہوئے بولی۔

"یہ کیوں کا جواب اب تم دونوں کو اچھے سے پتہ ہے۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتی سجیل ان کے کیمپ میں داخل ہوا۔

اسے دیکھتے ہی اس نے گھور کر اسے دیکھا اور پھر منہ پھیر کر بیٹھ گئی۔

"سجیل۔۔ہاں۔۔آؤ۔۔شکریہ یار بہت بہت۔۔"مہر بے تکلف ہو کر بولی۔

"سر آپ نے کھانا کھالیا؟؟ "رمشا بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں کھانے ہی والا تھا کہ مہر کا۔۔۔"

"تو تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھالو نا! "مہر اسکی بات کاٹ کر تیزی سے بولی جبکہ جنت کو مزید غصہ آنے لگا تھا۔ بھوک تو اسے بہت لگی تھی مگر سجیل کی یوں مہر کے ساتھ بے تکلفی اسے اندر ہی اندر جلا رہی تھی۔ سجیل نے مہر کو اشارۃً جنت کی بے رخی کی وجہ پوچھی جس پر مہر نے کندھوں کو بے نیازی سے اچکایا اور کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔

"میں بات کروں؟؟" وہ ہولے سے بولا۔

"پتہ نہیں۔۔۔مجھے تو بہت بھوک لگی ہے۔۔۔رمشا چلو شروع کرو تم بھی۔۔"وہ میز پر پلیٹ رکھے ہاتھ سے چا ول

کھاتے ہوئے بولی۔

"جسے بھوک لگی ہو گی خود کھالے گا۔۔۔میرا مطلب کھالے گی۔۔"وہ طنزیہ بولی جنت نے مزید غصہ کو قابو کرنا چاہا۔

"چلو۔۔سجیل کھالو تم۔۔۔"اس نے رمشا کو دیکھا اور پھر سجیل سے کہا۔ مگر سجیل تھا کہ چاولوں کی بھری ہوئی پلیٹ کو اٹھایا اور جینی کے پاس آموجود ہوا جہاں وہ زمین پہ کئے بستر پر منہ پلٹ کر بیٹھی موبا ئل فون ٹٹول رہی تھی۔ رمشا نے مہر کو آنکھوں سے اشارہ کیا مگر مہر نے بے فکر ہو کر اسے اشارہ کیا اور کھا نا کھانے میں

مصروف ہوئیں۔

"جنت۔۔۔"اس نے نام لینا ہی تھا کہ جنت کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"کیا بات ہے؟؟ آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟؟" وہ سوال پہ سوال پوچھنے لگا مگر وہ چپ ہی رہی۔ اس نے پلیٹ کو میز پر رکھا اور اسکے سامنے آموجود ہوا۔

"طبعیت تو ٹھیک ہے آپکی؟؟ کوئی مسئلہ ہے تو۔۔۔" اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا جنت بھڑک کر بولی۔

"تم ہو مسئلہ۔۔۔ تم۔۔"

مہر اور رمشا فوڑا اسے اٹھیں اور اسکے پاس آموجود ہوئیں جبکہ سحیل کی آنکھیں اسکا یہ رویہ دیکھ کر کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"جینی۔۔ پاگل ہو گئی ہو؟؟ کیا بول رہی ہو تم؟؟" مہر اسے ڈانٹ کر بولی۔

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمھارا۔۔ سر کھانا لے کر آئے ہیں اور اوپر سے تم۔۔۔" رمشا بھی گرم مزاجی سے بولی۔

"انہوں نے کر دیا ہے دماغ خراب۔۔۔ سکون ہی نہیں انہیں اور نہ سکون لینے دیتے ہیں۔۔ نہیں کھانا مجھے کوئی کھانا وانا۔۔۔" وہ بے زار ہو کر بولی۔

"انہیں کہو جائیں یہاں سے۔۔"

"سحیل۔۔۔ سوری۔۔۔ تم ابھی۔۔" مہر کی بات پوری نہیں ہوئی کہ سحیل بولا۔

"ایک منٹ۔۔۔" اس نے مہر کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"کیا مسئلہ ہے آپکو مجھ سے؟؟ بولو۔۔" وہ قدرے عاجزی سے ہی بولا مگر وہ نقاہت سے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مسئلہ نہیں مسائل۔۔ پہلے گاڑی میں میرے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔۔ پھر رمشا کو اٹھا کر خود اسکی جگہ پہ میرے ساتھ بیٹھنے کا بہانہ ڈھونڈا۔۔۔ اور مہر تو جیسے یہاں آپ سے باتیں کرنے آئی ہیں۔ میرے لیے اسکے پاس وقت ہی نہیں۔۔ اور پھر چیئر لفٹ پہ بھی۔۔ اف ف۔۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور اب۔۔؟؟"

"جینی۔۔۔چپ کر جاؤ۔۔"مہر نے اسے اسکے بازو سے پکڑ کر غصہ سے ہلایا۔

"نہیں بولنے دو اسے۔۔۔"سحیل ٹھٹھک کر رہ گیا۔

"اور تم بھی انہی کی وجہ سے ایسے Behave کر رہی ہو، میرے بغیر ہی کھانا کھا رہی ہو۔۔۔اور اب پلیز سحیل صاحب یہاں سے جائیے۔۔۔"اس نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر گہرے تاثر سے گزارش کی۔

"سر۔۔۔سوری۔۔"رمشا شرمندہ ہوئی۔

"نو۔۔اٹس۔۔او۔کے۔۔"وہ بمشکل ہی ہنسا تھا جبکہ اس کا پورا دھیان جنت پہ ہی تھا۔

"سوری۔۔جنت۔۔Anyway کھانا کھا لیجیئے گا۔"

وہ فوراً ہی وہاں سے نکل مگر جنت کی باتیں سن کر رہ بجھ سا گیا تھا وہ چاہ کر بھی اسے کچھ بھی واضح نہ کر پایا۔

"لے جایئے یہ کھانا بھی۔۔یا ایسا کیجیئے یہاں کھا کر ہی جایئے مہر کے ساتھ۔۔"وہ اونچا اونچا بولی۔ مگر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

"کیا حرکت ہے یہ؟؟ تمیز بھول گئی ہو تم؟؟ اتنا کچھ تو نے بولا پھر بھی وہ سوری کر کے گیا ہے۔۔۔ تف ہے تم پہ۔۔۔"مہر خاصی رنجیدہ ہوئی مگر اسے جینی پہ بہت غصہ آیا۔

"تم بھی مجھے ہی بولنا۔۔۔میں ہی چلی جاتی ہوں یہاں سے۔۔۔"وہ اٹھی، اپنا موبائل اٹھایا اور روتے ہوئے فوراً سے کیمپ سے نکل گئی۔

"جینی۔۔جینی۔۔۔رکو۔۔"وہ اسکے پیچھے بھاگی مگر پھر سر سمیع کو آتا دیکھ کر رک گئی۔ جو ابھی وہاں ٹہلنے کے ارادے سے آئے تھے۔ جنت پہ تو ان کی نظر پڑی نہیں تھی لیکن مہر کو وہ دیکھ چکے تھے۔

"کیا ہوا مہر بیٹا؟؟ اس ٹائم باہر۔۔؟؟"وہ باہر راؤنڈ لے رہے تھے۔

"جی۔۔وہ۔۔" اسکا سانس پھولا ہو تھا تبھی رمشا بولی۔

"وہ سر۔۔۔اندر گھٹن محسوس ہو رہی تھی تو۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"امم م۔۔۔اچھا۔۔ویسے ٹھنڈ بہت ہے باہر۔۔۔ حیرت ہے کہ آپ دونوں کو اندر گھٹن ہو رہی ہے۔۔۔" وہ کھکھلا کر ہنسے۔

"چلیئے۔۔۔دس منٹ ٹہل لو۔۔اسکے بعد اپنے کیمپ میں

جاؤ۔۔ویسے بھی۔۔۔جنت نظر نہیں آ رہی؟؟"

"جی۔۔" دونوں ہکلائیں۔

"وہ۔۔سر۔۔۔۔وہ اندر۔۔۔" دونوں زبردستی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائیں۔

"اچھا۔۔" وہ کیمپ کی طرف بڑھنے ہی والے تھے کہ دونوں فوراً سے بولیں۔

"وہ۔۔سر۔۔۔وہ تو سو رہی ہے۔۔"

"امم م۔۔۔۔اچھا۔۔۔" وہ کچھ سوچنے لگے مگر پھر سحیل کے چائے لانے پر وہ مسکرا دیئے۔

"Thanks my boy"

"میں کیمپ میں چلتا ہوں۔۔۔ جتنی دیر یہ بچیاں باہر ہیں تم ان کے ساتھ رہو۔۔ مگر صرف۔۔۔" انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

"جی۔۔سر۔۔صرف دس منٹ۔۔۔" رمشا قدرے مسکرا کر بولی، سر سمیع مسکرائے اور اپنے کیمپ میں چلے گئے جہاں ایک دو اور پروفیسر صاحب پہلے سے موجود تھے۔

"یہ۔۔اتنی جلدی سو گئی ہے؟؟" سحیل استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"نہیں۔۔" مہر مایوسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے؟؟سب ٹھیک تو ہے ناں؟؟ "وہ ہنستا ہوا ایکدم سنجیدہ ہوا۔

"وہ۔۔۔ تمھارے جانے کے بعد۔۔۔"مہر چپ ہو گئی۔

کیا؟؟؟

"وہ۔۔سر۔۔۔مہر اور جینی میں لڑائی ہوئی تو جینی غصہ سے اٹھ کر یہاں سے چلی گئی۔"رمشا رک کر بولی۔

"چلی گئی؟؟کہاں؟؟"وہ ہڑبڑایا۔

"اسطرف۔۔۔"مہر نے اشارۃً بتایا۔

"سمیع سر کو تو نہیں بتایا؟؟"اس نے تصدیق کرنا چاہی۔

"نہیں۔۔"دونوں نے نفی میں گردن ہلائی۔

"Thank God--"

اس نے سکون کا سانس لیا۔

"ضرورت ہی کیا تھی مہر؟؟جب میں نے خود ہی معذرت کر لی تھی تو۔۔۔اینی وے۔۔۔جاؤ تم لوگ اندر۔۔۔اور ہاں فون ہاتھ میں رکھنا۔۔یہاں کسی کو پتہ نہ لگے کہ جینی غائب ہے۔۔"وہ فوڑا اسے بولا اور مہر کی بتائی ہوئی جگہ کی جانب بھاگ گیا۔

"مجھے کیا پتہ تھا رمشا یہ پاگل لڑکی یہ حرکت کرے گی۔۔۔"مہر چلتے چلتے کیمپ تک آئی اور رونے لگی۔

"مہر۔۔روتو مت یار۔۔"رمشا نے اسے دلاسا دیا۔اسی اثناء میں فون بجا۔

"فون؟؟"دونوں موبائل فون ڈھونڈنے لگیں جو بیگ کے اندر تھا۔فون نکالتے ہی مہر کا دل اور دھڑکنے لگا۔۔۔

اسکرین پہ "baba" لکھا ظاہر ہو رہا تھا۔

"گھر سے فون۔۔۔رمشا۔۔اب؟؟" وہ مزید روئی۔

"ابا نے اگر جینی سے بات کرنے کا کہا تو؟؟؟"

"مہر۔۔فون تو اٹھاؤ۔۔بول دینا وہ سو رہی ہے۔۔۔" رمشا تیزی سے بولی۔

"ام م م۔۔" مہر نے آنسوؤں کو صاف کیا اور فوراً اسے کال ریسیو کی۔

"اسلام علیکم ابا۔۔۔کیسے ہیں؟؟" وہ نارمل ہو کر بولی، رمشا اسکے سامنے کھڑی پریشان ہو رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔۔۔تم لوگ کیسے ہو؟؟ جنت کہاں ہے؟؟ اماں بھی سے بات تو کرواؤ اسکی۔۔۔"

"بات۔۔۔" وہ یکدم بولی اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں تبھی رمشا نے اسے اشارۃً سمجھایا کہ وہ بول دے کہ جینی سو رہی ہے۔

"ہاں۔۔اماں بی کا دل بے چین ہے بہت۔۔۔اس سے بات کریں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔" وہ ہنس کر بولے۔

"ابا۔۔وہ تو۔۔۔سو رہی ہے۔۔۔سر میں درد تھی اسکے۔۔Tablet لے کر سوئی ہے۔ صبح بات کرواؤں گی۔۔" وہ جلدی سے بہانہ سوچ کر تیزی سے بولی۔

"اوہ! اچھا۔۔۔زیادہ مسئلہ تو نہیں۔۔" وہ پریشان ہوئے۔

"نہیں ابا۔۔زیادہ مسئلہ تو نہیں۔۔بس تھکاوٹ۔۔۔" وہ مصنوعی انداز سے ہنسی۔

"ویسے یہاں ٹھنڈ بہت ہے۔۔۔" وہ بات کو بدلنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"دماغ خراب ہے میرا۔۔۔ تف ہے مجھ پہ۔۔۔" وہ زخمی شیرنی کیطرح خود سے باتیں کرتے ہوئے ایک ویران راستے کی طرف جارہی تھی۔۔

مہر کا ایک اکی جملہ اسے اذیت دے رہا تھا وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ کہاں جارہی ہے۔ ننگے پاؤں چلتے چلتے اسے ٹھنڈ بہت محسوس ہورہی تھی۔۔ اندھیرے میں گراہوا راستہ اور سخت سردی، دونوں کا احساس اسے بہت بعد ہوا۔ وہ کہاں نکل آئی تھی اسے احساس نہیں تھا۔ مگر روتے روتے اچانک اسکا دھیان ہاتھ میں پکڑے موبائل پر پڑا۔ اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ وہ موبائل لے آئی ہے۔۔۔ اسکا غصہ تقریباً ویران اندھیرے راستے کو دیکھ کر ختم ہوگیا تھا۔ اندر ہی اندر اسے رونا آرہا تھا مگر وہ ضبط کیے ہوئے تھی۔ مگر پھر دور سے اسے ایک جگہ روشنی نظر آئی فوراً اسے اس جانب بھاگی۔۔ وہاں کوئی ڈھابہ تھا جہاں چند ٹورسٹ کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

"....Hey mehar call to her or send me her cell number"

سحیل نے مہر کو میسج ٹائپ کیا۔ مہر نے فوراً اسے جینی کو کال کی جسے اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی منقطع کر دیا۔ مہر نے فوراً اسے سحیل کو اسکا نمبر دیا۔ مہر اور رمشا دونوں پریشان ہورہی تھیں۔

اب کی بار نیا نمبر دیکھ کر اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی کال ریسو کی اور کان کے ساتھ لگایا۔

"کہاں ہو تم؟؟ دوسری طرف سے وہ خاصا غصہ سے بولا۔"

"کون؟؟" جینی سہم کر بولی۔

"تمھیں پتہ بھی ہے اس حرکت کا کیا انجام ہو سکتا ہے؟ اس سے پہلے سر سمیع کو معلوم ہو۔۔ بہتر یہی ہے کہ مجھے بتاؤ تم کہاں ہو۔۔۔" وہ گھمبیر آواز میں بولا۔

"کیوں بتاؤں آپکو؟؟ آخر آپ کو مسئلہ کیا ہے؟؟ خوامخواہی پیچھے پڑے ہیں میرے۔۔" وہ سلگ کر بولی۔

"بکواس بند کرواپنی۔۔۔" سحیل کی ہمت جواب دے چکی تھی۔اس نے خود کو ریلیکس کیااور ڈھابے کے اندر چلی گئی۔وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔اسے دیکھتے ہی ڈھابے میں موجود ایک جوڑا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"?Hey ,what happend"

ایک انگریز لڑکی اٹھی جو ٹورسٹ تھی۔

دوسری طرف سحیل کو اس پہ رہ رہ کر غصہ آرہا تھا مگر وہ پھر بھی اسے کھوجنے لگا اور بار بار فون کرنے لگا جبکہ وہ فون سائلنٹ پہ لگا چکی تھی۔

"...Actually"

جینی کانپتے ہوئے بولی۔

"...Actually I have forgotton my camp"

"....oh baby"

وہ لڑکی رنجیدہ ہوئی۔

"...Relax...take this drink"

وہ دوستانہ انداز میں بولی۔

"?What is this"

جینی نے اضطراب سے پوچھا۔

"...It will control"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ڈھابے میں موجود ایک خان آدمی بولا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سردی کو کنٹرول کرے گا بی بی۔۔" سبھی ہنسنے لگے۔

"نہیں۔۔میں۔۔"وہ بوکھلائی اسی بے چینی اور ڈر سے اس نے سہیل کو میسج کر کے بتایا کہ وہ کہاں ہے۔

"کیا ہوا؟؟"وہی خان آدمی اسے فون پہ میسج ٹائپ کرتے دیکھ کر بولا جبکہ جینی سہم گئی تھی۔

"...Have a seat please"

وہی انگریز لڑکی بولی۔ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جینی بمشکل ہی کرسی پہ بیٹھی۔

"اوہ!بی بی۔۔ہمیں آوارہ نہ سمجھو۔۔۔ہم یہاں کا مالک ہے۔۔یہ بچا لوگ اٹلی سے آئے ہیں۔۔۔۔ پاس ہی کیمپ میں ٹھہرا ہے۔۔۔تم اس ڈھابے کو اپنا ہی سمجھو۔۔"وہ اسکے قریب آیا اور اپنا ہاتھ اسکے سر پر دیا جس سے اسکا ڈر کچھ کم ہوا۔سب جینی کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔

"...Be friends Dear"

لڑکی خاصا بے تکلفی سے بولی۔

"جی۔۔۔"وہ بمشکل ہی مسکرائی۔

"یہ لو بچا یخنی پیو۔۔۔یہ رہنے دو۔۔۔"خان نے جینی کو بغور دیکھا اور پھر سے فوراً اسے یخنی لا دی اور لڑکی کی دی ہوئی چیز کو تھوڑا سا پیچھے سرکا دیا۔

"یہ کیا؟؟میڈم۔۔۔آپ کے شوز؟؟" انگریز لڑکی کا شوہر جو پاکستانی تھا اسے مسلسل کانپتے ہوئے دیکھ کر اچانک اسکا دھیان اسکے پاؤں کی طرف پڑا۔

جینی نے یخنی کا پیالہ منہ کو لگایا مگر اسکی بات سن کر بمشکل ایک ہی گھونٹ پی پائی تھی۔

"وہ۔۔اصل میں۔۔۔"وہ سوچنے لگی کہ آخر کیا کہے۔

"چلو۔۔۔بچہ یخنی ختم کرو۔۔"خان نے اسکے چہرے کی کشمکش کو محسوس کیا اور فوراً بولا۔

"جی۔۔اس نے یخنی کو پینا شروع کیا لیکن اسکی سردی تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی۔ آخر نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے جوڑے سے وہ چیز پینے کی اجازت مانگی جو انہوں نے اسے پہلے دی تھی۔

"کیا میں یہ لے لوں؟؟ سردی تو ختم ہو جائے گی؟؟"

Sure why not?

لڑکی مسکرائی۔ وہ اردو بول تو نہیں سکتی تھی مگر سمجھ ضرور سکتی تھی۔

"سردی کا احساس ہی نہیں ہو گا بہنا۔۔۔" دانش خوش اخلاقی سے بولا۔ اس نے فوڑا بوتل کو منہ لگایا اور غٹاغٹ پیتے چلی گئی۔ پیتے ہی اس نے بوتل کو زور سے میز پر رکھا اور منہ اوندھ کر میز پر سر رکھ دیا۔ سردی سے اسکی سانس بہت تیز چل رہی تھی۔

سجیل اسے ڈھونڈتا ڈھونڈتا وہاں تک آیا مگر اسکا سر میز پہ ہونے کی وجہ سے دیکھ نہ پایا۔ وہ ڈھابے کے اندر داخل ہوا۔ اپنا موبائل نکالا اور جنت کی تصویر خان کو دکھائی۔

"یہ لڑکی؟؟ یہاں تو نہیں آئی تھی؟؟" وہ بے حد پریشانی کے عالم میں تھا۔

"آئی تھی۔۔" خان صاحب کھکھلا کر ہنسے۔

"بچہ یہیں ہے یہ۔۔۔وہ سامنے ٹیبل پہ۔۔ مگر آپ؟؟" سجیل نے اسکی بات کا جواب دیے بغیر ہی میز کی جانب بڑھا، اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسکا سانس کافی پھول گیا تھا۔ اسے میز کے قریب آتا دیکھ کر سب حیران ہوئے۔

"جنت۔۔ چلو۔۔" وہ سانس کو بمشکل ہی بحال کر پایا تھا۔

جنت نے فوڑا اسے سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔

"آ گئے آپ۔۔۔؟؟ "وہ تھوڑا سا مدہوش انداز میں بولتے ہوئے مسکرائی جس پہ سجیل نے تشویشی انداز سے اسے دیکھا۔

"یہ کون؟؟" بولا۔

"I'm her... "

اس سے پہلے وہ بولتا جنت بولی۔

"سب کچھ۔۔"وہ اٹھی اور اسکا بازو پکڑ کر اسکے ساتھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ۔۔واؤ۔۔دیکھیئے مسٹر آپکی مسز کو بور نہیں ہونے دیا ہم نے۔۔" آدمی کے بولتے ہی خان بولا۔

"اوہ!بچہ بیٹھو تم بھی۔۔ہم یخنی لاتا ہے تمھارے لیے بھی۔۔۔"

سجیل کی سمجھ سے باہر تھا جو معاملہ اسکے سامنے درپیش تھا۔

"بیٹھو۔۔بیٹھو۔۔۔"وہ فٹافٹ یخنی لایا اور میز پر رکھ دی۔

"نہیں۔۔مجھے نہیں چاہیئے۔۔چلو جنت۔۔" جبکہ جنت دوبارہ بیٹھ گئی تھی۔اسکا دماغ اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

"جنت۔۔چلو۔۔"وہ زور سے بولا جس پر وہ کانپتے ہوئے فوڑا اٹھی۔

"پیسے ہیں ناں پاس؟؟"

سجیل اسکی طرف غصہ سے دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟؟پیسے ہیں پاس تو خان انکل کو دے دو۔۔خان انکل ویسے یخنی ٹاپ کلاس تھی۔"

سجیل نے پیسے نکالے اور خان کو پکڑائے۔

"پھر کبھی آؤں گی۔۔"وہ مدہوشی میں بولتے جارہی تھی۔سجیل اسکے پاس واپس آیا مگر پھر وہ بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ان کو بھی۔۔"اس نے اسی جوڑے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ارے نہیں۔۔یہ تو۔۔بس سردی کم کرنے کے لیے۔۔۔"دانش نے انکار کیا جبکہ سجیل وہاں پڑی شیشے کی بوتل دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"تم نے یہ؟؟؟؟"

۔

۔

۔

اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور دماغ سٹپٹا سا گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر 5

● کیسی ہے یہ الجھن؟

"?can I take it"

۔جنت نے بوتل کو پکڑا۔

"...Yes sure"

لڑکی سحیل کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ سحیل نے خود کو ضبط کیا اور اسے وہاں سے لے کر نکلنے ہی والا تھا کہ لڑکی نے پیچھے سے آواز لگائی جس پہ دونوں مڑے۔

"...Excuse me...The most elegent couple"

"...Thank you"

جنت مدہوشی میں ہی مسکرائی اور دونوں ڈھابے سے باہر آ گئے۔ سحیل اپنا غصہ کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ اتنا غصہ اسے پنی زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا جتنا کہ اب۔۔وہ تو خوش مزاج آدمی تھا ہر معاملے کو سوچ سمجھ کر حل کرنے والا۔ لیکن اس کی اس بچگانہ حرکت سے اسکا غصہ آسمان کی چوٹی کو چھو رہا تھا۔

"مجھے پتہ تھا کوئی آئے نہ آئے۔۔۔ آپ ضرور آئیں گے۔۔۔" اندھیرے راستے پہ اسکے ساتھ چلتے چلتے وہ بولی۔

"جنت پلیز۔۔۔Leave this bottle۔۔۔" وہ التجائیہ انداز میں خود کو ضبط کرتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟؟؟" وہ بوتل کو منہ سے لگاتے ہوئے رک کر بولی۔

"جنت۔۔۔دیکھو۔۔۔تم اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔۔بہتر یہی ہے کہ۔۔یہ مجھے دے دو۔۔"

"آپ کو کیوں؟؟ویسے سردی دور کرنے کا اعلیٰ نسخہ ہے یہ۔۔"اس سے پہلے وہ بوتل کو منہ سے لگا کر گھونٹ بھرتی سجیل نے غصہ سے بوتل کو اسکے ہاتھ سے چھینا۔

"I said stopped---"

اس نے بوتل کو زور سے زمین پہ دے مارا۔

"ٹھیک نہیں ہے یہ۔۔۔حالت دیکھو ذرا اپنی۔۔۔"وہ بے بس ہوا۔

"او۔کے۔۔۔ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔۔"جنت بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے ہاتھوں کے اشارہ سے بولی۔

"ٹھنڈ بہت ہے ناں!نہیں تو۔۔کس کمبخت کا جی چاہے گا پینے کو۔۔۔ویسے ٹرائے کرنے میں حرج نہیں۔۔"وہ اسکے قریب آئی اور آنکھوں کو اسکی آنکھوں کے قریب لائی۔

سجیل فوراً سے اس سے دور ہٹا۔

"ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔اس سے پہلے سب کو پتہ لگے کہ تم غائب ہو ہمیں چلنا چاہیئے۔"اس نے خود کو نارمل کیا۔

"تم؟؟ہم کیوں نہیں جانِ جہاں؟؟" وہ پھر سے اسکے قریب آئی۔

"جنت۔۔کچھ بھی بولے جا رہی ہو۔۔کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔پلیز بچگانہ حرکتیں بند کرو۔۔"وہ پھر سے اس سے دور ہٹا۔

"بچگانہ؟؟محبت بچگانہ نہیں ہوتی۔۔"وہ اسکی بات پہ تڑپ کر بولی۔آنسو اسکی آنکھوں میں چمکنے لگے۔

"جینی۔۔پلیز۔۔تم اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔۔"

"خُدا کے لیئے۔۔۔مجھے اگنور مت کریں۔۔۔بہت پیار

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کرتی ہوں آپ سے۔۔۔"اسکی بات سن کر تو جیسے سحیل کی جان ہاتھوں میں آگئی ہو۔ایک لمحہ کے لیے وہ رک سا گیا مگر اگلے ہی لمحے اس نے تیزی سے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور اسے سڑک سے لے کر جانے لگا۔مگر اسے کیا خبر تھی کہ جنت ننگے پاؤں ہے۔۔۔شیشے کی بوتل کا کانچ اسکے پاؤں میں یکدم چبھ سا گیا۔

"اَوَچ۔۔۔"وہ درد سے بلبلا اٹھی۔

"کیا ہوا۔"وہ مڑا۔

اسکا دھیان اس کے لڑکھڑاتے قدموں کی طرف پڑا۔

"شوز کہاں ہیں تمھارے؟؟"وہ چونکا۔

"کیمپ میں۔۔"وہ درد سے کراہ رہی تھی۔

سحیل کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا اس نے اِدھر اُدھر دکھا، دور نظر آتے بینچ پہ اسکا دھیان پڑا۔

"چلو۔۔۔"وہ اسکی طرف بنا دیکھے ہی بولا۔

"آپ دیکھ بھی رہے ہیں کہ میرے پاؤں میں کانچ چبھا ہے پھر بھی۔۔۔"وہ رو دی۔

"جنت۔۔"اس نے ناچاہتے ہوئے بھی اسکی طرف دیکھا۔

"وہ بینچ چند قدموں کی دوری پہ ہی ہے۔۔۔تھوڑی ہمت کر کے وہاں تک۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا جنت غصہ سے قدم بڑھاتے ہوئے بینچ تک آگئی جبکہ سحیل بھی تیزی سے اسکے پیچھے پیچھے چلا۔۔۔بینچ تک آکر وہ دو لمحے کے لیے کھڑی رہی مگر پھر درد کی شدت کو برداشت نہ کرتے ہوئے بینچ پر پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

"اتنی تیزی سے آؤ گی۔۔درد تو ہو گا ہی۔۔"اسکی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے وہ بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے اگنور کر کے جتنا درد دیتے ہیں اسکے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں۔۔۔" اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری تھا۔

"اگنور؟؟Just keep silence!۔۔۔" وہ غصہ سے بولا اور فورًا ہی اسکا پاؤں اپنی طرف کیا اور اسکے پاؤں سے نکلتے ہوئے خون کو صاف کرنے کے لیے اپنی جیب سے فورًا ٹشو نکالا۔

"?hey...What happend to you"

وہی انگریز لڑکی "جولی" اور اسکا شوہر اور باقی چند لوگ اپنے کیمپ کی طرف آ رہے تھے۔

"کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک تو ہے ناں؟؟" اسکا شوہر "دانش" بولا۔

سب لوگ اپنے اپنے کیمپ کی طرف سونے کے لیئے چلے گئے۔

"جولی جاؤ ذرا فرسٹ ایڈ باکس لے آؤ۔۔۔" دانش آگے بڑھا اور پھر فورًا اُسے بولا۔

"او۔کے۔۔" وہ فورًا سے اپنے کیمپ کی طرف بھاگی جو چند قدم کی دوری پہ تھا۔

وہ فرسٹ ایڈ باکس لے کر آئی تو دانش نے اسکا زخم صاف کیا اور پٹی کر دی۔اور ساتھ ہی ساتھ ایکسٹرا جراب نکال کر اسکے پاؤں پہ چڑھا دی۔

"آپ لوگ ایسا کریں رات یہیں کیمپ میں رک جائیں۔"

"نہیں۔۔ ہمیں جلدی پہنچنا ہے۔۔" سحیل تیزی سے بولا جبکہ جنت مدہوش تھی مگر درد سے وہ سی سی کر رہی تھی۔

"ایسی بھی کیا جلدی؟؟ انکی حالت دیکھیں۔۔۔" دانش نے اسے سمجھانا چاہا۔جولی پانی دینا۔

"یہ لو tablet دوا سے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جنت۔۔۔میڈیسن۔۔" سحیل نے دونوں چیزیں لیں اور اسکو دیں۔ میڈیسن لینے کے فوراً بعد ہی اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔

"اصل میں۔۔ ہماری یونیورسٹی کا tour یہاں آیا ہے۔۔۔ کسی کو پتہ نہیں کہ ہم یہاں ہیں۔۔ اسلیئے ہمیں فوراًاپنے کیمپ کی طرف جانا ہو گا۔۔ ورنہ بہت مسئلہ ہو جائے گا۔۔"

".I hope you understand"

۔۔۔وہ بے چارگی سے بولا۔

"ام مم۔۔ اوکے ریلیکس۔۔۔ ہماری گاڑی والا تو سو رہا ہے۔۔۔ اگر آپ کچھ دیر اور رک جائیں۔۔ یہاں ہمارے کیمپ میں۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ بولتا دانش فوراً سے بولا۔

"دیکھیئے بھروسہ رکھیئے۔۔۔ ہم آپ لوگوں کو بحفاظت۔۔۔"

"نہیں۔۔ نہیں ایسی بات نہیں۔۔ آپ نے تو بلکہ ہماری بہت ہیلپ کی ہے۔ میں تو بس اس بات سے پریشان ہوں کہ۔۔"

"اوہ! its okay۔۔ ہم سب سنبھال لیں گے۔۔ کیوں جولی؟"اس نے جولی سے سوالیہ پوچھا اور ساتھ ہی ساتھ جنت کو دیکھا جو سحیل کا بازو پکڑے اسکے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

"....Yeah why not"

جولی مسکرائی۔

" She is sleeping"

اس نے اسکی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ! جنت۔۔ جنت۔۔" وہ اسکی جانب دیکھ کر بولا مگر وہ تھی کہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ جولی اور دانش نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور خوب مسکرانے لگے۔

"دانش Listen۔۔۔" جولی نے آواز دے کر اسے پکارا، دانش فوڑا اسے اس کے پاس گیا۔ اس نے کان میں کچھ کہا، دانش واپس آیا اور پھر سجیل سے بولا۔

"آپکو لگتا ہے ہم پہ یقین نہیں۔۔ ہم آپکو فورس نہیں کرتے۔۔ لیکن ہاں۔۔ دو تین گھنٹے تک یہیں ہمارا ویٹ کیجیئے گا۔۔۔ ہم اور ہمارا ڈرائیور ساری بات سنبھال لیں گے۔"

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔؟؟" وہ فوراً بولا۔

"لیکن یہ چادر رکھنی پڑے گی۔۔" وہ ہنس کر بولا اور اپنی اوڑھی ہوئی چادر اسکو دی۔

"مگر آپ؟؟"

" اٹس اوکے۔۔۔" جولی مسکرائی اور دونوں وہاں سے چلے گئے۔

"جنت۔۔ اٹھو۔۔۔ جنت۔۔" اس نے اسے زور سے جھنجوڑا۔

"ہاں۔۔" اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

"جنت۔۔ ہوش میں آؤ یار۔۔۔" وہ تھک کر بولا مگر اسکی کپکپاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے اس نے اسکا سر بینچ کے ساتھ لگایا اور اپنا جیکٹ اور جوتے اتارے۔ جوتے اتار کر اس نے اسکے پاؤں میں پہنائے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی جیکٹ اسے پہنا دی اور خود دانش کی دی ہوئی چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا۔

وہ اسکو لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے اسکی باتیں سوچ رہا تھا جو پندرہ منٹ پہلے اس نے کیں۔ تمام انکشافات اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوئے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے جنت کی طرف دیکھا۔ وہ ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ سردی کی شدت سے اسکی آنکھ لمحے بھر کو کھلی، فوراً سے اس نے سجیل کی اوڑھی ہوئی چادر

کھینچی اور اسکے کندھے پر سر رکھ کر سو گئی۔ سجیل چاہتا بھی تو اس سے پیچھے نہ ہو پاتا۔کچھ اسکی باتیں اور کچھ اسکا معصوم سا چہرہ اسکے دل میں اسکے لیے جذبات جگانے کے لیے کافی تھا۔اس نے اسکو بانہوں میں لیا اور اس کے سر کے ساتھ سر لگ ئے خود بھی آنکھیں بند کر کے

سو گیا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں رہ گئے یہ لوگ۔۔ نمبر بھی نہیں لگ رہا اب تو۔۔۔"مہر کال پہ کال ملاتے ہوئے برابر چکر لگا رہی تھی۔

"مہر۔۔۔بیٹھ جاؤ اسطرح تو تمھاری طبعیت بھی خراب ہو جائے گی۔۔"رمشا اسکے ساتھ ساتھ چکر لگاتے بولی۔

"یار۔۔طبعیت خراب ہو یا نہ ہو۔۔ مگر میرا دماغ ضرور خراب ہو جائے گا۔۔"اس نے فون کو زور سے میز پر پٹخا۔اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"دونوں کے نمبر بند جا رہے ہیں۔۔مجھے بہت ٹینشن لگی ہے یار۔۔"مہر کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے جبکہ رمشا بھی اشک بار ہوئی۔

"اماں بی کو پتہ لگا تو قتل کر دیں گی ہمیں۔۔۔"وہ خوف سے بولی اور فوراً سے موبائل کو پکڑ کر پھر سے نمبر ڈائل کیا اب کی بار بیل ہوئی تو اسکی جان میں جان آ گئی۔

"---pick up the phone---Come on sajeel"

دوسری طرف سجیل نیند مس مشغول تھا آخر فون بجنے کی آواز اسکے کانوں میں پڑی وہ تیزی سے اٹھا اور فون کو ڈھونڈا۔فون اسے مل نہیں رہا تھا مگر اسکی رنگ کی آواز اسکے کانوں میں جا رہی تھی۔اچانک اسے یاد آیا کہ فون تو اسکی جیکٹ میں ہے اور جیکٹ جنت نے پہن رکھی ہے۔۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ ہمت کر کے بھی اسکے مزید قریب نہ جا سکا کہ اپنا موبائل ہی نکال لے۔

"کیا ہوا؟؟"رمشا نے سوال کیا۔

"No response۔"

مہر مایوسی سے بولی۔

"اس قدر لاپرواہی کی امید مجھے سجیل سے ہر گز نہیں تھی۔"

"یار۔۔ہو سکتا ہے سگنل کا پرابلم ہو۔۔۔"رمشا نے اسے تسلی دی۔

علی الصبح سردی کی شدت میں مزید اضافہ ہوا ہی تھا کہ برفباری ہونے لگی۔جنت نے برف کو اپنے چہرے پہ محسوس کیا اور فوڑا سے اٹھی۔اپنے آپ کو کسی کے مضبوط ہاتھوں میں محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنے بائیں کندھے کی جانب دیکھا اور ساتھ ہی اسکی طرف دیکھا۔وہ یکدم اٹھی۔۔

اسکی ساری مدہوشی دور ہو چکی تھی۔۔۔وہ اندر ہی اندر اپنی حرکت پہ پیشماں ہوئی مگر نشے میں اس نے اسکو کیا کہا وہ سب اسے یاد نہیں تھا۔برفباری کو اپنے چہرے پہ محسوس کر کے سجیل بھی فوڑا سے اٹھا۔اٹھتے ہی اسکا دھیان جنت پہ پڑا جو بنچ کے پاس منہ پلٹ کر بمشکل ہی کھڑی تھی۔اس سے پہلے وہ اس سے کوئی بات کرتا جولی اور دانش اپنے ڈرائیور کے ساتھ پہنچے۔

"جلدی آجاؤ۔۔"دانش گاڑی کے اندر سے فوڑا سے بولا۔

جنت نے پلٹ کر دیکھا اور کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

"یار۔۔بھروسہ رکھو دونوں۔۔برفباری ہو رہی ہے۔۔۔اندر آکر بیٹھو۔۔۔"دانش پھر سے بولا سجیل آگے بڑھا ہی تھا کہ اس نے پیچھے مڑ کر جنت کو دیکھا۔

"Come on jannat۔۔"

جولی نے فوڑا سے اسے پکارا جنت نے سحیل سے نظریں ہٹائیں اور فوڑا سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

جولی کے ساتھ جنت، جنت کے ساتھ سحیل بیٹھا۔ جبکہ دانش آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا۔ ساتھ ہی ساتھ دانش نے اسے پلین بتایا جس پر اس نے مہر کو میسج لکھا۔ اور اسے ساری بات سمجھا دی۔

I am really glad to see you both... Specially your most romantic "

" ...scene

جولی قدرے خوش دلی سے بولی اور کھلکھلائی۔

"جولی۔۔" دانش نے اسکے نام پہ زور دے کر اسے گاڑی کے شیشے سے دیکھ کر منع کیا۔ جنت نے یکدم سحیل کی طرف دیکھا جبکہ سحیل کے لبوں پہ مسکراہٹ اور آنکھوں میں اک عجیب سی چمک تھی۔

"سوری۔۔ سوری۔۔ سوری۔۔" جولی پھر سے ہنس پڑی۔

دوسری طرف مہر کو سحیل کا میسج وصول ہوا۔ وہ اسکی ساری بات سمجھ چکی تھی۔ سحری کے کوئی چار بجے تھے کہ وہ لوگ کیمپ کے آگے آموجود ہوئے۔

"بس دعا کرو کوئی تم لوگوں کو دیکھے ناں! نہیں تو۔۔۔"

"??So"

جولی نے دانش کی بات کاٹی۔

...Plan

"اور کیا۔۔" وہ بے فکری سے بولا۔

جنت اندر ہی اندر اسکے ساتھ بیٹھنے پہ خود کو کوس رہی تھی۔ دل ہی دل میں وہ بھی دعا کر رہی تھی کہ کوئی انہیں نہ دیکھے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ سر سمیع اور ان کے ایک دوست باہر موجود تھے۔ گاڑی کو اپنے کیمپ کے

قریب دیکھ کر دونوں باتیں کرتے کرتے رکے اور ان کے قریب آئے۔ سحیل نے جنت کو اپنی چادر اتار کر اوڑھا دی۔۔ دونوں نے اپنے ارد گرد چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ دونوں کو گاڑی سے باہر آتا دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے۔ جنت سے بمشکل ہی چلا جا رہا تھا۔ سحیل نے اسے گرتے گرتے تھاما اور ان کے قریب جا کھڑا ہوا۔ جنت اندر ہی اندر خوف سے ہل کر رہ گئی تھی۔ سر سمیع نے سحیل کو گھور کر دیکھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ جنت کو جو رو رہی تھی۔

"کیا ہے یہ سب؟؟ تم لوگ اس وقت کہاں سے آ رہے ہو؟؟ کون ہیں یہ لوگ؟؟" سر سمیع نے سوال پہ سوال تو کیے مگر ان کے لہجے میں تلخی ضرور تھی۔

"ارے۔۔ بر فباری میں یہاں کھڑے ہونا جنت کے لیے ٹھیک نہیں۔۔۔ بیچاری کے پاؤں پہ سخت چوٹ آئی ہے۔۔۔" دانش نے اس کے پاؤں کی طرف اشارہ کیا جس پہ سحیل کے جوتے موجود تھے۔ سر سمیع نے سحیل کے جوتے اسکے

پاؤں میں دیکھے تو سحیل کو مزید گھورا جو خود ننگے پاؤں کھڑا تھا، مگر جنت کو تھامے ہوئے بھی تھا۔ سر سمیع کا بس چلتا تو دونوں کو شوٹ کر دیتے اس سے پہلے وہ کچھ بولتے دانش بولا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں جناب۔۔ کیا ہم اندر جا کر بات کر سکتے ہیں؟؟" دانش نے عاجزانہ طور پر پوچھا۔

"Will you please give us some minute to clarify you thr matter?"

سر سمیع کے خاموش رہنے پہ جولی موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے بولی جس پر سر سمیع نے اپنے دوست کی طرف دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔ دانش نے اپنے بنائے ہوئے Plan کو اچھے سے Apply کیا اور ان کی غلط فہمی دور کی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں سحیل کا دوست ہوں یہ تو اچھا ہوا کہ میں یہاں تھا۔۔۔ڈرائیور نہیں تھا۔۔۔ نہیں تو میں خود آ جاتا۔۔۔ آپ
چاہیں تو جولی سے پوچھ سکتے ہیں۔۔"اس سے پہلے جولی بولتی سر سمیع نے فوڑا اسے دونوں ک بات کاٹی۔

"نہیں اسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"انہوں نے غور سے اسکی بات سنی اور ساتھ ہی ساتھ مہر کو کال ملائی۔

"?Mehar beta! can you please come here soon"

"...okay.... see you"

انہوں نے فون بند کیا اور دانش سے بولے۔

"آپ نے ہماری بچی کے ساتھ احسان کر کے ہمیں اپنا غلام بنا لیا ہے۔۔۔اور سحیل۔۔atleast مجھے ہی بتا دیتے۔"مہر کیمپ میں داخل ہوئی اور اسکے ساتھ رمشا بھی۔

"مہر۔۔بیٹی۔۔ اتنی بڑی بات ہو گئی اور تم نے مجھے بتایا ہی نہیں۔۔۔"

"سر۔۔وہ۔۔۔اسکے پاؤں سے بہت خون بہہ رہا تھا۔اس وقت سر سحیل ہی باہر نظر آئے۔۔۔تو۔۔۔"وہ رک رک کر بولی۔

جنت نے پریشانی سے اس کو دیکھا اور باقی سب کو بھی۔

"Anyway"

"اٹس۔۔اوکے۔۔جنت کو لے جاؤ یہاں سے۔۔۔اور ہاں۔۔ سحیل کے جوتے واپس کر دینا۔"وہ سنجیدہ تھے مگر اسکے جوتے دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"اور ہاں جیکٹ بھی۔۔۔"وہ پھر سے ہنس دیئے جنت نے سحیل کی طرف اسپاٹ لہجہ سے دیکھا اور مہر کے ساتھ چلدی۔

"سحیل۔۔سوری جناب۔۔ہم نے آپکو غلط سمجھا۔"

"نہیں سر۔۔اسکی کوئی ضرورت نہیں۔"سحیل بلاتاخیر بولا۔

"اچھا تو پھر ہم چلتے ہیں۔۔ان شاءاللہ پھر ملیں گے۔"دانش نے اجازت چاہی۔

"ارے۔۔نہیں۔۔رکیں آپ لوگ یہیں۔۔باہر برفباری ہو رہی ہے۔۔ابھی جانا safe نہیں ہو گا۔" سر سمیع نے انہیں کچھ دیر وہاں رکنے کی پیشکش کی۔

"شکریہ محترم۔۔۔لیکن ہماری بیگم کو ایسا موسم پسند ہے۔۔۔سو۔۔اجازت دیجیئے۔۔۔"وہ شرارتی انداز سے بولا جس پر جولی نے اسے کہنی ماری اور دونوں وہاں سے چلے گئے۔سر سمیع اسکی بات پہ کھکھلا کر ہنس دیے۔

"چلو برخوردار۔۔۔change کرو تم بھی جا کر۔۔۔کہیں ٹھنڈ نہ لگ جائے تمھیں۔۔۔"

"جی۔۔"وہ کسی گہری سوچ میں محو تھا مگر وہاں سے اٹھا اور چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر نے جینی کے جوتے اتارے اور اسکی ٹانگ زمین پہ بچھے لکڑی کے بستر پہ رکھی۔دونوں برابر اسے دیکھے جارہیں تھیں۔۔مگر جینی ان سے نظریں چرا رہی تھی۔مہر اور رمشا نے اس سے کچھ بھی پوچھنے سے گریز کیا۔اسکے اوپر کمبل اوڑھایا اور وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی تھی۔رات کے 5 گھنٹے اسکے لیے ظالم ثابت ہوئے تھے جنہیں وہ بہت اپنے ذہن سے کھروچ کر نکال دینا چاہتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سحیل۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ ہوا کیا ہے؟؟ وہ کوئی بات ہی نہیں کر رہی۔۔ کچھ بھی پوچھو۔۔ بس غصہ سے منہ پھلائے ہوئے ہے۔۔" اسکی سرد مہری کو دیکھتے ہوئے آخر اس نے سحیل کو فون لگایا مگر سحیل کی طرف سے اسے اپنی بات کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

"سحیل۔۔کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔۔ ہیلو۔۔ سحیل؟؟ ہیلو؟؟" اس نے زور دے کر سوالیہ انداز میں کہا۔

وہ گہری سوچ میں محو تھا مگر اگلے ہی لمحے بولا۔

"ہاں۔۔ کیا ہوا؟؟"

"جینی اور تمہارے درمیان کیا ہوا؟؟ سچ سچ بتاؤ مجھے؟؟؟" اسکے لہجے میں شک صاف اور واضح تھا۔

"شک کر رہی ہو مجھ پہ؟؟؟" اسکے سوال کا جواب اس نے سوال کی صورت دیا۔

"سحیل۔۔۔مجھے الجھاؤ نہیں۔۔" وہ تنگ آکر بولی۔

"الجھا دیا تو تمہاری کزن نے ہے مجھے۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"کیا مطلب؟؟"

"کوئی مطلب نہیں۔۔ اور تم مجھ پہ شک کرنا بند کرو۔۔ سمجھی۔۔" وہ ذرا غصہ سے بولا۔

"تم آجاؤ پلیز۔۔جب سے آئی ہے گم صم ہے۔۔خاموش ہے بالکل۔۔ تم ہی اس سے بات کرو۔۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"میں کیا بات کروں؟؟ اور پلیز۔۔ فون رکھو۔۔مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔ایوبیہ کے لیئے ایک گھنٹہ تک نکلنا ہے۔۔تم لوگ بھی تیار ہو جاؤ۔۔'

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

''مہر؟؟ روئے جا رہی ہے وہ۔۔ کوئی بات نہیں کر رہی وہ۔۔ تم چلو میرے ساتھ۔۔'' رمشا بھاگتی بھاگتی کیمپ سے باہر آئی۔اسکی بات دوسری طرف کال پہ موجود سحیل کے کان میں بھی پڑ چکی تھی۔

''سن رہے ہو سجو؟؟؟ تم آجاتے اگر تو۔۔۔'' اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتی،دوسری طرف سے فون پٹخ دیا گیا تھا۔

''فضول میں بات کا بھتنگڑ بنا رہی ہے یہ لڑکی۔۔'' وہ دانت پیستا ہوا بولا۔ مگر اگلے ہی لمحے اسکے ذہن میں رمشا کی بات گھومی۔

''رو رہی ہے وہ۔۔''

''اسکے تو پاؤں پہ بھی چوٹ لگی تھی۔۔''وہ خود سے بولا۔ ''بھاڑ میں جائے۔۔'' اگلے ہی لمحے اس نے اپنے خیال کو جھٹکا۔

دوسری طرف مہر بھاگتے ہوئے کیمپ میں آئی۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟ کیوں رو رہی ہو ایسے؟؟؟'' اس نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

''چپ کر جاؤنا۔۔ ایوبیہ کے لیئے سب تیار ہو رہے ہیں اور تم ہو کہ۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہم کہیں لیٹ نہ ہو جائیں۔۔''

''مہر۔۔مجھے واپس جانا ہے۔۔مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔''

مہر اسکی بات پہ چونکی۔اس نے اسے اپنے سے الگ کیا اور سوالیہ بولی۔

''آر یو ان یور سینسز؟؟؟ ہوا کیا ہے آخر؟؟ یہ بتاؤ گی کیا مجھے؟ جینی۔۔۔ کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔ اسے فون کیا ہے وہ کچھ بولتا نہیں۔۔اس نے بھی غصہ سے فون پٹخ دیا۔۔اور یہاں تم۔۔۔''

''کچھ نہیں کہا انہوں نے؟؟'' جینی نے آنکھوں میں گہری چمک لیئے ہوئے پوچھا۔

"کچھ کہنا تھا کیا؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"وہ تو نہیں بولا۔۔ تم ہی بولو۔۔ کہ کیا ہوا ایسا۔۔ تم دونوں کیوں ایسے بی ہیو کر رہے ہو؟؟"

"جب وہ نہیں بولے کچھ تو میں کیا کہوں؟؟" وہ سسکتے لبوں سے بولی۔

"بلکہ انکا ذکر ہی میرے سامنے نہ کرو۔۔ مجھے انکا نام ہی نہیں سننا۔۔ بھاڑ میں جائیں وہ۔۔"

اسکے آخری لفظوں پہ مہر نیم انداز میں مسکرائی۔

"اس ہنسی کا کیا مطلب سمجھوں میں؟؟" اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اس نے بھی یہی کہا ہے۔۔ مطلب۔۔ تم دونوں کو ایک دوسرے سے محبت۔۔۔" وہ کہتے کہتے اسکے ٹوکنے پر رکی۔

"نہیں۔۔ نہیں ہے محبت۔۔ مجھے ان سے محبت نہیں ہے۔۔" وہ چیخ چیخ کر بولی۔

اسکے کہے لفظوں کو سنتے ہوئے وہ کیمپ کے باہر ہی رک گیا۔

"محبت نہیں ہے تو رو کیوں رہی ہو اسکے لیئے؟؟؟ اور یہ جیکٹ۔۔ یہ جیکٹ۔۔ یہ بھی تو اسی کی ہے ناں؟؟ پچھلے دو گھنٹوں سے پہنے ہوئے ہوا سے۔۔ جیکٹ گیلی ہونے کے باوجود تم نے اتاری کیوں نہیں؟؟ وجہ بتاؤ گی؟؟"

اس نے اسے خوب جھنجھوڑا۔ سجیل نے چاہا کہ وہ کیمپ میں داخل ہو۔۔ مگر مہر کے اس سے کیے گئے سوال پہ وہ رک سا گیا۔

جواباً وہ خاموش رہی۔ مگر کچھ دیر توقف کے بعد اس نے اسکی جیکٹ اتارنا شروع کی۔

"انکی جیکٹ چاہیئے تو یہ لو۔۔ مگر کبھی یہ مت کہنا کہ مجھے محبت ہے اس انسان سے۔۔"

اس کی اس بات کو وہ برداشت نہ کر پایا۔۔ کیونکہ ابھی کل رات اس نے اس سے خود اظہار کیا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے کیمپ میں داخل ہوا۔ جینی نے جیکٹ اتاری اور اسے زور سے زمین پہ پھینکا۔ اسکی جیکٹ اس کے پیروں میں جا گری۔

"جینی۔۔۔ یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟؟" مہر نے غصہ سے کہا اور جیکٹ کی جانب بڑھی۔

"تم۔۔ یہاں؟؟" وہ ہکی بکی رہ گئی مگر اسکی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔

آخر مہر نے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ تاکہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ مسائل حل کر سکیں۔

وہ جھکا اور اپنے پاؤں پہ گری، اپنی جیکٹ اٹھاتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

"میرے بھائی کی جیکٹ ہے یہ۔۔ آج تک میں نے اس کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جو آج۔۔" جینی نے چڑ کر بے حد طنز سے اسے دیکھا تو اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی۔

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟ بولو۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد اس سے بولا۔

"ایسے بی ہیو کر رہی ہو جیسے میں نے کل رات پتہ نہیں کیا کر دیا تمہارے ساتھ۔۔ تمہاری گھٹیا حرکت کے باوجود بھی میں چپ ہوں۔۔ اور تم ہو کہ مجھے ہی۔۔" اسکی آنکھوں سے اس کا غصہ عیاں تھا۔

"آپ کو آپ کی جیکٹ مل گئی۔۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔۔" وہ بمشکل ہی اپنا سانس بحال کر پائی تھی۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں یہاں اپنی جیکٹ لینے آیا ہوں؟؟" وہ چڑ کر بولا۔

"تو؟؟" اس نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا اور پھر خود ہی جواب اخذ کرتے ہوئے بولی۔

"تو اب آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے معافی مانگوں؟؟ تو اس بات کے لیئے معذرت کہ میں کبھی آپ سے معافی مانگوں گی۔۔" وہ ذرا اکڑ کر بولی تو اسکے چہرے پہ پڑی شکنیں یکدم مسکراہٹ میں تبدیل ہو گئیں۔

"میں تو چاہتا ہوں کہ۔۔" اب کی بار پھر اسکی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ کیمپ میں مہر آچکی تھی۔

اسکے قدموں کی چاپ سے وہ خاموش ہو گیا۔

"سوری۔۔" دونوں کو قریب دیکھ کر مہر بمشکل ہی خود کو ضبط کر پائی تھی۔

"بیس منٹ ہیں ایوبیہ کے لیئے نکلنے میں تو۔۔"

"بات ادھوری ضرور ہے جنت۔۔ لیکن اسکے معنی ضرور مکمل ہیں۔۔" اس نے محبت سے اس کے چہرے پہ نگاہ ڈالی اور مسکراتے ہوئے اس سے دور ہٹا۔

جنت نے مہر کی طرف دیکھا اور پھر خود کو نارمل کرتے ہوئے اپنے سوٹ کیس میں سے پہننے کے لیئے کپڑے ڈھونڈنے لگی۔

"کیا ہوا تمہیں؟؟" کیمپ سے نکلتے ہوئے اسکا دھیان مہر پر پڑا جس کے چہرے کا رنگ فق تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ کیا ہونا ہے بھلا مجھے۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔ تم اپنی باقی بات بعد میں پوری کر لینا۔۔" وہ زبردستی ہنسی اور پھر ذرا بے تکلفی سے بولی جس پہ وہ دھیما سا مسکرا دیا۔

سحیل کو اپنے پاس سے گزرتا ہوا اسے ایسا لگا جیسے اسکے جسم سے اسکی جان جا رہی ہو۔ ایک یہی شخص تھا جسے اس نے چاہا تھا۔

"تو محبت اسے بھی ہے۔۔" وہ خود سے یہ الفاظ انتہائی کرب کی حالت میں کہہ پائی تھی کیونکہ حقیقت بھی تو یہی تھی۔

آنسو اسکی آنکھوں سے بہنے کے لیئے بے تاب تھے جسے اس نے اپنی آنکھوں میں بمشکل ہی روک رکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

جوں ہی سفر کا آغاز ہوا تو سبھی کے چہروں پہ ایک الگ چمک دوڑ گئی۔ ہر طرف پہاڑ اور ان پہاڑوں سے گری وادی قابلِ دید تھی۔ سرد موسم اور ہلکی ہلکی برفباری بلاشبہ سفر کی رونق بڑھا رہے تھے مگر اسکے چہرے کی رونق کہیں کھو سی گئی تھی۔

"کسی کو چاہنا اور پھر اسکا کسی اور کو چاہنا کسی عذاب سے کم تو نہیں ہے۔۔ لیکن۔۔ جنت۔ ہے بھی تو چاہے جانے کے قابل۔۔ اور سحیل جیسا انسان جنت کے لیئے ہی ہو سکتا ہے۔۔ میرے لیئے نہیں۔۔" وہ خود سے گویا ہوئی جبکہ اسکا پورا دھیان اپنے ساتھ بیٹھی جنت پہ تھا، جسے وہ رشکیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو؟؟" جنت نے اسکی نگاہوں کا رخ اپنی جانب پایا تو پوچھا۔

"کیوں؟ ایسا کیا ہے تم میں کہ تمہیں دیکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے بندہ؟؟" مہر نے اسکی بات کو مذاق میں اڑایا۔

"امممم۔۔ مممم۔۔" اس نے خاموشی سے اسکی طرف دیکھا اور پھر بولی۔

"مہر؟؟"

"ہاں۔۔" اس نے اسکی جانب پھر سے دیکھا۔

"اس سے محبت کرتی ہو؟؟" اس کے اس سوال پر مہر کے چہرے پہ اداسی اور لبوں پہ خاموشی سی چھا گئی۔

دوسری طرف اسکے جواب کی منتظر جنت کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ کہ وہ کیا جواب دے گی؟ ہاں میں جواب دیا تو وہ کیا کرے گی؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مہر؟؟" اس نے پھر سے اسے پکارا۔

"ہاں۔۔" وہ اپنے خیالوں سے نکلی۔

" نہیں۔۔" وہ اسکی طرف دیکھ کر یکدم بولی۔

"پکاناں؟؟" وہ یقین کی غرض سے بولی۔

"یقین کرلو۔۔ دوست ہے وہ میرا۔۔اور بس۔۔دوستوں کی طرح چاہتی ہوں اسے اور بس۔۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔" وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹتے ہوئے بولی جبکہ اسکی آواز صاف کانپ رہی تھی۔

جنت نے ایک نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور پھر اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنا سر سیٹ کی پشت کے ساتھ لگا دیا۔ مہر نے یونیورسٹی میں اس سے جو بات کی تھی،وہ خود کو چاہ کر بھی وہ بات سوچنے سے روک نہ سکی۔

"میں جانتی ہوں تم کیا سوچ رہی ہو؟ ارے یار۔۔ کم آن۔۔ دوست ہے وہ میرا اور بس۔۔۔کچھ نہیں۔۔ قسم سے۔۔" مہر نے ہنسنے کی خوب اداکاری کی۔

جنت نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا اور پھر سے آنکھیں بند کرتے ہوئے گاڑی میں لگے گانے کو سننے لگی۔

"کسے ایسی نگاہاں مینوں تکیا۔۔" گاڑی میں فل میوزک آن تھا۔

مہر کو ایسے لگا جیسے وہ اس سے کہہ رہی ہو۔۔"جھوٹ آنکھوں سے جھلکتا ہے۔" تبھی اس نے فوراً سے اپنی آنکھوں میں چھپی اداسی کو دور کرنے کے لیئے گانا تبدیل کرنے کی درخواست کی۔

"ارے یہ کیا؟؟ گانا تبدیل کیجیئے۔۔ بریک اپ والی فیلینگز آرہی ہیں مجھے۔۔۔" اس نے آگے بڑھ کر ڈرائیور سے کہا تو سبھی کا قہقہہ بلند ہوا اور سبھی نے مہر کی بات پہ اکتفا بھی کیا۔

البتہ جنت نے ایک سیکنڈ کے لیئے لاپرواہی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"ہاں یہ زیادہ ہی افسردہ کر گیا ہے۔۔" سر سمیع اللہ اعوان نے کہا تو ڈرائیور کو اپنے موڈ کے برعکس چاروناچار گانا تبدیل کرنا ہی پڑا۔

وہ واپس اپنی سیٹ کی طرف آ ہی رہی تھی کہ سجیل نے ہنستے ہوئے اسے کچھ اشارہ کیا جسے وہ سمجھ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ رمشا کے ساتھ والی سیٹ پہ آموجود ہوئی جہاں تمام طلبہ و طالبات تالیاں بجاتے ہوئے گانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"جیسے ہو۔۔ ویسے رہنا۔۔ تم سے بس۔۔ یہی کہنا۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسکی ساتھ والی سیٹ پہ براجمان تھا۔ اسے وہاں بیٹھے تقریباً پندرہ منٹ ہو چکے تھے مگر اسکی طرف سے جیسے آنکھیں نہ کھولنے کا ارادہ ہی کر لیا گیا تھا۔ وہ اپنے تصور میں اسے سوچتے ہوئے بے حد پرسکون اور مسرور تھی۔

سولہویں منٹ میں اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا۔

وہ یکدم چونکی۔

"آپ؟؟ یہاں؟؟ یہاں کیا کر رہے ہیں آپ؟؟" وہ ہڑبڑا سی گئی۔

"ریلیکس۔۔" اس نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رکھا جسے وہ اس کے ہاتھ سے نکلوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاتھ چھوڑیئے میرا۔۔" وہ زور دے کر ذرا آہستگی سے بولی۔

"کچھ دیر صبر کر جاؤ۔۔ بات کرنی ہے مجھے۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR LIFE

"کون سی بات؟؟" وہ ہاتھ چھوڑنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"وہی جو ادھوری رہ گئی تھی۔۔ تم نے سمجھی تو ہوگی نہیں۔۔ تو سوچا میں ہی سمجھا دوں۔۔" وہ ذرا شرارتی انداز میں بولا۔

"مجھے نہیں سمجھنا کچھ بھی۔۔ جائیں یہاں سے۔۔ اس سے پہلے کہ سر سمیع آپ کی واٹ لگا دیں۔۔" اس نے گویا اسے دھمکاتے ہوئے سر سمیع کی طرف اشارہ کیا۔ جو بچوں کے ساتھ سفر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"اوہ۔۔ میرا اتنا خیال؟؟" وہ مذاحیہ انداز میں بولا۔

"اپنا خیال ہے۔۔ آپ کا کیا ہے؟؟ کوئی کچھ نہیں کہے گا آپکو۔۔ تو برائے مہربانی۔۔" اس نے ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

"بے فکر رہو نا۔۔ میرے مضبوط ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ ہے۔۔ ہاں تو میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔" وہ اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا، جبکہ وہ اس سے تھوڑا پیچھے کو ہو رہی تھی۔

"ہاں بھئی بچو؟؟ کچھ ریفریشمنٹ چاہیئے کسی کو؟؟ ایک ٹک شاپ آ رہی ہے سامنے۔۔" سر سمیع نے جوں ہی پیچھے مڑ کر سوال کیا تو انکا پہلا دھیان ہی سجیل اور جنت پہ پڑا۔

انکے ذہن میں رات والا منظر گھوما۔ جنت نے فوراً سے اپنا دوپٹہ اپنے اور اسکے ہاتھ پہ رکھا کیونکہ اسکا ہاتھ ابھی بھی اسکے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔ وہ ان سے نظریں چراتے ہوئے گاڑی سے باہر نظر آتے پہاڑوں کو دیکھنے لگی۔

انہوں نے دونوں کو شکی نگاہوں سے دیکھا اور انکے قریب آنا چاہا مگر قدم بڑھاتے بڑھاتے رک گئے۔

”نہیں سر۔۔ ایوبیہ ہی رکیئے گا۔۔ موسم پہلے ہی خراب ہو رہا ہے۔“ یہ سہیل تھا جس نے کسی کے جواب دینے سے پہلے ہی جواب دیا۔

”امممم۔۔ ٹھیک ہے۔۔“ وہ نیم انداز میں مسکرائے اور چہرہ پلٹ کر دوبارہ سے سفر سے لطف اندوز ہونے میں مصروف ہوئے۔ مگر انکی چھٹی حِس ابھی بھی ان دونوں کا تعاقب کر رہی تھی۔

جنت نے کن اکھیوں سے انکی طرف دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ یکدم پورے زور سے اسکے ہاتھ کی گرفت سے نکالا۔

”حد ہوتی ہے۔۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟؟ کیا سمجھتے ہیں؟؟ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔۔۔ البتہ آپکی اس حرکت سے سر سمیع کچھ بھی سمجھ سکتے تھے۔۔“

”تو ڈر رہی ہو تم؟؟“ وہ ہنسا۔

”نہیں۔۔ نہیں ڈرتی میں۔۔ سمجھے آپ۔۔ اور پلیز جایئے یہاں سے۔۔ مجھے نہیں سننا کچھ بھی۔۔۔“

اس نے نظر بھر کے اسے دیکھا۔

”ڈرتی نہیں ہو۔۔ تو دوپٹے سے اپنا اور میرا ہاتھ چھپایا کیوں؟؟“

اسکی شرارتی ہنسی اسکے اندر آگ کے شرارے پیدا کر رہی تھی۔

”آپ جا رہے ہیں یہاں سے کہ میں جاؤں؟؟؟“ اس نے سوال کیا مگر جواب میں وہ دبے انداز میں مسکرا ہی دیا تھا۔

آخر وہ خود ہی اٹھی تو وہ اس سے پہلے موجود سیٹ پہ تھوڑا سا آگے ہو کر بیٹھا اور اسکا ہاتھ دوبارہ تھامتے ہوئے بولا۔

”بیٹھ جاؤ۔۔ کم از کم اپنے اس چوٹ لگے پاؤں کا ہی خیال کر لو۔“ اسکے لہجے میں ذرا سختی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سر سمیع کن آکھیوں سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ کیا چاہتے ہیں آخر؟؟؟" وہ تنگ آکر دوبارہ سیٹ پہ بیٹھی۔

"سمپل۔۔ جو کچھ تم نے رات میں کہا وہ سب اپنے پورے ہوش وہواس میں بولو۔۔" وہ بڑے آرام سے بولا تو وہ ذرا گھبرا سی گئی۔

"کیا؟؟؟ کیا؟؟ کیا بولا میں نے؟؟"

"یہی کہ تم۔۔" اسکے موبائل پہ بیل ہوئی تو وہ بات کرتا کرتا خاموش ہوا۔

"جی۔۔ کون؟؟" اس نے اسے اگنور کرتے ہوئے فون اٹھایا۔

"پہچانیئے۔۔" دوسری طرف سے اسکی گھمبیر آواز اسے سنائی دی۔

"جی۔۔" وہ ذرا کمفیوز ہوئی۔

"نظریں جھکانے کے ساتھ ساتھ آواز دھیمی رکھنے کی قائل بھی ہیں آپ؟؟" دوسری طرف سے شرارتی انداز میں قہقہہ لگایا گیا تھا۔

"آپ؟؟ جہانگیر؟؟" وہ ذرا رک کر بولی۔

سجیل نے چونک کر اسے دیکھا۔

جنت نے کن آکھیوں سے اسے دیکھا اور پھر جہانگیر کے ساتھ بے تکلفی سے بات کرنے لگی۔

"کہاں تھے آپ؟؟ اتنے دن؟؟؟ جانتے ہیں کتنا یاد کیا میں نے آپکو۔۔۔"

جہانگیر اپنے آفس میں موجود کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا مگر اسکے کیے گئے سوال پہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"سیر ئیسلی؟؟ آپ نے مجھے یاد کیا؟؟" اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

"جی۔۔ منگنی آپ سے ہو گی تو آپ کو ہی یاد کروں گی ناں!" وہ مصنوعی ہنسی تو سحیل غصہ سے اسکے پاس والی سیٹ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری خوش نصیبی۔۔ خوشی ہوئی سن کر جتنا بے قرار میں آپ کے لیئے تھا اتنا آپ بھی تھیں۔۔" جہانگیر کی بات سن کر وہ خاموش ہو گئی کیونکہ اسکا پورا دھیان سحیل پہ تھا جو برہم مزاجی سے اسکے پاس سے اٹھ کر گیا تھا۔

اس نے اپنا دھیان اسکی طرف متوجہ کیا جو کال پہ اسکے جواب کا منتظر تھا۔

"نمبر کہاں سے ملا آپکو؟؟"

"مل ہی گیا۔۔ جہانگیر ہارون کوئی چیز ڈھونڈے اور اسے نہ ملے۔۔ ہو ہی نہیں سکتا۔۔" وہ ذرا فخر سے مسکرایا۔

"اوہ۔۔ تو یہ بات ہے۔۔" وہ بھی مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایوبیہ پہنچتے ہی سب نے ہوٹل میں اپنا اپنا سامان رکھا۔ فریش ہوئے اور کھانے کے لیئے ڈائننگ ہال میں پہنچے۔

مہر نے کسی حد تک خود کو سمجھا لیا تھا کہ اس کی قسمت اس انسان سے وابستہ نہیں رہی اب جسے وہ صبح و شام سوچا کرتی تھی۔

"جی تو سب ٹھیک ہیں ناں؟؟" سر سمیع ڈائننگ ہال میں موجود میز کے سامنے موجود کرسی پہ نشست سنبھالتے ہوئے سب کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جی سر۔۔" سب کی طرف سے یکبارگی میں جواب دیا۔

"آپ سب آرام سے کھانا کھایئے۔۔ ایک گھنٹہ تیاری کے لیئے۔۔اس کے بعد ٹھنڈیانی کے لیئے نکلیں گے۔۔ اور شام میں یہاں بازار میں۔۔ٹھیک ہے؟؟؟"

"جی سر۔۔ ٹھیک ہے۔۔" سب سٹوڈنٹس نہایت خوش اور پرجوش تھے۔

"جنت بیٹی!" انہوں نے اسکا اداس چہرہ دیکھا تو بولے۔

"آپ کا پاؤں بہتر ہے اب؟؟؟" یہ سوال تو انکی طرف سے کیا گیا تھا لیکن جواب کا منتظر ان سے کہیں زیادہ سجیل تھا جو کافی دیر سے اسکو دیکھ رہا تھا۔

اس کے برابر میں بیٹھی مہر نے اسے کہنی مار کر ہلایا تو وہ جواب دینے کے قابل ہوئی۔

"جی۔۔بہتر ہے سر۔بس تھوڑی سی درد ہے۔۔"

تھوڑی ہی دیر میں بیرے گرما گرم کھانا میز پہ لگانے لگے جس کی خوشبو سے سبھی لوگ پرسکون ہوئے۔کیونکہ "پہاڑی علاقوں کے کھانوں کی تو بات ہی الگ ہے ناں!"

"کھانا کھالیجیئے۔۔اسکے بعد آپکو سر سجیل پیناڈال لادیتے ہیں۔۔" انکا کہنا تو نارمل تھا مگر درحقیقت وہ سجیل اور جنت کے تاثرات دیکھنا چاہتے تھے۔

دونوں نے یکدم نظریں اٹھا کر انکو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔۔ ہال میں موجود سبھی لوگ دونوں کے مابین بے چینی اور بے ترتیبی کو نوٹ کرتے ہوئے مسکرادیئے۔

"کیا ہوا؟؟ سر سجیل؟؟ آپ کے پاس فرسٹ ایڈ باکس ہے ناں؟؟" سر سمیع کے ساتھ بیٹھے سر واجد نے کہا۔

"جی۔۔ ٹھیک ہے۔۔" اسکی طرف سے بڑی سادگی سے جواب دیا گیا۔

کھانا لگتے ہی سبھی لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہوئے۔مہر نے اسے اسی وقت میسج کیا۔

”کھانے کے فوراََ بعد کاریڈور میں ملو مجھ سے۔۔“

اس نے میسج پڑھا اور خاموشی سے اسکی طرف دیکھا کر اثبات میں گردن ہلا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”ہاں! مہر۔۔ خیریت۔۔؟؟“ سجیل نے اس سے پوچھا۔

”پہلے تو میرے بلانے پہ کبھی تم نے ایسا نہیں پوچھا۔۔“ اس کے لہجے میں دکھ تھا جسے اس نے محسوس نہیں کیا۔

”نہیں۔۔ وہ۔۔۔ اسے میڈیسن دینی ہے ناں۔۔ اس لیئے ذرا جلدی میں تھا۔۔“

”امم م۔۔ م م۔۔ اتنی فکر ہے اسکی۔۔“ اس نے شرارتی انداز میں کہا۔

”نہیں۔۔ ایسی بات تو نہیں۔۔ وہ پرنسپل صاحب نے کہا تو۔۔۔“ وہ بات کرتے کرتے خاموش ہوا مگر پھر کچھ دیر بعد بولا۔

”اچھا کیا بات تھی۔۔ تم نے بلایا تھا۔۔“

”ہاں! کیا بات ہے؟؟ تم اس سے کوئی بات کرنا چاہتے تھے؟ ہو گئی بات؟؟“ وہ اہم مدعے پہ آئی۔

”وہ کچھ سنے تب ناں!“

”اگر برا نہ لگے تو پوچھ سکتی ہوں کہ کیا بات؟؟؟“ وہ ذرا ہچکچائی۔

”دوست ہو تم میری اور اس قدر بیگانہ سوال؟؟ “

”وہ مجھے لگا کہ۔۔۔ کہیں۔۔ کوئی پرسنل بات نہ ہو۔۔ پہلے بھی پوچھا تھا مگر تم نے بتایا ہی نہیں۔۔۔“

”اوہ۔۔ وہ۔۔ بس ڈسٹرب تھا کچھ۔۔ یار۔۔ مہر۔۔ تمہاری کزن میں کہیں یہ فطری مسئلہ تو نہیں کہ ایک بات کہہ کر مکر جاتی ہے یا بھول جاتی ہے۔۔“ آخر اس نے بات شروع کی۔

"میں سمجھی نہیں۔۔ کیوں؟؟ کچھ ہوا کیا؟؟" وہ الجھی۔

"ہاں۔۔ وہ رات میں۔۔۔" اس نے حرف بہ حرف ساری بات اسے بتائی۔ ایک لمحے کے لیئے تو مہر کو لگا جیسے اسکے دل میں کسی نے زہر آلود خنجر اتار دیا ہو مگر اگلے ہی لمحے وہ اسکی بات پہ چونک اٹھی۔

"کیا؟؟ کیا اس نے یہ سب کہا تم سے؟؟؟" وہ خود کو بمشکل ہی سنبھال پائی تھی۔

"ہاں۔۔ اور اب۔۔" وہ کہتے کہتے رکا۔

"اب؟؟ اب کیا؟؟" اسکا سانس بند ہو رہا تھا۔

"اب میں چاہتا ہوں کہ وہ یہ سب مجھ سے اپنے پورے ہوش و ہواس میں کہے۔"

"امممم۔۔ مم۔۔" اس نے بمشکل ہی اپنا سانس بحال کیا۔

"ہاں۔۔ تو؟؟ مسئلہ کیا ہے پھر؟؟؟"

"وہی تو مسئلہ ہے۔۔ مکر رہی ہے محبت سے۔۔" وہ تاسف سے بولا۔

"ہو سکتا ہے اسے کل رات میں خود کی کہی گئی بات یاد ہی نہ ہو؟؟؟"

"نہیں۔۔ ایسا ممکن نہیں۔۔ وہ بھول نہیں سکتی وہ سب۔۔ اگر بھول سکتی تو میرے نام پہ اسکا دل یوں دھڑکتا نہیں۔۔ اور نہ ہی اسکی دھڑکنوں میں یوں بے ترتیبی ہوتی۔۔" وہ ایک لمبی سانس بھر کر بولا۔

"تم اپنا کہو ناں۔۔ اسکی بات چھوڑو۔۔ اس سے تم جو پوچھنا چاہتے ہو، آج پوچھ لینا۔۔ موقع بھی ہو گا اور کوئی ڈسٹرب کرنے والا بھی نہیں ہو گا۔۔۔ لیکن کیا تم بھی؟؟؟"

"ہاں۔۔" وہ نظریں جھکا کر ذرا الجائی سے مسکرا دیا تو مہر بھی زخمی انداز سے مسکرا دی۔

"تو کیا تم میری مدد کر سکتی ہو؟؟"

”ہاں۔۔ کوئی مسئلہ نہیں۔۔ لیکن یہ میڈیسن مجھے دے دو۔۔ میں دے دوں گی اسے۔۔“ اس نے دوا اسکے ہاتھ سے لی اور وہاں سے جانے لگی۔ مگر جاتے جاتے واپس مڑی۔

”میرے میسج کا انتظار کرنا۔۔ او۔کے؟؟“اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور مسکرا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹھنڈیانی کے سفر کے دوران مہر کافی دیر تک اپنے اور سحیل کے مابین ہونے والی گفتگو کو سوچتی رہی۔

سحیل کا کہا ہوا ایک ایک حرف درست ثابت ہو رہا تھا۔

”وہ بھول نہیں سکتی وہ سب۔۔ اگر بھول سکتی تو میرے نام پہ اسکا دل یوں دھڑکتا نہیں۔۔اور نہ ہی اسکی دھڑکنوں میں یوں بے ترتیبی ہوتی۔۔“ بلاشبہ اس بات میں سو فیصد صداقت تھی۔ جنت کے سامنے سحیل کا نام لینا، اسے میڈیسن دینا۔۔ سب اسکی کہی ہوئی بات کی تصدیق کر رہے تھے۔اب اس کے سامنے ایک مشکل کام درپیش تھا۔ جو کہ جنت اور سحیل کا آپس میں پیچ اپ کرنا تھا۔وہ کبھی جنت کو دیکھتی تو کبھی سحیل کو۔۔ سحیل جو کہ بے حد مطمئن لگ رہا تھا جبکہ جنت کچھ کھچی کھچی سی لگ رہی تھی۔

ٹھنڈیانی کے سفر کے دوران اور وہاں گھومنے پھرنے کے دوران سحیل نے مہر کی ہدایت کے مطابق خود کو اس سے بات کرنے سے دور ہی رکھا۔ وہ اسے کیوں اگنور کر رہا ہے؟؟ یہ بات جنت کو اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔ مگر دوسری طرف اسے علینہ بھابھی کی بات اس سے دور کیے جا رہی تھی۔

”کیسے ہو بیٹا؟؟ کب سے نمبر ٹرائے کر رہا ہوں تمہارا۔۔لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔“ راحت صاحب کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑے لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”جی بھائی۔۔ سگنل پرابلم۔۔ ابھی ہوٹل میں آیا ہوں۔۔“ اس نے اپنا بیگ بیڈ پہ رکھا اور بستر پہ ڈھیر ہو گیا۔

"تمہارے سکیچ کی تصویر دیکھی میں نے۔۔اچھاہے بہت۔۔ اب بتاؤ۔۔ کون ہے وہ؟؟" وہ دوستانہ انداز میں بولے۔

"کون؟؟" وہ حیرانگی سے اٹھ بیٹھا۔

"وہی جو تمہارے اسکیچ میں ہے۔۔" وہ ہنس دیئے تو وہ ذرا کنفیوز ہو گیا۔

"بیٹا۔۔ بڑا بھائی ہوں تمہارا۔۔مجھے نہیں بتاؤ گے تو کسے بتاؤ گے؟؟"

"بھائی۔۔وہ مان نہیں رہی۔۔ کیا کروں؟؟ سوچا آپکو بتاؤں گا جب وہ قبول کر لے گی سب۔۔" وہ دکھی انداز سے بولا تو راحت صاحب کھکھلا کر ہنس دیئے۔

"تم نے ڈھنگ سے کچھ کہا نہیں ہو گا۔۔"

"بھائی۔۔ہنسے تو نہیں۔۔ کہا تو سب اس نے ہی تھا مگر اب وہ مکر رہی ہے۔۔" اس کی بات سن کر وہ ششدر رہ گئے اور یقین کی غرض سے بولے۔

"اس نے کہا؟؟ تم نے یہی کہا نا ابھی؟؟"

"جی بھائی۔۔ دو منٹ۔۔ میں ذرا باہر جا کے کال بیک کرتا ہوں۔۔ سر سمیع کے میسجز آرہے ہیں۔۔" وہ کمرے سے باہر آیا اور کاریڈور میں سے ہوتا ہوا ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آیا۔

"پھر وہ مکر نہیں رہی۔۔پھر وہ ڈر رہی ہے۔۔" ان کے ذہن میں اسی وقت تابینہ آئی۔وہ خود سے بولے اور اسکی دوبارہ کال کا انتظار کرنے لگے۔

"جی سر؟؟" وہ سر سمیع کے سامنے موجود کرسی پہ آبیٹھا۔

"باقی سب بازار جانے کی تیاری میں ہیں۔۔میں نے سوچا آپکے ساتھ چائے پی جائے۔۔" انہوں نے سجیل کو گہری نظروں سے دیکھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی۔۔کیوں نہیں۔۔ دیگی چائے منگوالیجیئے۔۔" اس نے موبائل فون نکالا اور راحت کو میسج ٹائپ کیا۔

"تو کیا کروں بھائی؟؟"

"بات کرواس سے۔۔ اور کیا؟؟" وہ میسج ٹائپ کرتے ہوئے ہنس دیئے۔

"ہاں۔۔دعا کریں کہ بات ہو جائے۔۔" اس نے میسج ٹائپ کیا اور موبائل پینٹ کی جیب میں ڈالا۔

"کچھ پریشان ہیں آپ؟؟؟ سب ٹھیک تو ہے۔۔" سر سمیع اسکے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر بولے۔

"ن۔۔نن۔۔نہیں تو۔۔سب ٹھیک ہے۔۔" وہ زبردستی ہنسا۔

"شش و پنج کا شکار لگ رہے ہیں آپ۔۔"

انکے منہ سے خالص اردو کا لفظ سن کر وہ ہڑبڑایا۔

"کس کا شکار؟؟؟"

"شش و پنج۔۔مطلب۔۔الجھن۔۔ ٹینشن۔۔" وہ اسکے پوچھنے کے انداز پہ ہنس دیئے۔

"بہت مشکل اردو استعمال کی آپ نے۔۔میں سمجھا کسی بیماری کا نام لے لیا آپ نے۔۔" سجیل کی بات پہ وہ کھکھلا کر ہنسے۔

"آپ آج کل جس بیماری کا شکار ہیں۔۔کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔۔" انکی ذو معنی بات کو سن کر وہ حیرانگی سے سوالیہ بولا۔

"کیا مطلب؟؟ میں سمجھا نہیں؟؟"

"کچھ نہیں۔۔ لیکن سحیل صاحب۔۔ راحت صاحب سے بہت اچھے تعلقات ہیں ہمارے۔۔ اگر آپ انکے بھائی نہ ہوتے تو شاید میں آپکے بارے میں بہت جلد کوئی غلط رائے قائم کرلیتا۔۔ لیکن۔۔ اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں۔۔ تو میں۔۔ سمیع اللہ اعوان آپکا بھرپور ساتھ دوں گا۔۔"

"جی؟؟؟" اس نے حیران کن نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔ آئیں بائیں شائیں کریں اس بات کو۔۔ چائے لیجیئے۔۔" اسکے چہرے کی پریشانی کو دیکھ کر انہوں نے بات کو مذاحیہ انداز میں بدلا۔

☆☆☆☆

ٹھنڈیانی کے سفر سے واپسی پہ تقریباً عشاء کا وقت ہو چکا تھا۔ اب مہر کو سحیل سے کی گئی بات کو پورا کرنا ابھی باقی تھا۔ اور وہ کام صرف آج کی رات ہی ہو سکتا تھا کیونکہ کل شام میں واپسی کا سفر تھا۔ اپنے کام کو پورا کرنے کے لیئے اس نے رمشاء کو اپنے ساتھ ملایا۔ رمشاء نے جوں ہی اسکے منہ سے وہ سب سنا جو سحیل اسے بتا چکا تھا، اس کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔

"چلو مہر۔۔ باہر میری ایک دو تصویریں تو کھینچ دو۔۔ پلیز؟؟؟" رمشاء نے اصرار کیا۔

"یار۔۔ نہیں۔۔ بازار جاتے وقت کھینچ لیں گے ناں تصویریں۔۔" مہر نے ایک نظر جنت کو دیکھا جو بیگ میں اپنے دستانے رکھ رہی تھی۔

"بازار میں خریداری بھی تو کرنی ہے ناں!" رمشاء نے تکرار کی۔

"اور ویسے بھی یار۔۔۔ کیا فائدہ اتنا تیار ہونے کا۔۔ ادھر آنے کا۔۔۔ ایک دو ٹک ٹاک بھی بنانی ہے مجھے۔۔۔" وہ رونے والے انداز میں بولی تو مہر اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔

”جانتی تو ہو۔۔ جنت کے پاؤں میں درد ہے۔۔ یہ کہاں ہمارے ساتھ باہر گھومے گی۔۔ اور اوپر سے یہ تمہارا فوٹو شوٹ۔۔ شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے۔۔ “

”جلدی آجائیں گے ناں؟؟“ رمشاء پھر سے بولی۔

اب کی بار مہر کی جگہ جنت بولی۔

”آخر مسئلہ کیا ہے؟؟ میرا پاؤں کافی بہتر ہے اب۔۔ مہر جاؤ تم۔۔ کھینچ دو اسکی تصویریں۔۔ میں تب تک بازار کے لیئے تیار ہو جاتی ہوں۔۔ “

”ہاں ٹھیک ہے۔۔ آدھا گھنٹہ لگے گا ہمیں۔۔“ رمشاء نے اسے اشارہ کیا۔ جس پہ مہر نے اسے غصہ سے گھورا۔

”اسے شک ہو جائے گا بد تمیز۔۔ چپ کر۔۔ اور بس نکل۔۔“ مہر اسکے قریب آکر بولی۔

جنت نے دونوں کو آپس میں کھس پھس کرتے دیکھا تو دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھا۔

”یہ تمہارا جھمکا اتر رہا ہے۔۔ سیٹ کر دوں میں ذرا۔۔“ مہر ہنستے ہوئے بولی۔

”اوہ۔۔ ہاں۔۔ شکریہ۔۔ چلو۔۔ چلیں؟؟؟“ رمشاء نے اسے نظروں سے اشارہ کیا جسے سمجھتے ہوئے اس نے فوراََ سے سجیل کو میسج کیا۔

”سجیل۔۔ آجاؤ۔۔ لیکن۔۔ ذرا احتیاط پلیز۔۔ کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔ سمجھے؟“ کمرے سے نکلتے نکلتے ہی اس نے اسکو یہ میسج بھیج دیا تھا۔ میسج کے موصول ہوتے ہی وہ طوفان کی صورت اٹھا۔ اس چیز کی پرواہ کیے بناء کہ سر سمیع جو اس سے بات کر رہے تھے، ان کی بات کو وہ ادھورا چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اہم۔۔ دیگی چائے۔۔ جو اس نے بڑے ہی پیار سے آرڈر کی تھی۔۔ اسکا ابھی ایک گھونٹ ہی وہ حلق میں اتار پایا تھا۔

"سب ٹھیک تو ہے؟؟ آپ کی طبعیت ٹھیک تو ہے؟؟" انہوں نے جواب طلب کیا۔

"جی۔۔۔ایک ضروری کام ہے۔۔ میں آپ سے آ کر بات کرتا ہوں۔۔اگر آپ مائینڈ نہ کریں تو؟؟" وہ جاتا جاتا رکا۔

"نہیں۔۔کوئی بات نہیں۔۔" انہوں نے فی الحال اس سے کوئی بات نہ کی بلکہ اسے جانے دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ان دونوں کے جانے کے بعد اس نے روم لاک کیا اور خود تیار ہونے کے لیئے شیشے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"آج کھلے بالوں کے ساتھ کیپ پہن لوں؟؟ اچھی لگے گی؟؟" اس نے اپنا بغور جائزہ لیا اور اپنے بند بالوں کو کھولا۔

"ہاں۔۔یہ اچھا ہے۔۔" وہ خود سے بولی اور پھر کیپ نکالنے کے لیئے اپنے بیگ کی طرف بڑھی۔

اس سے پہلے وہ کیپ نکال پاتی، دروازے پہ دستک ہوئی۔

"اتنی جلدی آ گئیں؟؟" وہ خود سے بولی۔ اور دروازہ کھولنے کے لیئے بڑھی۔

"ہاں۔۔ بھئی۔۔ رمشاء پانچ منٹ میں تمہارا فوٹو شوٹ۔۔"

دروازہ کھولتے ہی اسے اپنے سامنے پا کر وہ حیران ہو گئی۔

"آپ؟؟ یہاں؟؟ خیریت؟؟" وہ بوکھلا سی گئی۔

"مہر نہیں ہے۔۔" اتنا کہتے ہی اس نے دروازہ بند کرنا چاہا جسے اس نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے دوبارہ کھولا۔

"میں نے مہر کا نہیں پوچھا۔"

"تو؟؟؟" اس نے دروازے پہ ہاتھ رکھا۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔" اس نے ٹو دی پوائنٹ بات کی۔

"جی کہیئے؟؟"

"یہاں نہیں۔۔ اندر آ سکتا ہوں؟؟" اس نے اجازت چاہی۔

"نہیں۔۔ اور پلیز۔۔ جایئے یہاں سے۔۔ پھر بازار کے لیئے دیر ہو گی تو آپ اساتذہ کرام کا لیکچر سننا پڑے گا۔"

"اور اگر اب بات نہیں سنو گی تو تب بھی لیکچر سننا پڑے گا۔۔" وہ اسکے انداز پہ ہنس دیا۔ مگر پھر التجائیہ انداز میں بولا۔

"پلیز۔۔ صرف تھوڑی دیر۔۔"

"آپ کو شاید سمجھ نہیں آ رہا کہ مجھے آپ سے بات کرنے میں کوئی انٹریسٹ نہیں۔۔" وہ ذرا غصہ سے بولی۔

"نہ ہو۔۔ مگر مجھے ہے سمجھی۔۔" اس نے بھی اسی کہ انداز میں جواب دیا اور نیم کھلا دروازہ دھڑام سے کھولتے ہوئے اندر آ موجود ہوا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟" اس نے حیران کن نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"بہتر یہی ہے کہ میری بات سن لو۔۔"

"نہیں سننی مجھے کوئی بھی بات۔۔ آخر آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتا۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"بے فکر رہو۔۔ دروازہ کھلا ہے۔۔ کچھ نہیں ہو گا تمہارے ساتھ۔۔" اسکے الفاظ سننے کے بعد وہ چپ چاپ کرسی پہ آ بیٹھی۔

دو منٹ کی گہری خاموشی کے بعد وہ بولی۔

"آپ بہت غلط کر رہے ہیں۔۔"

"اور جو تم نے کیا؟؟ وہ؟؟" اس نے اسے جنجھوڑنا چاہا۔

"کیا کیا ہے؟؟ آپ تو ایک بات کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔۔ فضول میں۔۔" آخر وہ تنگ آکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"فضول تھا وہ سب کیا؟؟"

"مجھے نہیں یاد۔۔ اور اگر میں نے آپکو ایسا ویسا کچھ بول بھی دیا تھا کل رات۔۔ تو اسے سچ سمجھنے کی غلطی آپکی۔۔ سو مجھے پریشان نہ کریں اور جائیں یہاں سے۔۔"

کمرے کے باہر ان دونوں کی آتی آواز کو سر سمیع بغور سن رہے تھے۔ ان کا جی چاہا کہ وہ آگے بڑھ کر سجیل کو اسے پریشان کرنے سے روکیں۔ مگر "کل رات" والی بات سے وہ جاتے جاتے رکے۔

"میں تب تک نہیں جاؤں گا جب تک تم مجھ سے اپنے پورے ہوش و حواس میں وہ سب نہ کہہ دو جو تم نے کل رات کہا۔۔"

"تو ٹھیک ہے۔۔ آپ رہیئے یہاں۔۔ میں ہی چلی جاتی ہوں یہاں سے۔۔" اس نے اپنی شال کو بستر سے اٹھایا اور دروازے کی جانب بڑھی۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

"تمہیں ڈر کس بات کا ہے آخر جنت؟؟" اسکے منہ سے اپنا نام سننے کے بعد وہ بری طرح سے کانپنے لگی اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ؟؟ اسکا ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں جو تھا۔

"ریلیکس۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھو۔۔ تمہیں اگر کسی کا ڈر ہے تو میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔ کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گا تمہارا۔۔ دیکھو یہ محبت ایسے نہیں ہوتی۔۔ یہ کوئی عام چیز نہیں ہے۔۔ جس کی بے قدری کرو تم۔۔"

"پہلے تو آپ بناء اجازت کے یہاں آ گئے۔۔ اس چیز کی پرواہ کیے بناء کہ کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہو گا؟؟ اور اب میرا ہاتھ۔۔ میرا ہاتھ ایسے پکڑا ہے جیسے آپ کی ملکیت ہو۔۔ اگر آپ میں ایتھیکس نام کی چیز نہیں ہے تو یقین کیجیئے۔۔ آپ محبت کا کشکول لے کر بھلے ہی میرے آگے کھڑے کیوں نہ ہو جائیں۔۔ محبت کبھی بھیک میں بھی نہیں ملے گی۔۔ سمجھے آپ۔۔"

اس نے اپنا ہاتھ پورے زور سے اسکے ہاتھ سے چھڑوانا چاہا مگر اس نے غصہ سے اپنی گرفت کو مضبوط کر لیا۔

"حد ہوتی ہے بد تمیزی کی۔۔ معاف کر دیں مجھے۔۔ خدا کے لیئے۔۔" آخر وہ اس کے سامنے کمزور پڑ رہی تھی کیونکہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"محبت کو بھیک کا نام نہیں دو۔۔ یہ بول کر تم میرا اور اپنا مذاق بنا رہی ہو۔۔" اس نے اسکا ہاتھ چھوڑا تو اس نے نے اپنے بکھرے بالوں کو درست کیا۔

"یہ سب ممکن نہیں ہے۔۔ میری منگنی ہو چکی ہے اور مجھے انہیں سے محبت کرنا ہے۔۔ آپ سے جو کچھ بولا وہ محض فضول تھا۔۔ میں ہوش میں نہیں تھی تب۔۔"

اس نے ایک لمحے کے لیئے اس پہ گہری نگاہ ڈالی اور پھر ہولے سے مسکرا دیا۔

"تم ہوش میں نہیں تھی۔۔ مگر میں تو تھا۔۔ تمہارا وہ "محض فضول" سا مجھ سے اظہار کرنا، میری زندگی کا حاصل ہے جنت۔۔ پلیز۔۔ میرا ساتھ دو۔۔ تمہیں کبھی شرمندگی نہیں ہو گی۔۔ ٹرسٹ می۔۔" وہ پر اعتمادی سے بولا تو وہ ہنس دی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹرسٹ۔۔" اس نے اپنے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے رگڑ کر صاف کیا۔

وہ اسکے اس طرح ہنسنے پہ پریشان ہوا۔

"میری خالہ نے بھی تو ٹرسٹ ہی کیا تھا آپکے بھائی پہ۔۔اور ہوا کیا؟؟" اب کی بار وہ دکھ سے بولی۔

"کیا؟؟ کیا کہنا چاہتی ہو تم؟؟" وہ ذرا تلخی سے بولا۔

"مطلب صاف اور واضح ہے۔۔انہوں نے بھی خالہ کا تنہائی میں فائدہ اٹھایا اور اب آپ بھی آ گئے۔۔ اظہار کرنے۔۔وہ بھی اس بند کمرے میں۔۔ تنہائی میں۔۔"

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ تمہیں نہیں قبول میری محبت تو نہ سہی۔۔ مگر تم میرے بھائی کے بارے میں ایسی گھٹیا بات کہو۔۔اسکی اجازت نہیں دے سکتا تمہیں۔۔" وہ اسکے قریب آکر انتہائی غصہ میں بولا۔ اور کیوں نہ بولتا۔۔راحت ہی وہ انسان تھا جس نے اسے باپ کی طرح پالا تھا۔

"مجھ پہ بگڑنے سے پہلے اپنے بھائی سے پوچھ لیں کہ انہوں نے میری خالہ کے ساتھ کیا کیا؟؟ اور رہی محبت قبول کرنے کی بات۔۔۔ تُف ہے مجھ پہ۔۔ جس سے آپ محبت کا دعویٰ اس بند کمرے میں کر رہے ہیں۔۔" وہ تاسف سے بولی۔

"اور ویسے بھی دشمنوں سے محبت نہیں کی جاتی۔۔ آپ یا تو مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہیں یا پھر آپ بھی اپنے کریکٹرلیس بھائی کی طرح۔۔۔"

جنت کو غصہ میں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔ اسکے الفاظ ادھورے ہی رہ گئے جب سحیل نے اسکے منہ پہ تھپڑ دے مارا۔

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے اپنی بائیں گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا، اسکا بس چلتا تو اسکا خون پی جاتی۔

"جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔ محبت کا اظہار بھی کروں گا اور تمہیں اپناؤں گا بھی۔۔ اور وہ بھی سب کے سامنے۔۔۔" اس نے جیسے اسے الٹی میٹم دیا اور وہاں سے تیزی سے چلتا بنا مگر وہ بت بنے اسے دیکھتے ہی رہ گئی۔ اسکی آنکھیں پتھر کی مانند ہو چکی تھیں جس سے آنسو کا قطرہ بمشکل ہی نکل پایا تھا۔ اسکے جاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"کاش! میں یہاں آتی ہی ناں۔۔ اور مجھے اس انسان سے محبت نہ ہوتی۔۔ میں تو مری کی محبت میں آئی تھی یہاں۔۔ کیا پتہ تھا کہ یہاں کسی کی محبت میری جان لے لے گی۔۔ قطرہ قطرہ جان نکلنے کا عذاب کیا ہوتا ہے۔۔ یہ سب محبت میں موت سے پہلے ہی محسوس ہوتا ہے۔۔ اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔"

سجیل کو وہاں سے جاتا ہوا دیکھ کر سر سمیع آگے بڑھے۔ کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا کہ وہ اسکی حالت اور اسکے منہ سے نکلنے والے الفاظ، سن کر حیران رہ گئے جو انکے دل پہ گہرے نقش چھوڑ گئے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ کیا کریں۔۔ مگر جیسے جیسے وہ یہ سب سوچتے گئے انکی الجھن میں اضافہ ہوتا ہی گیا۔ پہلے تو انہیں لگا کہ یہ سب فضول میں ہی ہے۔۔ لیکن دونوں کے مابین معاملے کی سنگینی کا منہ بولتا ثبوت آج ان کے سامنے تھا جسے وہ چاہ کر بھی جھٹلا نہیں پا رہے تھے۔

تبھی چاہتے تھے کہ اس مسئلے کا حل کسی طرح سے نکالیں۔

دوسری طرف وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ غصہ سے دروازہ بند کیا اور بالکنی میں آ پہنچا۔ مری کا موسم اسکے دل کا موسم کے برعکس تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں اسے گرم، مزید گرم محسوس ہونے لگی تھیں۔ اس نے کئی بار خود کو کوسا، جو کچھ دیر پہلے وہ کر کے آرہا تھا۔

”مجھے اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔“ وہ خود کو ملامت کرتے ہوئے آبدیدہ ہوا۔

”مگر اس نے بھی تو حد کی۔۔ میرے راحت بھائی۔۔ جن کے کردار کی گواہی دنیا دیتی ہے۔۔ ان کے بارے میں کیوں بکواس کی اس نے؟“ اس نے خود سے سوال کیا۔

اسے راحت بھائی کو کریکٹر لیس نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔“ وہ اپنا ہاتھ غصہ سے کرسی پہ پٹختے ہوئے بولا۔

”اللہ کرے مر جاؤ تم۔۔ مر جاؤ تم سجیل۔۔“ وہ خود کے ساتھ الجھ رہی تھی اور زاروقطار رو بھی رہی تھی۔

”نفرت ہے مجھے تم سے نفرت۔۔ شدید نفرت۔۔۔۔“ وہ اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔

۔۔۔۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر چھ

وہ دونوں جب سے مری آئی تھیں، اماں بی بے چین اور بے قرار رہنے لگی تھیں۔ انہوں نے اسے کبھی خود سے دور بھیجا بھی تو نہیں تھا۔ انکے چہرے کی پریشانی کو دیکھ کر ندیم ماموں انہیں یہی کہا کرتے تھے کہ "اماں بی اب اگر اجازت دی ہے تو پر سکون رہیں۔۔ دعا کریں، خیر خیریت سے واپس آئیں۔" ان کا تو بس جی چاہتا کہ وہ چوبیس گھنٹے اس سے فون پہ حال احوال دریافت کرتی رہیں مگر موسم کے باعث پہاڑی علاقے میں سگنل کا کافی پرابلم تھا، جس کے باعث انکی یہ خواہش پوری نہ ہو پاتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دونوں جب کمرے میں داخل ہوئیں تو اسکی کیفیت دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔

"کیا ہوا تمہیں؟ طبعیت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟" رمشاء اسکے قریب آکر بولی مگر اسکی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔

رمشا نے مہر کی طرف دیکھا اور اشارۃََ اسے اس سے پوچھنے کے لیئے کہا۔

"جینی؟ کیا بات ہے؟" مہر اسکے قریب آکر بیٹھی۔

"تم نے بھیجا تھا اسے یہاں؟" اسکی منجمد آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بہہ نکلا۔

"جینی۔۔ آخر تم کیوں ضد لگائے بیٹھی ہو؟ بھروسہ کرو اس پہ۔۔" جواباََ اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔۔ میں تو یہاں مری کی محبت میں آئی تھی۔۔ تو پھر کیوں میرے ساتھ یہ سب ہو رہا ہے؟" وہ اسکے گلے جا لگی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”تو کیوں نہیں تم ایڈ مِٹ کر لیتی؟؟؟“

”ایڈمٹ؟؟ کیا؟؟“ وہ اسکے گلے لگ کر رو رہی تھی مگر پھر اسکی بات سن کر اس سے الگ ہوئی۔

”ہاں! بد تمیز۔۔ یور آران لو۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر خوشی سے بولی۔

”لو۔۔“ ن۔نن۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔“ اس نے منفی انداز میں گردن ہلائی۔

”کیوں؟ کیوں نہیں ہو سکتا؟؟“ وہ زچ ہو کر بولی۔

”خدا کا نام ہے جینی۔۔ خود سے نظریں چرانا بند کرو۔۔ تم مان کیوں نہیں لیتی کہ تمہیں اس سے محبت ہے۔۔“

”نہیں ہے مجھے اس سے محبت۔۔ نہیں ہے۔۔۔“ وہ بار ہا بولی جیسے اپنے آپ کو یقین دلانا چاہتی ہو۔

”خود کو یقین دلانے کا اچھا بہانا ہے۔۔“ وہ طنزیہ بولی۔

”مہر۔۔ تم اتنی جلدی بھول گئی سب؟؟ جنت نے ابھی دشمنوں سے محبت کرنا نہیں سیکھا۔۔ سمجھی!“ اس نے اپنی آنکھوں سے زارو قطار بہنے والے آنسوؤں کو رگڑ کر صاف کیا اور خود کو رونے سے باز ہی رکھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

مہر اسکی بات سن کر نیم انداز میں مسکرا دی۔

”جنت ہی تو محبت کرتی ہے اپنے دشمنوں سے۔۔ انہیں اپنا گرویدہ کرنے کے بعد۔۔ جب کوئی اسکے لیئے پلٹ کر آتا ہے وہ اسے اپنی آغوش میں سنبھال لیتی ہے۔۔“

”خیر۔۔“ وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

”وہ دشمن نہیں ہے۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔“

جینی نے اسکی بات کاٹی۔

”دشمن ہی ہے۔۔ بھول گئی ہو تم جو کچھ اسکے بھائی نے تابینہ خالہ کے ساتھ کیا۔۔“

”اوہ! مائی گاڈ! خدا کا نام ہے۔۔“ وہ سخت کڑے لہجے میں بولی۔

”خود سے اخذ کرنا بند کرو۔۔ تم اُس بات کو بنیاد بنا رہی ہو جو کہ ہے ہی بے بنیاد۔۔“

”تو اب تم ان کی طرف داری کرو گی؟؟ یہ کم ظرف لوگ تنہائی کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔۔ اور بس۔۔ کاش راحت انکل خالہ کا ساتھ دے جاتے۔۔“

”شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔“ ”تو یہی بکواس تم نے اس سے بھی کی ہو گی؟؟“ وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

جواباً وہ خاموش رہی۔

”جنت۔۔ جنت۔۔ جنت۔۔۔ کیا ہو تم۔۔ ساتھ پوپھو نے نہیں دیا تھا بالکل تمہاری طرح۔۔“

”جھوٹ۔۔ بالکل جھوٹ۔۔ یاد نہیں علینہ بھابھی نے کیا کہا تھا؟“

”یاد ہے سب یاد ہے۔۔ مگر وہ ایک ادھوری بات تھی۔۔ تم کسی ادھوری بات پہ مکمل یقین کیسے کر سکتی ہو؟“

”راحت انکل نے تو اس رات ان کی جان بچائی تھی۔ اصطبل کے مالک کی بھی کوئی بات ٹھیک طرح سے سنی نہیں گئی۔۔ جو کچھ لوگوں نے دیکھا، بتایا، اسے سچ مان لیا گیا۔۔ اصطبل کے مالک کو اسکے گاؤں واپس بجھوا دیا گیا تھا تاکہ وہ کسی کو کچھ بتا نہ سکے۔۔ اور جانتی ہو ایسا کرنے والا اور کوئی نہیں تھا۔۔ بلکہ اماں بی تھیں۔۔“

اسکی بات پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”نہیں۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔ وہ ایسا کیوں کریں گی؟؟ انہوں نے آج تک کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کی۔۔اور یہ تو پھر ان کی اپنی بیٹی کا معاملہ تھا۔۔“

”ہاں۔۔تو اسی لیئے۔۔اپنی بدنامی کے خوف سے انہوں نے راتوں رات ہی چچا الاؤدین کو نوکری سے فارغ کر دیا تھا، کہ کہیں وہ اس بات کو پھیلا نہ دے۔“

”کچھ روز پہلے ہی سحیل کو راحت بھائی نے یہ سب بتایا۔۔میں نے بہت بار سوچا کہ تمہیں یہ سب بتادوں۔۔ مگر سوچا کہ تم شاید اماں بی کے خلاف یہ سچ ہضم نہیں کر پاؤ گی۔“

جینی بت بنے، بناء آنکھوں کو جھپکائے اسکی بات سن رہی تھی۔

”راحت انکل نے تابینہ پوپھو کا اسی روز ہاتھ تک مانگ لیا تھا مگر۔۔۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کاش تابینہ۔۔ تم میرا ساتھ دے دیتی تو آج میں تنہا نہ ہوتا۔۔کاش۔۔ بھلے ہی تم مجھ سے محبت نہیں کرتی تھی۔۔ مگر میں تو تم سے محبت کرتا تھا۔۔ میری محبت میں اتنی طاقت تو تھی ہی کہ تمہارے دل میں اپنے لیئے محبت کا احساس پیدا کر دیتا۔۔“ راحت اپنے سٹڈی روم میں آتش دان سلگائے بیٹھا ہوا ماضی کی جھلکیوں میں گم تھا۔

”اماں بی آپ غلط سوچ رہی ہیں۔۔

”اللہ کی قسم۔۔۔اماں بی۔۔۔“ وہ تیزی سے سر اٹھاتے ہوئے بولے جس پر تابینہ نے تھوڑی سی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

”میں نے اور تابینہ نے محبت کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔میں انہیں اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔۔۔“ وہ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"سوچنا بھی نہ کبھی۔۔۔اور اب تم اپنی منحوس شکل لے کر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کہ تمھیں دھکے دے کر نکالا جائے۔۔۔جاؤ۔دفع ہو جاؤ۔۔" وہ لاٹھی سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اونچی آواز سے بولیں۔

راحت نے نظر اٹھا کر تابینہ کو دیکھا اور اشارۃََ اسے اپنا ساتھ دینے کی التجا کی مگر وہ تھی کہ اماں بی سے رحم کی بھیک ہی مانگتی رہی۔

"اب اسے ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہے ہو؟؟ کہا تابینہ تم اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟؟"

"میرا ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔۔۔" راحت جو اسکی طرف سے مثبت جواب کے انتظار کی امید لگائے تھا اسکی بات پہ ششدر رہ گیا۔

وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے ذرا سسکی لے کر بولی تھی۔

"سن لیا؟؟ اب جاؤ یہاں سے تم۔۔" اماں بی اس پہ شیر کی طرح دھاڑی تھیں کہ وہاں موجود سب سہم گئے سوائے راحت کے۔۔ اسکے ذہم میں تو تابینہ کی کہی بات ہی گھوم رہی تھی، تبھی اس نے آخری کوشش کرنا چاہی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو تابینہ ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ تو پھر کیوں تم اس گناہ کی سزا کے انتظار میں مجرموں کی طرح کھڑی ہو جو تم نے کیا ہی نہیں۔۔۔اور نہ ہی میں نے۔۔۔"

"لڑکے۔۔ تم نے سنا نہیں۔۔۔اس نے کیا کہا ہے؟؟" اماں بی نے ہنکار کر کہا تو تابینہ مزید کانپ اٹھی۔

راحت نے انتہائی لاچاری سے تابینہ کی طرف دیکھا جو بے بسی سے اس سے نظریں چرا رہی تھی۔ آخر اس نے خود کو ضبط کیا اور سے وہاں سے نکلنے کی کی۔

اس کے بعد تابینہ کے ساتھ کیا ہوا، انہیں کچھ خبر نہ ہوئی۔

"تابینہ۔۔میر ااعتبار کیا ہوتا تم نے۔۔کاش!"

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہے تھے کہ انکے پاس پڑے فون پہ بیل ہوئی۔وہ تیزی سے اپنے خیالوں سے نکلے۔

"کہاں رہ گئے تھے؟؟" فون اٹھاتے ہی انہوں نے اس سے گلہ کیا۔

"سر سمیع اللہ اعوان صاحب نے بلوایا تھا۔۔" وہ بالکنی میں موجود کرسی پہ ٹیک لگائے افسردگی سے ان سے بات کر رہا تھا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟؟ کیا اس نے کچھ کہا؟" وہ اسکی افسردگی بھانپ چکے تھے۔

"نہیں۔۔۔وہ بھلا مجھے کیا کہیں گے۔۔"

"میں انکی بات نہیں کر رہا ہوں۔۔ وہ اسکیچ والی لڑکی کا بتاؤ۔۔"

"کچھ نہیں بھائی۔۔ بھول جایئے اسے۔۔اور بھول جایئے کہ میں نے آپ سے ایسی کوئی بات بھی کی تھی۔" وہ گہرے دکھ سے بولا۔اسکا لہجہ راحت کو تجسس میں ڈال گیا تھا۔

"کیا بات ہے سجو۔۔۔ تم ٹھیک تو ہونا!"

"ہاں۔۔میں ٹھیک ہوں۔" اس نے دل کو تھاما اور آنسو کو ضبط کیا۔

"مجھے نہیں لگ رہا کہ تم ٹھیک ہو۔۔ میرے جِگر۔۔کچھ تو ہوا ہے۔۔" سجیل کی طرف سے گہری خاموشی تھی مگر پھر وہ اسے اپنا ہمدرد جانتے ہوئے بولا۔

"بھائی۔۔ آپ کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا شاید مجھے۔۔ محبت کا دکھ محبت میں ہارا ہوا شخص ہی سمجھ سکتا ہے۔۔"

"جانتے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ میرا اظہار بے مطلبی ہے۔۔ میں اسکی تنہائی کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔۔اور مزید یہ کہ "تُف ہے کہ میں اس سے اظہار اکیلے میں کر رہا ہوں۔۔ کسی کے سامنے اسے اپنانے کی جرأت نہیں رکھتا۔۔" اس نے چاہا کہ وہ انہیں اصل بات بتائے مگر چاہتے ہوئے بھی اصل بات نہ بتا سکا۔ کیونکہ وہ انہیں دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک کہتی ہے وہ۔۔" انہوں نے سگار کو سلگاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس میں کیا ٹھیک ہے؟ جب مجھے اس سے محبت ہے تو اسے ہی بتاؤں گا نا؟ دنیا کو کیوں بتاؤں؟" وہ کرسی پر سے اٹھا اور بالکنی میں ٹہلتے ہوئے سورج غروب ہونے کے منظر کو خوب غور سے دیکھنے لگا۔

راحت صاحب اسکی بات سن کر ہنس دیے۔

"میرے جِگر۔۔۔ تم نہیں سمجھوگے۔۔ محبت وہ بھی تم سے کرتی ہے لکھوا لو یہ مجھ سے۔۔ لیکن عورت کبھی اس مرد کا اعتبار نہیں کرتی جو دنیا کے سامنے اسے اپنانے کی ہمت نہیں رکھتا۔۔" اپنے منہ سے ادا ہونے والے لفظوں سے چند سیکنڈ کے لیئے وہ بھی خاموش ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ وہ اسے وہ سب سمجھا رہے تھے جو انکی زندگی میں اسکے برعکس ہوا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر کے منہ سے ساری سچائی سننے کے بعد اسے اپنے ایک ایک الفاظ پہ ندامت محسوس ہو رہی تھی۔

"محبت کرتا ہے وہ تم سے۔۔ سمجھو اس بات کو جنت۔۔"

"مگر تم بھی تو۔۔۔" اس نے اس سے تکرار کی۔

"اف۔۔ لڑکی۔۔۔ میں بتا چکی ہوں تمہیں سب۔۔ میں اس کی دوست ہوں۔۔بس۔۔ اور تم محبت۔۔ آئی سمجھ۔۔"

”مگر پھر بھی میرا اور اسکا کوئی سین نہیں بن سکتا۔۔کسی بھی حال میں۔۔نو اینڈ نیور۔۔ایور۔۔۔“

”سچ جاننے کے بعد بھی؟؟“ مہر تاسف سے بولی۔

”ہاں۔۔ کیونکہ میں جہانگیر کی امانت ہوں۔۔“

اسکی بات پہ مہر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

”منگنی ہوئی ہے اس سے۔۔ بس۔۔اتار پھینک یہ انگوٹھی۔۔اینڈ ایکسیپٹ دا پروپوزل آف سحیل۔۔“ اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی اتارنا چاہی۔

”مجھے الجھاؤ مت مہر۔۔ خدا کے لیئے۔۔“ اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف کھینچا۔

”خدا کے لیئے! خود کو سلجھاؤ اس سے پہلے کہ تم سحیل اور جہانگیر کے درمیان الجھ کر رہ جاؤ۔۔“ وہ عاجز آکر بولی۔

”مہر۔۔“ اس سے پہلے جنت کچھ کہتی مہر نے اسے مزید بات کرنے سے منع کیا۔

”اب بس۔۔۔بہت ہو گئی بحث۔۔ بہت بول چکی تم۔۔ اب تم میری مانو گی سمجھی۔۔ اب تم اس سے نظریں نہیں چراؤ گی۔۔ سمجھی؟“ جینی اسکی بات پہ الجھ کر رہ گئی مگر اسکی یہ بات اسکے ذہن میں کافی حد تک اثر کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسکی طبعیت میں کچھ بہتری آئی تو وہ بھی ان دونوں کے ساتھ بازار جانے کے لیئے تیار ہوئی۔ایوبیہ کا بازار شام کے وقت پیلے بلبوں کی روشنیوں میں آنکھوں کو بھلا لگ رہا تھا۔ شدیدی سردی کے باعث وہاں موجود سبھی افراد جرسی، مفلر اور جیکٹ لیئے ہوئے تھے۔ سبھی طلبہ وہ طالبات وہاں کے موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سجیل کے متعلق جو بدگمانی تھی، وہ اب ختم ہوچکی تھی جس کے باعث وہ خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

"آپ۔۔ یہاں۔۔ پروفیسر صاحب۔۔ کیسے ہیں آپ؟؟" دانش نے اسے پیچھے سے آواز دی تو وہ جاتے جاتے رکا اور واپس پلٹا۔

"آپ۔۔ یہاں۔۔ الحمدللہ! میں ٹھیک ہوں۔۔ اور آپ؟" اس نے مصافحہ کیا اراس سے بغل گیر ہوا۔

"بھلا چنگا ہوں۔۔" وہ خوش اخلاقی سے بولا۔

"لاہور سے ہیں؟؟" سجیل نے سوال کیا۔

"جی۔۔ بالکل۔۔ پنجاب سے۔۔" اس نے فخریہ انداز میں جواب دیا۔ اور پھر جولی سے مخاطب ہوا۔ جو ایک دکان میں خریداری میں محو تھی۔

"لُک۔۔ مسٹر سجیل۔۔" اس نے دکان والے سے کچھ جیولری لی اور پھر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"اوہ۔۔! یو۔۔۔" وہ خوشی سے بولی۔

"وئیر زیور کرَش۔۔۔"

اصولاََ تو اسے اسکا حال پوچھنا چاہیئے تھا لیکن اسکا سوال اسکے برعکس تھا۔

"جی۔۔۔" اس نے بھنوئیں سکیڑ کر پوچھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتا انکے پاس سے یونیورسٹی کی لڑکیوں کا ایک گروپ گزرا جن میں مہر، رمشا اور جنت بھی تھیں۔

"ہائے۔۔ مِس۔۔ ہاؤ آر یو؟" جولی آگے بڑھی۔

لڑکیوں کا گروپ تو انکے پاس سے گزر گیا تھا مگر جنت کو اس نے اپنے پاس کھڑا کر لیا تھا۔ مہر اور رمشاء تھوڑی دور جا کر رکیں اور واپس پلٹیں۔

”آئی رئیلی وانٹ ٹو سی یو۔۔“

”جی۔۔ جب سے آپ دونوں میں محبت دیکھی ہے ہماری مسز تو آپ کی دیوانی ہو گئی ہیں۔۔“ دانش ہنستے ہوئے بولا۔

سجیل نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور اس نے بھی، اس کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں بے شک ایک دوسرے سے نظریں چرا رہی تھیں مگر دونوں کے جذبات میں ہم آہنگی تھی۔

”لگتا ہے ناراض ہیں آپ دونوں۔۔“ اس سے پہلے دانش اور کچھ کہتا جنت نے اسے مزید بات کرنے سے منع کیا کیونکہ مہر اور رمشاء ان کے قریب آ رہی تھیں۔

”ن۔۔ نن۔۔ نہیں تو۔۔ ناراض بھلا کیوں ہوں گے؟ بلکہ میں تو انہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی۔“

سجیل نے یکدم نظریں گھما کر اسکی طرف دیکھا۔ ابھی جو کچھ گھنٹوں پہلے اس سے نظریں چرا رہی تھی، اب اس کے لہجے میں بدلاؤ، یقیناً یہ بات اس کے لیئے حیران کن تھی۔

”اوہ! ویری نائس۔۔“ جولی نے رشکیہ انداز میں دونوں کی طرف دیکھا۔

جنت بھی مسکرا دی اور پھر اسکا تعارف مہر اور رمشاء سے کروایا۔ دس پندرہ منٹ کی گفتگو کے بعد دونوں نے ان سے اس امید کے ساتھ کہ ”دوبارہ پھر ملیں گے“ اجازت چاہی۔

اب وہاں صرف مہر، رمشاء، جنت اور سجیل ہی تھے۔ رمشاء نے مہر کو کہنی ماری اور وہاں سے چلنے کو کہا۔

جو کچھ وہ سجیل سے کہہ چکی تھی، اس کے بعد سجیل پاگل ہی ہوتا، جو اس سے دوبارہ بات کرتا۔ سو اس نے بھی وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

”سنیئے۔۔“ اس نے پکارا تو وہ جاتا جاتا رکا۔

وہ اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

”ایم سوری۔۔ جو کچھ میں نے کہا، مجھے نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔ایم رئیلی سوری۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔پلیز۔۔“

وہ خاموش رہااور وہاں سے جانے لگا۔

”رکیں پلیز۔۔“ وہ پھر سے بولی۔

”جب میں آپ کو پریشان نہیں کر رہاتو امید کرتا ہوں کہ آپ کو اب اس بات سے پریشانی۔۔۔۔“

وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔

”پریشانی ہے نا۔۔اور ہونی بھی چاہیئے۔۔کیونکہ آپ مجھے معاف نہیں کر رہے۔۔“

وہ پلٹا اور اسکے پاس آ کھڑا ہوا۔اور آتے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے اس سے بولا۔

”کتنا آسان ہے نا تمہارے لیئے معافی مانگنا۔۔ کبھی سوچا بھی ہے کہ تم نے جو کچھ کہا وہ سن کر مجھ پہ کیا بیتی ہو گی؟؟“ وہ اشک بار ہوا۔

”تبھی تو معافی مانگ رہی ہوں۔۔“ اس نے ہولے سے جواب دیا۔

”میں کون ہوتا ہوں تمہیں معاف کرنے والا؟“ اس نے منہ پھیر کر کہا۔

مہر اور رمشاء دور کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

”ابھی کچھ دیر پہلے تو آپ محبت کے بڑے دعوے کر رہے تھے اور اب میری طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کر رہے آپ۔۔“ اسکے لیئے اسکا لاپرواہی سے بات کرنا اور دیکھنا بلاشبہ بہت بڑی بات تھی۔

”مت بھولو کہ کچھ دیر پہلے اسی محبت کو بھیک کا نام دیا ہے تم نے۔۔ خیر! بات تو اب تبھی ہو گی جب سب کے سامنے تم سے اظہار کروں گا۔۔“ اتنا کہتے ہی وہ آگے بڑھ گیا اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے دل میں امید کے سارے چراغ تو جیسے بجھ سے گئے تھے۔ مہر اور رمشاء فوراََ اس کے پاس آئیں۔

"کیا ہوا؟" دونوں نے یکے بعد دیگرے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔ سردی بہت ہے چلو کافی پیتے ہیں۔۔" اس نے خود کو کافی حد تک ضبط کیے رکھا اور ان دونوں سے نارمل انداز میں بولی۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

☆☆☆☆☆☆

مہر نے کافی کا کپ شاپ والے سے لے کر اس کے ہاتھ میں تھمایا۔اور دوسرا کپ رمشاء کو دیا۔

"تم نہیں پیوٗ گی؟؟؟" رمشاء نے مہر سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔ تم سے شیئر کروں گی۔۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نہیں دینے والی اپنی کافی تمہیں۔۔" اس نے اس سے تکرار کی۔

دونوں میں خوب تکرار ہو رہی تھی مگر جنت اس بات سے بیگانہ سی تھی۔

کافی کا گرم کپ ہاتھ میں لیئے وہ اپنے ٹھنڈے ہاتھوں کو اس کے ساتھ رگڑ رہی تھی۔

دونوں نے جب دیکھا کہ ان کی بحث و تکرار بھی اس پہ اثر نہیں کر رہی تو رمشاء نے اسے اشارۃََ بات کرنے کے کہا۔

"کیا بات ہوئی اس سے؟" آخر مہر نے پوچھ ڈالا۔

مگر وہ خاموش رہی اور دنیا و مافیہا سے بے خبر چلتی جا رہی تھی۔

"جینی؟؟ آر یو آل رائٹ؟" رمشاء بولی۔

"ہاں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ بس پریشان ہوں بہت۔۔ میرا چہرہ تک دیکھنا گوارا نہیں اس شخص کو۔۔ کہتا تھا مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔ سچ میں محبت کرتا ہی ہے۔۔ محبت ہوئی نہیں اسے۔۔" وہ سرد آہ بھر کر بولی۔

اس کی بات سن کر مہر اور رمشاء دونوں جز بز ہو کر رہ گئیں۔

"ہوئی ہے محبت۔۔" پیچھے سے آتی ایک آواز پہ تینوں یکدم رکیں۔ اور پیچھے پلٹ کر دیکھا۔

اس نے تھوڑی سی دیر کیئے بناء ہی مہر اور رمشاء کو آنکھ کے اشارے سے اس کے پاس سے ہٹنے کے لیئے کہا۔ اور خود اسکے سامنے، اسکے قدموں میں آبیٹھا۔

وہاں سے آنے جانے والے لوگ، دونوں کے قریب رک گئے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ اٹھیں پلیز۔۔" اس نے ارد گرد لوگوں کا مزید ہجوم اکھٹے ہوتا دیکھا تو ذرا زور دے کر بولی۔

"یہی تو چاہتی تھی تم۔۔ سب کے سامنے اظہار کروں۔۔ تو۔۔ مس جنت کبیر خان۔۔ سحیل علی آج آپ سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔۔"

"مجھ سے شادی کرو گی۔" اس نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکالی اور اسکے سامنے پیش کی۔

مہر اور رمشاء کے چہرے پہ خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔

لوگوں کا مزید ہجوم اکھٹا ہوا تو سر سمیع بھی اس طرف آموجود ہوئے۔

"سیے یَس۔۔" انہوں نے جنت کو ہاں کہنے کے لیئے کہا تو اس نے حیرانگی سے انکی طرف دیکھا۔

"ہاں۔۔ بیٹا ہاں کہو۔۔ سب کے سامنے اظہار کر رہا ہے یہ۔۔ سو فیصد سچا اظہار۔۔"

"خوش نصیب ہو کہ تم دونوں کی محبت کی دشمن دنیا نہیں۔۔۔ تم دونوں کی پاک محبت کو اللہ پاکیزہ بنا دے۔۔ آمین۔۔" انہوں نے دعائیہ کلمات کہے اور سحیل کو اسے انگوٹھی پہنانے کا کہا۔

اس کے ہاتھ پہ جہانگیر کی پہنائی ہوئی انگوٹھی پہلے سے ہی موجود تھی جسے اس نے اپنے ہاتھ کی دوسری انگلی میں پہن رکھا تھا۔ورنہ وہ اسے جلانے کے لیئے جب جب اسکے سامنے آتی تھی،انگوٹھی اسکے ہاتھ کی تیسری انگلی میں ہی موجود ہوتی تھی۔

"واؤ۔۔" جولی اس منظر پہ خوشی سے جھوم اٹھی۔اس نے فوراً سے اپنا ہینڈی کیم آن کیا اور اس خوبصورت منظر کو اپنے کیمرے میں محفوظ کیا۔تاکہ وہ اسے دانش کو دکھا سکے جو اس وقت اس منظر سے غائب تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کا کھانا لالہ زار ہوٹل میں تھا۔شام میں جو کچھ پیچ بازار ہوا تھا،دونوں سبھی کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے تھے۔دونوں ایک دوسرے سے بات کرنا چاہتے تھے مگر دونوں کو ہی ایک دوسرے سے بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

"پیٹ بھر کر کھانا کھایئے گا سب۔۔ آج کا کھانا، کھانا نہیں ٹریٹ ہے۔۔ سر سحیل کی طرف سے۔۔" سر سمیع کھلکھلا کر ہنسے۔

سحیل کھانا کھاتے کھاتے رکا۔

"جی۔۔ آج کی پے منٹ آپکی طرف سے۔۔" وہ ہنسے۔

سحیل تھوڑا سا کنفیوز ہوا مگر پھر بولا۔

"شادی کا کھانا کھایئے گا پلیز۔۔ یہاں بہت مہنگا پڑے گا مجھے۔۔" وہ بھی انہیں کے انداز میں شرارتی انداز میں بولا تو سبھی کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

اس کی طرف سے یہ سنتے ہی جنت اپنے دل کی دھڑکنوں اور انکی بے ترتیبی کو بمشکل ہی کنٹرول کر پائی تھی۔

"جب کسی کی محبت آپکو دل سے محسوس ہوتی ہے تو آپ بھلے ہی دنیا کے سامنے سکون سے بیٹھے کیوں نہ ہوں۔۔ مگر آپ کا دل آپکے اپنے ہاتھوں سے نکلتا ہوا محبوب کی گلی میں رقص کرتا ہے۔۔اسی کے نام کی مالا جبتا ہے۔۔ اسی کے چہرے کا عکس بُنتا ہے۔۔ وہ کچھ بھی کہے، اسکا کہا ہوا ہر لفظ آپ کے دل کی آرزو بن جاتی ہے۔"

ایسا کچھ حال بھی اسکا تھا۔جہاں وہ سجیل سے دور بھاگتی تھی، اب وہ اس سے بات کرنے کو بے چین ہو رہی تھی۔

"بے چین ہونا مجھ سے بات کرنے لیئے؟" اس کے موبائل فون پہ بیپ ہوئی۔

اس نے میسج کھولا تو کسی نئے نمبر سے میسج تھا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ "یہ کون ہے؟"

اس نے میسج کا جواب دینے سے پہلے اسکی طرف دیکھا جو اسکے سامنے والی میز پہ موجود تھا۔ وہ لجائی سے مسکرائی تو وہ ہنس دیا۔

"جی۔۔ لیکن سب عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں ہمیں۔۔" اس نے بھی میسج ٹائپ کیا اور اسے بھیج دیا۔

"ہاں۔۔ یہ تو ہے ہی۔۔ لیکن بے فکر رہو۔۔ میں ہوں نا۔۔" اس نے پر اعتماد لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پچھلے دو دن سے جو مسئلہ چل رہا تھا، وہ اب حل ہو چکا تھا۔ دونوں بے حد پر سکون تھے۔ ایوبیہ سے واپسی کا سفر شروع ہوا تو دونوں کو کسی نے ساتھ بیٹھنے نہ دیا بلکہ خوب تنگ کیا کہ وہ دونوں ساتھ بیٹھ نہ سکے۔

سو دونوں کے دل میں جو بھی بات تھی وہ ان کے دل میں ہی رہی۔ مہر کن آکھیوں سے دونوں میں آنکھوں ہی آنکھوں میں ہونے والی تکرار کو دیکھتے ہوئے زخمی انداز سے مسکرا رہی تھی مگر جنت کے لیئے دعا گو بھی تھی کہ "اسکی آنے والی زندگی میں آسانیاں ہوں۔"

گھر آتے ہی اماں بی نے دونوں بچیوں کو بے پناہ محبت سے سینے سے لگایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مری سے نہیں جنگ سے زندہ واپس لوٹی ہیں۔

"کیسا رہا سفر ؟؟" علینہ دونوں کے کمرے میں چائے اور ہلکا پھلکا کھانے کو لے کر آئی۔

اس نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور دونوں کے پاس آ کر بیٹھی۔

"بہت اچھا۔۔ بے حد خوبصورت۔۔" مہر محبت سے بولی۔

"تم کیوں چپ چپ ہو؟؟" وہ جنت کو موبائل میں کھویا ہوا دیکھ کر بولی۔

"ن۔ نن۔۔ نہیں۔۔ چپ تو نہیں۔۔" اس نے موبائل پر سے نظریں ہٹا کر اسے جواب دیا۔

"بھئی تم تو بہت خوش نصیب ہو جو تمہیں اتنا پیار کرنے والا انسان ملا ہے۔۔" علینہ کے منہ سے اتنا ادا ہوا ہی تھا کہ دونوں نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا؟؟ آپ کو سب پتہ ہے؟؟ آپ کو یہ سب کیسے پتہ چلا؟؟ پلیز بھابھی اماں بی کو تو نہیں بتایا آپ نے؟؟" جنت نے گھبرا کر ایسے کہا جیسے اسکی کوئی بہت ہی بڑی چوری پکڑی گئی ہو۔

"اف ف۔۔ ہو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟ منگیتر ہے تمہارا نہ کہ بوائے فرینڈ۔۔" وہ اسکی سادگی پہ ہنسی۔

"منگیتر۔۔" وہ یکدم چونکی۔ اور مہر کی طرف دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا۔

"ہاں۔۔تو؟؟ تم کیا سمجھی؟؟" وہ ہنسی۔

"کیا جہانگیر بھائی سے ملی ہیں آپ؟؟" مہر نے فوراً سے پوچھ ڈالا۔

"ہاں۔ ہماری کمپنی کے ساتھ جوائنٹ وینچر کیا ہے ہارون انکل نے۔۔۔ سومیٹینگ تھی۔۔اسی میں ملاقات ہوئی تھی اس سے۔۔اور وہ محترم۔۔۔شماز کے سکول فرینڈ نکلے۔۔" وہ خوزی سے ان دونوں کو بتا رہی تھی۔

"میں نے فون نمبر دیا تھا تمہارا اسے۔۔ فون تو کیا ہو گا اس نے۔۔"

"جی۔۔" اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

اب اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا کہ وہ کس کی بات کر رہی تھی اور جہانگیر کو کیسے اسکا نمبر ملا؟

"بڑا ہی سادہ انسان ہے۔۔ اور اخلاق میں تو اس کا ثانی نہیں کوئی۔۔ پہلے تو اسے دیکھ کر لگا کہ بڑا ہے تم سے عمر میں۔۔لیکن کوئی نا۔۔چھ،سات سال کا فرق کوئی فرق نہیں ہوتا۔۔میچیور انسان ہے۔۔قدر کرے گا تمہاری۔۔جانتی ہو مجھے لگتا تھا کہ شاہ ویز تمہارے لیئے پرفیکٹ رہے گا۔۔لیکن جہانگیر سے مل کر لگا کہ یہی ہے وہ انسان۔۔جو ہماری جنت کی زندگی کو جنت بنا دے گا۔۔" علینہ نے اسکی تعریف میں ایک لمبی تقریر جھاڑی اور وہ دونوں ایسے سنتی گئیں جیسے کوئی سبق ہو۔

"ام م م۔۔م م۔۔بھابھی۔۔شاہ ویز کہاں ہے؟؟" مہر نے گویا بات کا رخ پلٹا۔اور ٹرے میں سے چائے کا کپ اٹھا کر جنت کو دیا۔

"فیصل آباد کے ہیڈ آفس میں ابو جی نے اسے مستقل بھجوا دیا ہے۔۔"

"فیصل آباد۔۔ کیوں؟؟ وہاں تو تایا ابا جی خود چکر لگایا کرتے تھے نا۔۔اب اسے کیوں مستقل بھیج دیا؟" مہر نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

"بلاوجہ کی ضد۔۔ سو ابو جی نے سختی سے تاکید کی ہے اسے کہ وہ کچھ عرصہ وہیں رہے۔۔" اس نے ایک نظر جنت کی طرف دیکھا اور مہر کو اشارۃََ وجہ سمجھائی۔

"اور اب جناب ہیں کہ ملنے آنے کے لیئے بھی قاصر ہیں۔۔ امی آئے دن اسے کہتی ہیں کہ ایک دفعی آکر شکل ہی دکھا جائے مگر وہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔" علینہ کے لہجے میں دکھ تھا۔

"امممم۔۔ بھابھی۔۔ بہت بدل گیا ہے وہ۔۔ وہ ایسا نہیں تھا جیسا ہو گیا ہے۔۔" آخر جنت کی طرف سے اسکے لیئے کچھ ادا ہوا۔

"تم سمجھاؤ نا اسے۔۔"

"میری بات سمجھ آئے تب نا؟" اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور پھر بولی۔

"مجھے کبھی کبھی دکھ ہوتا ہے اسے دیکھ کر۔۔۔ لیکن یہ سب اسکا اپنا انتخاب ہی ہے۔۔ دیکھیں بھابھی! ہم کسی سے ہنس کر بات کر لیں تو اس کا یہ مطلب تھوڑی نا ہوتا ہے کہ ہمیں اس سے محبت ہو گئی ہے؟ محبت ایسے تھوڑی نا ہوتی ہے؟ دیکھیں آپ اور شماز بھائی کیا ایک دوسرے کے بناء رہ سکتے ہیں اکیلے؟؟؟" جنت کے سوال پہ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"نہیں۔۔۔"

"ہاں! تو یہ کون سی بھلا محبت ہے جس میں وہ میرے بناء اور میں اسکے بناء رہ رہی ہوں؟؟ آپ صحیح کہتی ہیں کہ اس کی یہ بلاوجہ کی ضد ہے۔۔ اور بس۔۔ اور اس بات کو اس نے انا کا مسئلہ بنا لیا ہوا ہے۔"

علینہ کی حیرت قابلِ دید تھی۔ جو لڑکی کبھی محبت کا ذکر نہیں کرتی تھی، آج محبت پہ لیکچر دے رہی ہے۔۔ بلاشبہ یہ بات قابلِ تفکر تھی۔

"ہماری جنت تو بڑی بڑی باتیں کرنے لگی ہے۔۔ جہانگیر کے ایک فون کا یہ کمال۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جہانگیر کے بار بار ذکر پہ جنت الجھ الجھ کر رہ جاتی تھی۔ اسکا جی چاہتا کہ وہ چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتا دے کہ جہانگیر اسکا کوئی نہیں لگتا اور جو اسکا سب کچھ ہے وہ صرف اور صرف سحیل ہے۔ مگر ایسا صرف وہ سوچ ہی سکتی تھی۔

دوسری طرف شاہ ویز تک ان دونوں کے ٹرپ پہ جانے کی خبر پہنچ چکی تھی، وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کے بارے میں جنت کے کیا تاثرات ہیں۔ اسی لیئے وہ رات دن اپنی ماں کی منت سماجت کرتا کہ "وہ اماں بی سے رشتے کے لیئے بات کریں۔" اور اسکی ماں اسکو یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ۔۔"ایسا ممکن نہیں۔۔ جب تک کہ جنت اسٹینڈ نہ لے۔

فیصل آباد وہ اپنی خوشی سے نہیں آیا تھا۔ اسکا خیال تھا کہ کچھ عرصہ جنت سے دور رہے گا تو اسکے دل میں اسکے لیئے پریشانی اور محبت پیدا ہو جائے گی۔۔ وہ اسے ڈھونڈنے لگے گی۔۔ مگر وہ غلط تھا۔ وہ پریشان تو تھی مگر اسکے دل میں اسکے لیئے محبت کوسوں دور تھی۔

جب سے وہ ٹرپ سے آئی تھی، چوبیس سو گھنٹے صرف سحیل کو ہی سوچتی رہتی۔ اسکی طبعیت میں تغیر تقریباً سبھی گھر والوں نے محسوس کیا تھا۔ سامعیہ بیگم کو لگا کہ یہ سب شاید شاہ ویز کو لے کر ہے۔۔ تبھی وہ دل ہی دل میں مطمئن تھیں کہ جلد ہی جنت خاموشی توڑے گی اور شاہ ویز کے لے لیئے خود ہی اماں بی سے بات کرے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بہت مشکل سے آیا ہوں۔۔ سب سے نظر بچا کر۔۔ جب بات کرنے کے لیئے کوئی مسئلہ نہیں تھا، تب تو تم ٹھیک طرح سے بات کرتی نہیں تھی۔۔" وہ ہنسا۔

"شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔۔" وہ ذرا الجائی سے بولی اور اپنے سامنے موجود بلند و بالا پہاڑوں کو دیکھنے لگی۔

"میں نے سوچا نہیں تھا، کہ یہاں میں وہ سب پالوں گی جس کی ایک عام لڑکی صرف خواہش ہی کر سکتی ہے۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولی اور اسے محبت سے دیکھنے لگی۔

یہ انکی مری میں آخری شام تھی۔ غروبِ آفتاب اور سرخ مائل آسماں اور فضامیں شامل مسرور ہوا دونوں کی محبت کو بڑھا رہی تھی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ ایسے ہی دیکھنا تھا تو تصویر واٹس ایپ کر دیتا ہوں۔۔ دیکھتی رہنا۔۔" وہ کھکھلایا تو وہ اپنے خیالوں سے نکل کر مسکرا دی۔

"نہیں۔۔ بس ایسے ہی۔۔"

"اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے تم نے۔۔ امتحانات کے فوراََ بعد میں بھائی کو رشتے کے لیئے بھجواؤں گا۔۔" وہ اسکے چہرے کی پریشانی سمجھ چکا تھا۔

"لیکن یہ سب کیسے ممکن ہو گا؟؟ کیا ممکن ہو گا بھی؟؟" اس نے یکے بعد دیگرے سوال کیے۔

"کیوں ممکن نہیں ہو گا؟؟ بولو۔۔؟"

"آپ جانتے ہیں اچھے سے۔۔ خالہ اور راحت بھائی۔۔" وہ مایوسی سے بولی۔

وہ اسکے ادھورے لفظ سمجھ چکا تھا تبھی کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"مجھ پہ بھروسہ رکھنا۔۔ تابینہ آپی اور بھائی بھی ایک ہوں گے اور ہم دونوں بھی۔۔" وہ پر اعتمادی سے بولا جیسے بڑی کوئی آساں بات ہو۔

"کچھ بھی ہو۔۔ لیکن! میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی۔ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ ہر حال میں میرا ساتھ دیں گے۔۔"

"بھروسہ رکھو۔۔" وہ مسکرایا۔

"نہیں پھر بھی۔۔ میں جانتی ہوں کہ ہمارا اگلا سفر بہت کٹھن ہے۔۔ وعدہ کریں کہ میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔۔" اسکے لہجے کی نمی دیکھ کر وہ پریشان ضرور ہوا۔اس نے چاہا کہ اسکے ہاتھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر اسے تسلی اور امید دلا سکے مگر اسکی محبت اسے ہاتھ لگانے سے روک رہی تھی۔

اس نے اسکی آنکھوں کو بغور دیکھا اور اسے اطمینان دلانے کی غرض سے مسکرایا۔

وہ اپنے اور اسکے مابین ہونے والی آخری اور مختصر سی ملاقات کو سوچ رہی تھی۔ وہ پراعتماد اور مطمئن تھی کہ سحیل نہت جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ ضرور لے گا۔ لیکن پچھلے تین چار دنوں سے اسکی اس سے بات ہی نہیں ہو پا رہی تھی اور اسکی وجہ "امتحانات" تھے۔امتحانات کی وجہ سے دونوں ہی مصروف تھے۔

آج کی رات اسکی پریشانی میں اضافہ اس بات سے ہوا جب دوپہر کے کھانے میں اماں بی نے اعلان کیا کہ اسکے امتحانات کے فوراً بعد کی لڑکے والے تاریخ مانگ رہے ہیں۔ وہ یہ بات جلد از جلد سحیل تک پہنچانا چاہتی تھی۔ لیکن سحیل سے بات نہیں ہو پا رہی تھی۔

مہر کمرے میں داخل ہوئی تو اسے موبائل پہ نگاہیں گاڑھے دیکھ کر اسکے پاس بیٹھ گئی۔اسکے موبائل واٹس ایپ اکاؤنٹ میں سحیل کی چیٹ کھلی تھی۔

"بتایا اسے؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"کیسے بتاؤں؟؟ صبح سے آن لائن ہی نہیں ہے وہ۔۔ سنگل ٹِک لگ رہا ہے۔۔" وہ حد درجہ پریشانی سے بولی۔

"نمبر پہ کال کر لو نا!" اس نے اپنی طرف سے مشورہ دیا جس پہ جنت دکھ سے مسکرا دی۔

"یہ دیکھ۔۔ پچاس مرتبہ کر چکی ہوں۔۔ لیکن نو آنسر۔۔"

مہر نے اسکی آنکھوں میں بغور دیکھا جو آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”بھروسہ رکھو اس پہ۔۔ وہ ساتھ دینے والوں میں سے ہے۔۔ اور ویسے بھی وہ کون سا کوئی نہیں ملنے والا صبح؟ صبح پیپر کے بعد ملتے ہیں اس سے۔۔ بلکہ تم تو رہنے ہی دو۔۔ کچھ کہو گی نہیں اسے۔۔بس ایسے ہی کہہ دو گی کہ ”کوئی بات نہیں۔۔“ میں خبر لیتی ہوں اس کی صبح۔۔تمہاری آنکھ میں اس کی وجہ سے آنسو آئیں تو کیوں؟؟“

”ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔مہر۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔میں جانتی ہوں کہ وہ ساتھ دیں گے

میرا۔۔ پریشانی اس بات کی ہے کہ وہ ٹھیک تو ہیں؟؟ کبھی ایسا ہوا نہیں۔۔ میری ایک فون کال پہ وہ مجھے کال کرتے ہیں اور آج۔۔“ وہ بات کرتے کرتے رو دی۔

”اف۔ف۔ف۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟ سب ٹھیک ہو گا۔۔“ اس نے اسے گلے سے لگایا مگر اگلے لمحے خود بھی پریشان تھی کہ ایسا کیا ہوا جو سجیل رابطہ نہیں کر پایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح ہوئی تو اسکی نگاہیں امتحانی سنٹر میں سجیل کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں۔لیکن اسکا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔خیر آخری پرچہ جیسے تیسے کر کے گزرا۔دونوں نے پوری یونیورسٹی میں اسے ڈھونڈ لیا۔آخر پروفیسر سمیع اللہ اعوان سے پوچھنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

”اوہ!میری بیٹی۔۔ سجیل فیصل آباد کیمپس میں کل ہی گیا۔پی پی ایس سی کے امتحانات ہیں ناں۔۔تو وہاں کنٹرولنگ کے لیئے انہیں بھیجا ہے۔۔“ ان سے انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو دونوں کے دل کو سکون ملا کہ۔۔”شکر ہے وہ خیریت سے تو ہے۔“

دوسری طرف سحیل ہر جگہ اپنا موبائل ڈھونڈ ڈھونڈ کے تقریباً پاگل ہو ہی چکا تھا۔ جنت سے کل سے اسکی بات نہیں ہوئی تھی، سو اسکا پاگل ہونا تو بنتا ہی تھا۔ اچانک اسکو یاد آیا کہ کل رات جس آدمی سے اسکی ٹکر ہوئی تھی کہیں موبائل اسکے سامان میں نہ چلا گیا ہو۔

"کاش! وہ یہاں آجائے آج۔۔" وہ اسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں اسکا ٹکراؤ ایک اجنبی شخص سے ہوا تھا۔

"جنت تو پریشان ہو گی۔۔ اور بھائی۔۔ بھائی تو۔۔"

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک آدمی اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آپ؟؟ سحیل صاحب ہیں؟؟"

"جی۔۔ جی۔۔" وہ فوراً بولا۔

"سوری۔۔ یہ آپکا موبائل۔۔ شاید کل آپکی پینٹ کی جیب سے گر گیا تھا۔۔ اور مجھے لگا شاید میرا موبائل ہے۔۔ تبھی اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔" وہ شرمندہ تھا۔

"مجھے غلط نہ سمجھیئے گا۔۔ یہ دیکھیئے۔۔ میرا موبائل۔۔ بالکل آپکے جیسا ہے۔۔ اور اس پہ کور دیکھیئے وہ بھی میرون۔۔"

"اوہ! اٹس۔۔ او۔۔ کے۔۔" سحیل نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور تسلی آمیز لہجے میں بولا۔

"آپ کو غلط کیونکر سمجھوں گا بھلا؟ آپ غلط ہوتے تو یہاں موبائل لے کر نہ آتے۔۔ بائے دا وے۔۔ آپ میرا نام کیسے جانتے ہیں؟؟" وہ اہم بات پہ آیا۔

"اوہ! وہ۔۔۔" وہ ہنسا۔

"کسی محترمہ کی کال تھی۔ پوری رات کال کرتی رہی ہیں محترمہ۔۔۔"

"جنت۔۔" وہ زیر لب ذرا آہستگی سے بولا اور مسکرایا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت محبت کرتی ہے آپ سے۔۔ بات کر لیجیئے گا۔۔"

"جی۔۔۔ بہت بہت شکریہ آپکا۔۔ اصل میں لاہور سے آیا ہوں یہاں ڈیوٹی تھی امتحانات سنٹر میں۔۔ صبح لیٹ اٹھا، جلدی میں تھا کہ کہیں لیٹ نہ ہو جاؤں۔۔ شام میں علم ہوا کہ میرا تو موبائل ہی غائب۔۔" وہ ہنسا۔

"واؤ۔۔ لاہور سے۔۔ میں بھی لاہور سے ہوں۔۔ یہاں ہماری اپنی فرنچائز ہے۔۔ یہاں بھیج دیا ابا نے۔۔ لیکن کھانے پینے کو ہوٹل کا کہاں بھاتا ہے ہم لوگوں کو جنہیں گھر کے کھانے کی عادت ہو۔۔ سو صبح صبح گروسری کرنے نکلا تھا۔ آفس جلدی پہنچنا تھا اسی لیئے۔۔ پتہ ہی نہ چلا کہ میں نے تھیلے میں آپکا موبائل بھی ڈال لیا ہے۔۔" اس نے ایک لمبی تفصیل بتائی جس پہ دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

"اچھا لگا آپ سے مل کر۔۔" سحیل نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے مصافحہ کیا۔

"مجھے بھی۔۔" وہ بھی مسکرایا۔

"کہاں ٹھہرے ہیں آپ؟"

"کیمپس کے ہاسٹل میں۔۔ کل ڈیوٹی کا آخری دن ہے۔۔ پھر شام میں واپسی۔۔" سحیل کی بات سن کر اس نے اسے اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔

"تو آج شام میری طرف آیئے۔۔ بلکہ ایسا کریں میرے ساتھ ہی چلیئے۔۔ میری سزا کے طور پہ میرے ہاتھ کا بنا کھانا کھائیں۔۔"

"یہ سزا ہوگی؟؟" سحیل اسکے مزاحیہ انداز پہ خوش خلقی سے بولا۔

"جی۔۔ اور دیکھیئے۔۔ انکار مت کیجیئے گا۔۔"

اس نے ساتھ ہی ساتھ اسے "نہ" کرنے سے روکا۔ تو اسے ہامی بھرنا ہی پڑی۔

شاہ ویز صبح گیارہ بجے برانچ کا انچارج سنبھالتا تھا۔اس سے پہلے وہ اپنے لیئے کھانے پینے کا بندوبست خود کر کے جاتا۔ بچپن سے ہی سامعیہ نے انہیں باہر کے کھانوں کی عادت نہیں ڈالی تھی۔۔شروع کے دنوں میں فوڈ پانڈا سے آرڈر منگوا منگوا کر وہ تنگ آ چکا تھا کیونکہ اسکی طبعیت فاسٹ فوڈ کھانے کے باعث خراب رہنے لگی تھی۔ علی الصبح اسکی یہی روٹین ہوتی کہ وہ صبح صبح واک کے لیئے جاتا اور جمعہ کی صبح خریداری کرنے کے لیئے۔۔

سجیل سے ٹکرانے کے بعد اس نے اپنا بکھرا ہوا سامان اکٹھا کیا۔۔ موبائل پہ دھیان پڑتے ہی وہ حیران تھا۔۔"یہ یہاں کیسے؟؟" مگر اگلے ہی لمحے اس نے زمین پر سے وہ موبائل اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھا اور گھر آ گیا۔

موبائل پوری رات تھیلے میں پڑا رہا۔۔دوپہر کا کھانا بنانے لگا تو تھیلے میں سے کسی چیز کی وایبریشن اسے سنائی دی۔تھیلے کو ٹٹولا تو اندر سے موبائل پایا جس پہ کال آ رہی تھی۔

"جنت" موبائل کی اسکرین پہ اسکا نام ظاہر ہوتے ہی اسکے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی جو اگلے ہی لمحے غائب ہو گئی تھی جب اسکا دھیان کچن کی سلیب پہ پڑے اپنے موبائل پہ پڑی۔

"یہ کس کا موبائل؟؟" وہ خود سے بولا۔

"جنت۔۔"

کال کوئی دو تین بار آئی تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے کال ریسیو کی۔

وہی آواز،وہی پریشانی جسکا اس نے سوچ رکھا تھا،اسے اسکی آواز میں محسوس ہوئی مگر اسکے اپنے لیئے نہیں تھی۔۔ اسکے دل کے تار تو جیسے ٹوٹ گئے۔

"سحیل۔۔ شکر ہے آپ نے کال ریسیو کی۔۔۔ کہاں ہیں آپ؟؟ اگر ڈیوٹی کے لیئے اچانک جانا پڑ ہی گیا تھا تو مجھے ایک میسج ہی کر دیتے۔۔ مجھے بتا دیتے۔۔ نہ کال ریسیو کر رہے ہیں اور نہ ہی کسی میسج کا جواب۔۔ جانتے ہیں جہانگیر کے گھر والے شادی کی تاریخ مانگ رہے ہیں۔۔" جو بات بتانا ضروری تھی اس نے وہ بتائی مگر دوسری طرف سے گہری خاموشی تھی۔

سحیل۔۔ بات تو کریں۔۔ ہیلو۔۔۔ سحیل؟؟ ہیلو۔۔۔۔" وہ بار بار بول رہی تھی۔اسکی طرف سے جواب نہ پا کر اسکا دل اندر ہی اندر رو رہا تھا۔

اسکی آواز میں نمی کی جگہ اب کپکپاہٹ نے لے لی تھی۔

شاہ ویز نے اتنا سنا ہی تھا کہ فون فوراً سے بند کیا۔ یہ کیسا انکشاف تھا جو اس صورت میں ہونا تھا۔ سامعیہ نے تو اسے جنت کی یاد سے بھی دور رہنے کے لیئے کہا تھا مگر یہ کونسا سچ تھا جس کا اسے ایسے سامنا کرنا تھا۔اس نے سوچا نہیں تھا۔

اس نے فون کو سائیڈ پہ رکھا اور اپنے کانوں سے سنے لفظوں اور آواز کو جھٹلانے لگا۔

"نہیں۔۔۔ یہ میری جنت نہیں ہو سکتی۔۔۔ نہیں۔۔۔" وہ ڈائیننگ ٹیبل پہ آ کر بیٹھا۔

اسے موبائل پہ دوبارہ سے بیپ کی آواز سنائی دی۔اس نے لاپرواہی سے موبائل کو دیکھا اور اپنا سر پکڑ کر رو دیا۔

"نہیں۔۔ یہ سب جھوٹ ہے۔۔ نہیں۔۔۔"

اس نے خود کو اس سچ پہ جھوٹا یقین دلانا زیادہ مناسب سمجھا۔یہ سوچتے ہوئے کہ شاید یہ وہ "جنت نہ ہو۔" اس نے خود کو ضبط کیا اور اس انسان کو کھوجنے کے لیئے نکل پڑا جس کا یہ موبائل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام میں سجیل نے شاہ ویز کے گھر پہ ہی کھانا کھایا۔ اس مختصر سی ملاقات میں دونوں کی آپس میں اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔۔ شاہ ویز خود کو جو جھوٹا یقین دلا رہا تھا، وہ سب بھی اس پہ عیاں ہو گیا تھا۔ جوں جوں سجیل اسے اپنے اور جنت کے بارے میں بتاتا جا رہا تھا، شاہ ویز کے دل پہ زہر آلود خنجر چل رہے تھے۔ اسکا جی چاہا کہ وہ اسی کھانے میں اسکے لیئے زہر ڈال دے۔۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ محبت میں ضرور ہارا تھا مگر پر امید آج بھی تھا۔۔ اس بات کو لے کر کہ "سجیل اور جنت کو وہ کبھی ایک نہیں ہونے دے گا۔۔ بلکہ اس بات کو اپنی طاقت بنائے گا۔" اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا؟ اس کے ارادوں سے بے خبر، سجیل اسے اپنی محبت کی داستاں اسکے بتانے پہ سنا رہا تھا۔

اسکی طرف سے کھانا کھا کر وہ واپس آیا تو جنت کو واٹس ایپ پہ میسج کیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔ موبائل گم گیا تھا۔۔" سجیل نے ایک وائس میسج میں ساری تفصیل اسے بتائی جسے سن کر وہ پریشان ہوئی۔ لیکن پر سکون تھی کہ سجیل سے بات ہو پائی ہے۔

مگر اگلے ہی لمحے جو کچھ اس نے سجیل کو بتایا، سجیل پریشان ہوا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر ۷

”اتنی جلدی؟؟ آج ہی تو آخری پیپر تھا تمہارا۔۔“

”مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔ آپ پلیز۔۔ جلد ہی کوئی نہ کوئی حل نکالیں۔۔“ اس نے میسج ٹائپ کیا اور رونے والی سمائیلی بنا کر اسے بھیج دیا۔

”بھروسہ رکھو جنت۔۔ میں صبح ہی بھائی سے بات کرتا ہوں۔۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”سحیل! کب آئے تم؟؟“ وہ کھانے کی میز پہ بیٹھتے ہوئے اس سے سوالیہ بولے۔

”صبح۔۔“ اس نے پانی گلاس میں ڈالا اور خانساماں سے بات کرتے ہوئے بولا۔

”خیریت۔۔ آپ آج آفس نہیں گئے؟؟“ اس نے پانی کا ایک گھونٹ بھرا۔

”نہیں۔۔“ اس سے پہلے وہ وجہ پوچھتا انہوں نے خود ہی وجہ بتانا مناسب سمجھا۔

”موسم کی وجہ سے طبعیت ذرا بوجھل سی تھی۔۔ دو بجے کے بعد جاؤں گا۔“

”امم مم۔۔۔ بابا۔۔ آج شام میں پلیز کھانے میں کچھ دیسی بنا لیجیئے گا۔۔“ اس کی فرمائش پہ راحت نے غور سے اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔

”یہ پاستہ کھانا ذرا مشکل ہے۔۔“ وہ ڈونگے میں چمچ سے پاستے کو ہلاتے ہوئے بولا۔

”دو دن کیا ہاسٹل میں رہے۔۔ دیسی کھانا یاد آ گیا۔۔“

”یہی سمجھ لیجیئے بھائی۔۔ لیکن رات میں گھر کا بنا کھانا ہی نصیب ہوا ہے۔“

"واہ۔۔ کس کے گھر سے؟؟" وہ شرارتی انداز سے بولے۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں۔۔ دوست مل گیا تھا ایک۔۔ بلکہ کل ہی دوست بنا ہے۔۔" وہ خوشی سے مسکرایا۔

"کیا مطلب؟؟ کل دوستی ہوئی اور اسی رات تم اس کے گھر؟؟" انکے لہجے میں تفشیش تھی۔

"پریشان کیوں ہوگئے آپ۔۔ بہت اچھا انسان ہے وہ۔۔ جانتے ہیں میرا موبائل گم گیا تھا اور وہ مجھے لوٹانے کے لیئے چلا آیا۔" اس نے مختصراََ اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ انہیں بتایا۔ تو وہ کچھ حد تک مطمئن ہوئے۔

"اور کیسا جارہا ہے تمہارا شوق؟؟" انہوں سلاد کی پلیٹ میں سے ٹماٹر اٹھایا اور کھانے لگے۔

"بہت اچھا۔۔" وہ اسکے موڈ کے پیشِ نظر بولا۔

"وہ بھائی۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔۔ کچھ بتانا تھا۔۔"

"ہاں۔۔ کہو۔۔۔ بلکہ مجھے بھی کچھ پوچھنا تھا تم سے۔۔ تو پہلے تم کہو۔۔۔" وہ اس اتفاق پہ مسکرائے۔

"نہیں۔۔ آپ کہیں۔۔ بلکہ پوچھیئے۔۔"

"امممم۔۔ کون ہے وہ؟؟ انکا سوال وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا مگر پھر بھی انجان بنتے ہوئے بولا۔

"کون؟؟"

"بیٹے۔۔ جس سے محبت ہو۔۔ اسکے متعلق کوئی پوچھے تو "کون" نہیں کہتے۔۔" انکی بات پہ اس نے بات کا سیدھا سیدھا جواب دینے کی بجائے تجسس پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"آپ جانتے ہیں اسے اچھے سے۔۔"

"میں جانتا ہوں؟؟ اچھے سے؟؟" انہوں نے بھنوئیں سکیڑ کر سوالیہ انداز سے پوچھا۔

”جی۔۔ اچھا کھانا توڈالیئے۔۔۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔“ اس نے پاستہ کا ڈونگا انکے سامنے کیا۔

”او۔کے۔“ انہوں نے چمچ سے پاستہ اپنی پلیٹ میں نکالا۔

”ہاں تو تم بتا رہے تھے کہ میں جانتا ہوں۔۔ بتاؤ؟“

”جی۔۔بھائی۔۔وہ تابینہ آپی کی بھانجی۔۔جنت کبیر ہے۔۔“ وہ خوشی سے بولا تھا مگر راحت اپنے منہ میں ڈالا گیا پاستہ بمشکل ہی نگل پایا تھا۔

”کیا؟؟ آر۔۔یو۔۔آل رائٹ؟؟ سہیل؟؟؟“ وہ حیرت کے مارے بوکھلا سے گئے۔

”تو؟؟ اس میں اتناری ایکٹ کرنے والی کیا بات ہے بھائی جان؟؟“ وہ الجھتے ہوئے بولا۔

”میرے ری ایکشن سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ سب ہوا کیسے؟؟؟ پتہ نہیں کس راستے پہ چل پڑے ہو تم۔۔بھول جاؤ اسے۔۔“ سہیل چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہ پایا۔

”میرا حال تمہارے سامنے ہے۔۔وہ کڑکی پتہ نہیں سیریس ہے بھی کہ نہیں۔۔ وہ کبھی تمہارا ساتھ نہیں دے گی۔۔“ وہ برابر بولے چلے جا رہے تھے کہ سہیل نے پانی کا گلاس بھرا اور انہیں دیا۔

”ریلیکس۔۔پانی پیجیئے۔۔“ وہ نیم سا مسکرایا۔

انہوں نے گھٹاگھٹ پانی پیا اور پریشانی سے بولے۔

”تم مسکرا رہے ہو؟؟ میں تمہیں جو سمجھانا چاہ رہا ہوں، وہ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہا؟؟“

”ہو گیا؟؟“ وہ ہنسا۔

”اب میری بات سنیئے۔۔۔ آپ کے تمام خدشات غلط ثابت ہونگے۔۔اور ہاں رہی بات سیریس ہونے کی۔۔ تو کل ملواتا ہوں آپ کو اس سے۔۔ آپ خود دیکھیں گے کہ وہ کتنی سیریس ہے۔۔“ وہ پورے وثوق سے بولا۔

"سہیل۔۔ یہ سب ہوا کیسے؟؟ کہاں ملے تم اس سے؟؟" وہ ابھی بھی تجسس میں تھا۔

سہیل نے ایک لمبی تمہید باندھتے ہوئے انہیں ساری بات ازبر بتائی جس پہ وہ حیرانگی سے اسکا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کون؟؟" ایک نامعلوم نمبر اسے صبح سے پریشان کیے جارہا تھا۔ آخر اس نے فون اٹھایا اور پوچھ ڈالا کہ وہ کون ہے۔

"وہی جو تم سے محبت کی بھیک مانگتا رہا مگر تم نے۔۔"

"تو تم ہو۔۔" جنت فوراً سے بولی۔

"کہاں ہو تم؟؟ جانتے ہو ممانی جان کتنی پریشان رہتی ہیں تمہیں لے کر۔۔ آخر کیوں تم اپنی ضد پہ اڑے ہو؟؟؟ بعض اوقات جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا نہیں ہو سکتا۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔" اسکی بات کے پیشِ نظر اس نے نرم لہجے میں اس سے بات کرنا مناسب سمجھا۔

"کیا واقعی تم نہیں جانتی کہ میں کہاں ہوں؟؟" اس کے سوال پہ اسکی طرف سے گہری خاموشی تھی۔

"میں نے سوچا تھا تم۔۔ میری عدم موجوگی میں میرے لیئے بے قرار ہو گی تم۔۔ لیکن میں غلط تھا۔۔ غلط تھا میں۔۔"

"میں تمہارے ساتھ مغزماری نہیں کر سکتی۔۔ میں نے ہمیشہ دوستی کا وعدہ کیا تھا۔۔ محبت کی کوئی شرط نہیں تھی سمجھے۔۔ اور اب مجھے فون نہ کرنا تم۔۔ پلیز۔ میں پہلے ہی بہت اپ سیٹ ہوں۔۔"

"جانتا ہوں تمہاری پریشانی۔۔۔"

"وہاٹ ایور۔۔۔" اس نے اسے خوب سنائی اور فون غصہ سے پٹخ دیا۔

"ارے۔۔ارے۔۔ارے۔۔کس کو اتنی سنائی جا رہی ہے۔۔سحیل کو؟؟" اس نے شراتی انداز سے سوال کیا۔

"اللہ نہ کرے۔۔" وہ فوراََ بولی۔

"پھر؟"

"شاہ ویز۔۔عجیب ہے۔۔ عجیب عجیب باتیں کر رہا ہے۔۔میری تو سمجھ سے باہر ہے۔۔ یہ ایسا تو نہیں تھا۔۔قسم سے۔۔بہت مایوس کیا ہے شاہ ویز نے مجھے۔۔" وہ دکھ سے بولی۔

"ام مم۔۔مم۔۔ اچھا۔ سحیل کی کال آئی تھی مجھے۔۔تمہارا نمبر بزی جا رہا تھا تو مجھے کال کر دی اس نے۔۔" مہر نے تفصیلاََ بتایا تو اسکے افسردہ چہرے پہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ہاں۔۔ تو کوئی بات نہیں۔۔کیا کہا اس نے؟؟"

"راحت بھائی تم سے ملنا چاہ رہے ہیں۔۔" مہر نے بناء تمہید باندھے اس سے کہا۔

"راحت بھائی؟؟" وہ پریشان ہوئی۔

"مگر ہم کیسے مل پائیں گے ان سے؟؟؟"

"ہم نہیں۔۔۔تم۔۔۔" اس نے واضح کیا۔

"نہیں مہر۔۔ایسے تو نہ کہو۔۔ میں اکیلی کیسے مینیج کر سکتی ہوں سب۔۔ تم بھی چلنا نا۔۔پلیز۔۔" اس نے گویا منت کی تو وہ ہنس پڑی۔

"اچھا بابا۔۔اچھا۔۔۔میں ساتھ ہوں تمہارے۔۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کیسے ہو گا یہ سب؟؟" وہ اہم بات پر آئی۔

"وہی نا۔۔۔ اب تو ایگزیمز بھی ختم ہو گئے۔۔ باہر جانے کا بہانا بھی تو کوئی نہیں بن سکتا۔۔"

"میں کرتی ہوں کچھ۔۔۔ تم پریشان نہ ہو۔" مہر نے اسکے پریشان چہرے کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر انہیں کچن میں سبزی بناتا دیکھ کر انکے قریب آکر بیٹھی اور انکے کام میں انکی ہیلپ کروانے لگی۔

"تائی جان۔۔ کیا بنا رہی ہیں؟؟"

"کدو کا حلوہ بنا رہی ہوں۔۔" وہ بادام پستہ کاٹتے ہوئے بولیں۔

"واہ۔۔۔ کس کے لیئے؟؟"

"شاہ ویز کے لیئے۔۔ سردیوں کے آغاز میں ہی فرمائش کرتا تھا مجھ سے۔۔ اب جب سے اس کے ابا نے اسے فیصل آباد بجھوایا ہے، تب سے وہ بھی یہاں کا رستہ بھول گیا ہے۔۔ شاید میرے ہاتھ کا بنا حلوہ کھا کر ہی اسے ماں کی یاد آجائے۔۔" وہ آبدیدہ ہوئیں۔

"تائی جان۔۔ پریشان نہ ہوں۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ کیوں نہیں آئے گا بھلا۔۔۔ ضرور آئے گا وہ۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولی تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو دوپٹے کے پلو سے صاف کیا۔

"اچھا۔۔ تائی جان۔۔ وہ ٹیلر کو کپڑے دینے کب جائیں گے؟؟" وہ اہم مدعے پہ آئی جس کے لیئے وہ انکے پاس آئی تھی۔

"ابھی تو نہیں۔۔۔ بہت کام ہے۔۔ ڈرائیور کے ہاتھ بجھوا نہیں سکتی۔۔ کیونکہ ایمل سدرہ کے جوڑے تین تین، چار چار ہیں اور اوپر سے ہر جوڑے کی ڈیزائننگ الگ الگ۔۔ یہاں سے فرصت ملے تب نا۔۔ اچھا۔۔ ایک کام کرو نا تم۔۔ جنت اور تمہارے جوڑے بھی تو اَن سلے ہیں نا کچھ؟؟"

"جی۔۔۔جی۔۔۔" اس نے تھوڑی سی دیر کیے بناء جواب دیا کیونکہ وہ ان سے یہی تو سننا چاہتی تھی۔

"تو آپ جب فارغ ہوں بتایئے گا۔۔ ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔۔"

"ہاں۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔۔اسی بہانے میرا پلین بھی جلدی بن جائے گا۔۔"

"بن جائے گا؟؟" وہ زیرِلب بولی۔

"نہیں دیر ہو جائے گی۔"

"کیا؟؟" سامعیہ نے سوال کیا۔

"وہ۔۔ شادی میں دن ہی کتنے ہیں۔۔ ابھی تیاری شروع کریں گے تو کچھ بنے گانا۔۔ اور ٹیلر کا تو آپ کو پتہ ہے نا۔۔ نخرے کرے گا سوٹ واپس دینے میں۔۔"

"اچھا۔۔اچھا۔۔ بس۔۔بس۔۔" وہ اسکے انداز پہ مسکرا دیں۔

"شام میں چلتے ہیں۔۔ ٹھیک ہے؟؟"

"جی۔۔جی۔۔" وہ خوشی سے بولی۔

آخر گھر سے باہر جانے کا کوئی طریقہ نکل ہی آیا لیکن راحت سے ملنے کا منصوبہ کیسے بنایا جائے؟ یہ بات یقیناََ پریشان کن تھی۔

تین چار گھنٹے سوچ بچار کے بعد آخر وہ منصوبہ بھی بن ہی گیا۔

دونوں میں فیصلہ یہ ہوا تھا کہ تائی جان کے ساتھ ٹیلر کے پاس تو جائیں گے لیکن پھر وہاں سے پارلر جانے کا بہانہ بنا کر راحت سے مل لیں گی۔ سامعیہ دونوں کو اپنی سگی بیٹیوں کی طرح چاہتی تھی، سو دونوں جانتی تھیں کہ وہ انکو پارلر جانے کی اجازت تو دیں گی ہی، ساتھ ہی ساتھ یہ بات اماں بی سے پوشیدہ رکھیں

گی۔ دونوں اچھے سے جانتی تھیں کہ اگر اماں بی سے پارلر جانے کی اجازت لی تو وہ صاف صاف کہیں گی۔ "پارلر والی نگہت کو فون کر لو۔۔باہر جانے کی ضرورت نہیں۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اور جنت نے اسے دیکھا تو ہکا بکا رہ گئیں، یہ تو وہی شخص تھا جس نے شدید بارش میں انہیں گھر ڈراپ کیا۔راحت کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔

راحت نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔وہ ہو بہو اپنی ماں اور خالہ تابینہ کی کاپی تھی۔انہیں کی طرح خوبصورت۔۔ معصوم اور پرکشش۔۔ راحت کی نظروں کا شارہ دونوں سمجھ گئے تھے، تبھی سجیل اور مہر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور راحت اور جنت سے دور کسی میز پہ بیٹھ گئے۔

"بیٹی کیا ساتھ دو گی میرے بھائی کا؟؟" اس کے منہ سے پہلا سوال یہی نکلا تھا جس پہ جنت نے سانس بھر کر انکی طرف دیکھا اور نیم انداز میں مسکرا دی۔

"آپکو کیا لگتا ہے؟؟"

"مجھے کیا لگتا ہے اس سے کہیں زیادہ اہم آپکا جواب ہے بیٹے۔۔ مجھے تو یہ بھی لگتا تھا کہ وہ میرا ساتھ دے گی۔۔ مگر۔۔" وہ لمبی آہ بھر کر بولے اور پھر چپ کر گئے۔

"میں ساتھ دوں گی۔۔ آزما لیجیئے۔۔" وہ فخریہ انداز سے بولی تو وہ اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"محبت میں ہم انسانوں کی روِش نہیں آزمانا۔۔آزماتا تو وہ سوہنا رب ہے۔۔ تو کیا جب تمہیں وہ رب آزمائے گا تب تم اس آزمائش پہ پورا اترو گی؟؟"

"کیا مطلب؟؟ میں سمجھی نہیں۔۔۔" وہ تناؤ کا شکار ہوئی۔اس کی باتیں کیا معانی بیان کر رہی تھیں وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"اگر سحیل تمہاری زندگی میں نہ۔۔۔" اس سے پہلے انکی بات مکمل ہوتی،اس نے جھٹ سے انکی بات کاٹی۔

"نہیں ہو گا ایسا کبھی بھی۔۔مجھے یقین ہے۔۔کہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔لیکن اگر آپ نہیں چاہتے تو یقین مانیئے۔۔ میں کوشش کروں گی کہ سحیل کو بھول جاؤں۔۔"اسکے چہرے پہ مایوسی کے آثار دیکھ کر راحت کا

دل پسیج کر رہ گیا۔

"اتنا آسان ہے اسے بھول جانا؟؟" راحت کے سوال پہ وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔راحت اپنے ہر سوال سے اسے الجھا رہا تھا۔

اسے تو لگا تھا راحت سے ملنا بڑی آسان بات ہے حالانکہ وہ جانتی بھی تھی کہ اسکا انٹرویو لینے والا شخص،محبت میں ہارا ہوا انسان ہے۔

"نہیں۔۔۔آسان تو بالکل بھی نہیں ہو گا۔۔لیکن شاید آپ جانتے نہیں کہ اس رشتے کی بنیاد ہی کھوکھلی ہوتی ہے،جس کی جڑیں مضبوط نہ ہوں۔۔ میں اتنی سمجھدار نہیں ہوں۔۔لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ گھر والوں کی رضامندی کے بناء ہم کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔۔" اسکے جواب پہ وہ لاجواب ہو کر رہ گیا،کیونکہ یہی الفاظ وہ پہلے بھی کسی کے منہ سے سن چکا تھا۔

"اور اگر گھر والے نہ مانے تو؟؟"

"سہیل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ منا لیں گے سب کو۔۔۔ اور آپ ساتھ دیجیئے گا نا ہمارا۔۔ پلیز۔۔" اسکے جواب پہ راحت بچوں کی طرح ہنس دیا۔

"اس قدر یقین۔۔۔ جبکہ یہ رشتہ تو کیا؟ یہ بات بھی ناممکن سی ہے۔۔" وہ خود سے بولا۔

"کیا سوچنے لگے؟ خالہ کے لیئے کوئی پیغام ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔"

اس کی بات پہ اس نے یکدم آنکھیں جھپکائیں۔

"اسے کہنا۔۔" وہ کچھ دیر سوچتے ہوئے پھر سے بولے۔

"کہ۔۔ اپنا خیال رکھے۔۔" انکے حلق سے بمشکل ہی ادا ہوا تھا۔

انکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں جو بہنے کے لیئے بے تاب تھیں مگر ضبط اتنا تھا کہ وہ ان آنسوؤں کو پی گیا۔ اور وہ اسے بس دیکھتی ہی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

راحت سے ملنے کے بعد وہ خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ امید کی ایک کرن جاگی تھی۔ لیکن وہ پریشان تھی تو گھر والوں کے ایک ہی ذکر پہ "جنت کی شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔۔ ایک دو دن تک تاریخ پکی کر دی جائے گی۔۔ وغیرہ۔۔ وغیرہ۔۔

مہر نے لیمپ آن کیا اور کمرے کی بتیاں بجھاتے ہوئے جنت کے برابر میں آ بیٹھی، جہاں وہ بیٹھی گہری سوچ میں محو تھی۔

"کہاں گم ہو تم؟" وہ کمبل اوڑھتے ہوئے اس سے سوالیہ بولی اور لیٹ گئی۔

"کہیں نہیں۔۔" وہ اپنے ہی خیالوں میں مگن، اپنے بالوں کو انگلی پہ گول کرتے ہوئے بار بار سیدھا کر رہی تھی۔

"اتنی پریشانی کس بات کی ہے آخر؟" اس نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا تو اس نے اپنے کھلے بالوں کو جوڑے کی شکل دی اور کیچر لگاتے ہوئے اسکے ساتھ لیٹ گئی۔

"پریشانی تو ہو گی ہی نا!" کاش وہ مجھے پہلے مل جاتا۔۔جب اماں بی نے مجھ سے میری پسند پوچھی تھی تو اس کا بتادیتی۔۔" وہ حسرت بھرے لہجے میں بولی تو مہر کھلکھلا کر ہنسی۔

"ملا تو تھا۔۔"

"ہاں۔۔ مگر محبت نہیں ہوئی تھی۔" وہ افسردگی سے بولی۔

"اور اماں بی نے بھی جیسے پوچھا۔۔وہ کوئی پوچھنا نہیں ہوتا۔۔ سمجھی۔۔خانہ پوری ہی کی تھی انہوں نے۔۔ اگر اتنا ہی ہے تو ابھی جاکر انکو سب بتادو۔" وہ طنزیہ بولی۔

"مذاق بنارہی ہو میرا۔۔ تم تو مذاق بناؤ گی ہی۔۔ تمہاری محبت جو تھا وہ۔۔۔" اسکی بات میں حقیقت تھی، جس پہ مہر دل پسیج کر رہ گئی۔

اس نے چاہا کہ اسکی اس بات پہ اس سے احتجاج کرے لیکن اس نے خاموشی کو ہی غنیمت جانا۔

"سوری۔۔مہر۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔لیکن تم چاہو تو تم میری جگہ اس سے۔۔۔" کچھ منٹ بعد مہر کی خاموشی سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"مطلب جو کوئی بھی ہو۔۔۔ایک بات اپنے ذہن میں بٹھالو۔۔اسے تم سے محبت ہے۔۔اس نے اظہار تم سے کیا ہے۔۔" اس نے تیزی سے اسکی بات کاٹی۔

"اور ہاں مرد جب محبت کا اظہار کرتا ہے تو وہی محبت پائیدار ہوتی ہے۔۔ویسے بھی میرے اور اس میں محبت سے کہیں زیادہ دوستی کا رشتہ ہے۔۔ جس پہ مجھے فخر ہے۔۔ آج کے بعد یہ بات نہ کرنا پلیز۔۔۔" اس نے بناء تمہید باندھے اس سے جو کچھ کہا تھا جینی بمشکل ہی اس سے نظریں ملاپائی تھی۔

"مہر۔۔ ایم۔ سوری۔۔"

"اِٹس۔ او۔ کے۔" مہر نے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کیا اور موبائل کو میز پر سے اٹھایا جس پہ بیپ کی مسلسل آواز آرہی تھی۔ میسج دیکھتے ہی وہ فوراََ سے اٹھ بیٹھی اور گہری سوچ میں پڑ گئی۔

"کس کا میسج ہے؟" جنت نے اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھیں تو اسکے موبائل پہ نظریں جمادیں۔

اسکی موبائل اسکرین پہ سجیل کی چیٹ اوپن تھی جس پہ میسج لکھا تھا:

"بھائی۔۔ تابینہ آپی سے ملنا چاہتے ہیں۔۔ کوئی راہ نکالو۔۔ جب تک راحت بھائی اور تابینہ پوپھو کی غلط فہمی دور نہیں ہو جاتی۔۔ تب تک میں کوئی فیصلہ نہیں لے سکتا۔۔ یہ دونوں ایک ہو جائیں تو ہمارے لیئے آگے کی منزل بہت آسان ہو گی۔"

جنت نے اتنا پڑھا تھا کہ وہ بھی مہر کی طرح پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔

"یار! یہ سب کیسے ممکن ہو گا؟ راحت بھائی کی خالہ سے ملاقات۔۔ امپاسبل۔۔"

"کچھ بھی ناممکن نہیں ہے جنت۔۔ کچھ سوچو کہ سب کیسے ممکن بنایا جاسکے گا؟" مہر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

دوسری بار بیپ ہوئی تو دوں اپنے خیالوں سے نکلیں۔

"وقت بھی کم ہے، کچھ نہ کچھ سوچو پلیز۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ کل ہی کوئی صورت نکالو۔۔"

"چلو۔۔۔ کوئی ترکیب سوجھ نہیں رہی اور ان صاحب کو دیکھو۔۔" مہر زچ ہو کر بولی۔

"ایک وہ جو تمہارا منگیتر۔۔۔ جلدی شادی کی آخر آئی ہوئی ہے۔۔۔ اور یہاں اِس کو دیکھو۔۔ جیسے یہ کام اتنا آسان ہو جیسے منہ میں نوالا ڈالنا۔"

”پھر اب ؟؟؟“ جنت نے اسکو دیکھ کر سوالیہ کہا۔

”پھر اب کیا۔۔ تم ذرا کال ملاؤ اس مجنوں کو۔۔“

جنت نے اپنا موبائل اٹھایا اور اسے کال ملائی۔

دوسرے طرف سے پہلی ہی بیل پہ فون اٹھایا گیا۔

”شکر ہے تم نے کال کی۔ میسج کا جواب کیوں نہیں دے رہی؟“ اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

”اسلام ُعلیکم۔۔“

”وعلیکم السلام۔۔ تم ٹھیک ہو؟؟“ وہ فکر مندی سے بولا۔

”جی۔۔ میں نے میسجز دیکھے نہیں۔۔ مہر سے پتہ چلا ابھی۔۔“

”ہاں تو پھر ؟؟“

”بہت مشکل ہے یہ سب۔۔ خالہ تو گھر سے باہر ایک قدم بھی نہیں نکالتیں۔۔ اور نہ ہی وہ باہر آنے کے لیئے تیار ہوں گی۔۔ اور اوپر سے چوکیدار۔۔ اگر انہیں بازار کے بہانے لے بھی آئیں تو چوکیدار شکایت لگانے میں پہلے سے ہی اول ہے منحوس۔۔۔“ اسکو درپیش مسئلوں کی ایک لمبی فہرست سن کر وہ عاجز آکر بولا۔

”وہ نہیں آسکتیں تو نو ایشو ایٹ آل۔۔ راحت بھائی آجائیں گے۔۔“

”کیا؟ کیا کہا؟؟ راحت بھائی آجائیں گے؟؟ ہر گز نہیں۔۔ اماں بی کو پتہ چل گیا تو۔۔۔“ اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسکے پاس موجود مہر کا بھی حال کچھ ایسا ہی تھا۔

”لو اب یہ بھی ممکن نہیں۔۔ تو پھر ممکن ہے کیا جنت۔۔ مجھ سے محبت نبھالو یا پھر اپنا یہ اماں بی فوبیا۔۔ یا پھر بھول جاؤ مجھے تم۔۔“ وہ ذرا خفگی سے بولا۔

”نہیں۔۔ سجیل۔۔ سنیں۔۔“

”سنو۔۔“ اسکے انداز میں تھکن سی تھی۔اس سے پہلے وہ بولتی سجیل صاف اور واضح الفاظ میں بولا۔

”اب تمہیں میں مکرنے نہیں دوں گا سمجھی۔۔ میرے پاس ایک بہترین پلین ہے۔۔ بس تم دونوں کو الرٹ رہنا ہو گا۔۔ او۔کے۔فائن؟“ وہ سوالیہ انداز میں بولا۔

”او۔کے۔فائن۔۔“ اس نے اسے ساری تفصیل بتائی اور فون رکھ دیا۔

اس نے اس سے جو منصوبہ سنا تھا،وہ اسکی زبانی مہر کو بتانے لگی جسے سن کر مہر پریشان ہوئے بناءنہ رہ سکی۔

”یار۔۔جنت۔۔اِٹس تورِسکی۔۔“

”ہاں۔۔لیکن کرنا تو پڑے گا۔۔ہائی رِسک،ہائے ہر افٹ۔۔“اس نے اسے وہ سب کہا جو تھیوری وہ لیکچر میں سجیل سے سمجھ چکی تھی۔

”تو آخر اسکے لیکچر میں سے صرف یہی سنا تم نے۔۔ اف ف۔۔اس سے اچھا کچھ نہ سنا ہوتا۔۔“ مہر مذاحیہ انداز میں ہنسی تو وہ بھی ہنس دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات بہت گہری ہو چکی تھی۔دونوں حسبِ معمول شب کی تاریکی کی پرواہ کیے بنا تابینہ سے ملنے کو نکلیں،آخر سجیل کے منصوبے کو عملی جامہ جو پہنانا تھا۔ منصوبے کے مطابق سجیل کو فون کیا گیا۔اسے فون کرتے ہی دونوں اپنے کمرے سے نکلیں۔ ٹی۔وہ لاؤنج میں موجود گھڑی کی ٹِک ٹِک سے دونوں کے قدم لڑ کھڑائے اور رک سے گئے۔بلاشبہ وہ اس سے پہلی بار ملنے کو نہیں جا رہی تھیں لیکن آج کے دن اگر کچھ اونچ نیچ ہو جاتی تو دونوں کی دنیا تباہ ہو سکتی تھی۔

گھڑی پہ تقریباً ایک بجے کا وقت ہو رہا تھا۔ آخر دونوں دبے قدم ٹی۔وی لاؤنج سے ہوتے ہوئے دروازہ کھولتے ہی باہر گیراج میں آموجود ہوئیں۔ اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیل ہوئی جسے اس نے فوراً منقطع کیا اور سحیل کو "ویٹ" کا میسج کر دیا۔ اس نے موبائل کی وائبریشن آن کی اور پھر دونوں پیچھے کے دروازے تک آپہنچیں، مگر وہاں تو چوکیدار ٹہل رہا تھا۔

"پتہ تھا مجھے۔۔ یہ نہیں سوئے گا۔۔" جنت کے چہرے پہ افسردگی کے آثار دیکھ کر مہر ذرا مذاحیہ انداز میں آہستگی سے بولی۔

"کیوں نہیں سوئے گا؟ مہر کے ہاتھ سے بنی چائے اس نے ابھی پی ہی نہیں ہو گی۔۔" چند لمحے رک کر دونوں اسے دیکھتی رہیں کہ ابھی یہ بیہوش ہو لیکن نہیں۔۔

"لو۔۔جناب نے چائے پی ہی نہیں۔۔وہ دیکھ تھرماس سے کپ بھر رہا ہے ابھی۔۔" مہر کا جی چاہا کہ وہ کسی ڈنڈے کو اس کے سر پہ دے مارے تاکہ وہ بیہوش تو ہو۔

سحیل کی طرف سے بار بار فون آرہا تھا جس پہ دونوں مزید اپ سیٹ ہو رہی تھیں۔

"رک جاؤ تھوڑی دیر۔۔" مہر نے فون اٹھا کر ذرا آہستگی سے کہا۔

"میں اور بھائی باہر ہیں۔۔ تمہاری کال کا انتظار کر رہے ہیں۔۔او۔کے۔" وہ گاڑی کے اندر بیٹھا تھا اور راحت اسکے برابر میں تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ کب یہ دوری ختم ہو اور کب اسکی تابینہ سے ملاقات ہو۔ کوئی دس پندرہ منٹ بعد جب انہیں رستہ صاف معلوم ہوا تو سحیل کو اندر آنے کے لیئے کہا گیا۔ دونوں چوکیدار کے پاس سے دبے قدم گزرے اور تابینہ کے کوارٹر کے باہر آکھڑے ہوئے۔

"اتنی دیر لگا دی اسے بیہوش کرنے میں؟؟" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”بیہوشی کی دوا سے بیہوش کرنا تھا۔۔ڈنڈا مار کے نہیں۔۔“ مہر لڑنے والے انداز میں بولی تو جنت نے دونوں کو روکا۔

”اف ف ف۔۔ ہو۔۔ صورتحال تو دیکھ لیں آپ دونوں۔۔ لڑ کیوں رہے ہیں ایسے ؟“

وہ تینوں انکے کوارٹر کے دروازے تک پہنچ گئے مگر راحت دروازے سے کچھ دیر فاصلے پہ کھڑا رک سا گیا۔

اس نے اوپر سے لے کر نیچے تک سارے کوارٹر کا جائزہ لیا اور اپنے خیالوں میں محو ہو گیا۔

”میرے کمرے میں جوتے اتار کے آیئے گا پلیز۔۔۔مانا کہ مجھے گھڑ سواری سکھاتے ہیں آپ۔۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو سر پہ بٹھا لیا جائے۔۔“ اسکے منہ سے ادا ہونے والے یہ تیکھے الفاظ سن کر راحت مسکرا دیا۔

”بھائی؟؟“ سجیل نے پلٹ کر دیکھا اور انہیں پکارا تو وہ زمانہ حال میں واپس آئے۔

”یہ رہا خالہ کا مکان۔۔ مطلب کوٹھری۔۔“جنت اتنا بولی اور پھر تینوں خود ذرا سائیڈ پہ ہو لیئے تو راحت آگے بڑھتا ہوا اسکے کمرے کے دروازے کے پاس جا ٹھہرا۔

اندر کیسے جائے؟؟ اس سے کیا کہے گا؟ اسکا سامنا کیسے کرے گا؟ اسکے سوالوں کا جواب کیسے دے گا؟ یہ سب سوال اسکے ذہن میں جنم لے رہے تھے مگر اگلے ہی لمحے اسکے ذہن میں پیدا ہونے والے جواب نے ان سوالات کی نفی کر دی۔

”میں نے تو ساتھ نبھانا چاہا تھا۔۔ تم ہی اپنے گھر والوں کو یقین دلانے پہ ڈٹی رہی۔۔ اگر یہ سب ہی ہونا تھا تو تم نے میرا ساتھ قبول کیوں نہ کیا؟“

دوسری طرف وہ اپنے کمرے میں موجود تن تنہا، اپنی سوچوں میں محو لیمپ کی روشنی میں بیٹھی تھی۔ جب اس پہ الزام لگا تھا، تب اسکی عمر کوئی اٹھارہ انیس سال تھی۔ پندرہ سال بعد بھی وہ خوبصورت اور جوان

دکھائی دے رہی تھی مگر زمانے کی تلخیوں کے آثار ابھی تک اس کے چہرے سے عیاں ہوتے تھے۔ کوئی رات ایسی نہ گئی تھی جب اس نے وہ سب یاد نہ کیا ہو جو کچھ بیت چکا تھا۔

"کاش راحت۔۔ آپ آجائیں۔۔" وہ خود سے گویا ہوئی۔

"ویسے ہی میرا ساتھ دینے جیسے ہمیشہ آپ نے میرا ساتھ دیا ہے۔۔ لیکن آخری مرتبہ ساتھ۔۔۔ تو میں نہیں دے سکی۔۔"

ابھی وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔ دستک کوئی دو تین بار ہوئی لیکن وہ چارپائی سے ٹَس سے مَس نہ ہوئی۔

دستک پھر سے دی گئی۔

اس کی بے قراری کو دیکھ کر تینوں بھی دروازے کے پاس آ کھڑے ہوئے۔

راحت کا حال تینوں کے سامنے تھا۔ تینوں اسکے چہرے کی طرف نگاہ ٹکائے ہوئے اسے حسرت سے دیکھ رہے تھے مگر وہ دروازہ کھلنے کا منتظر تھا۔

"تابینہ۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔ تابینہ۔۔" دوسری طرف باہر کھڑا وہ دروازے کے ساتھ الجھ رہا تھا۔

آخر کھڑکی میں آتی ہوا نے شدت اختیار کی تو وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اپنی سوچ سے آزاد ہوئی اور کھڑکی بند کرنے کے لیئے اٹھی۔ کھڑکی بند کرتے ہی وہ واپس پلٹی ہی تھی کہ دروازے پہ آہستہ سے ہونے والی دستک پہ وہ ششدر رہ گئی۔

"اس وقت؟؟" اس نے دیوار پہ لگی بوسیدہ مگر وقت ٹھیک بتانے والی گھڑی کو دیکھا۔ وہ سمجھ گئی کہ اس وقت یہاں کون آیا ہو گا۔ ویسے بھی جب سے ان بچیوں نے ہوش سنبھالا تھا، اس سے ملنے وہی دونوں آیا کرتی تھیں۔

”بچیو۔۔ابھی کچھ دن پہلے ہی تو تم لوگ آئی ہو۔۔اگر کسی نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائے گا۔“ اس نے دروازہ کھولا تو اسے اپنے سامنے پا کر وہ ششدر رہ گئی۔

”غضب تو آج سے پندرہ سال پہلے ہو چکا ہے۔۔اب۔۔“ اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا، تابینہ نے فوراََ سے دروازہ بند کرنا چاہا۔

”جایئے یہاں سے۔۔“

”تابینہ۔۔پلیز۔۔میری بات سنو۔ تابینہ۔۔“ انہوں نے زبردستی دروازہ کھولا، جسے وہ بند کرنا چاہ رہی تھی۔

”کیسے آئے ہیں یہاں؟؟اور کیوں؟؟“ وہ غصہ سے اس پہ ہنکاری۔

”پوپھو۔۔خالہ۔۔“ دونوں یکے بعد دیگرے آگے بڑھیں۔

”ہم لائیں ہیں انہیں یہاں؟؟؟“ مہر نے صاف گوئی سے جواب دیا کیونکہ وہ اسکی نظروں سے محسوس ہوتے سوال کو سمجھ چکی تھی۔

”کیوں؟؟“ وہ حد درجہ اذیت سے بولی۔

”تم لوگوں کو پتہ بھی ہے کہ کتنی بڑی حماقت کی ہے تم لوگوں نے۔۔اور آپ؟ آپ بھی؟؟“ اسکے لہجے میں راحت کے لیئے شکایت واضح تھی جسکی آنکھوں سے آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

”محبت حماقت تو نہیں ہوتی آپو۔۔“ سحیل کمرے میں داخل ہوتے ہی بولا۔

”تم۔۔؟؟“ وہ ماتھے پہ بل ڈالتے ہوئے استفہامیہ انداز میں بولی۔اس کے ذہن میں ماضی کی ایک بات گھومی۔

"تم ہمیشہ مجھے آپو ہی کہنا۔۔اچھا لگتا ہے تمہارے منہ سے۔۔" سحیل تب کوئی پانچ یا چھ سال کا تھا مگر اسے ابھی بھی یاد تھا کہ تابینہ نے اسے یہ کہا تھا، تبھی اس نے اسے "آپو" کہہ کر مخاطب کیا۔

"سحیل ہے یہ۔۔" راحت نے ہولے سے جواب دیا۔

"سحیل۔۔" وہ روتے روتے مسکرا دی۔ اسکی آنکھوں سے خوشی کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

"میرا بچہ کتنا بڑا ہو گیا۔۔" وہ اسکے قریب آئی اور اسکے رخساروں کو چھوتے ہوئے بولی۔

"ہاں! لیکن آپ ویسی کی ویسی ہیں۔۔ اب بھی کوئی پرواہ نہیں بھائی کی۔۔۔" اس نے اسکی آنکھوں میں بغور دیکھا جس میں اسے دیکھنے کی خوشی قابلِ دید تھی۔

اسکی بات سے طنز اور شکوہ واضح تھا۔

تابینہ کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہی مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"آپ لوگ جائیں یہاں سے۔۔ اگر یہ مجھ سے معافی مانگنے آئے ہیں تو میں نے معاف کیا انہیں۔۔ مجھے کوئی گلہ نہیں کسی سے بھی۔۔ یہ سب میرا اپنا انتخاب ہی ہے۔۔ جو ہونا تھا، وہ ہو گیا۔۔ ماضی کی ایک غلطی تھی، جو گناہ بن گئی۔۔" وہ ذرا تفصیل سے بولی تو تینوں ذرا سائیڈ پہ ہو لیئے۔ وہ چاہتے تھے کہ دونوں اپنے معاملات خود سلجھائیں۔

راحت نے بے انتہاء صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسکی ساری بات سنی مگر "گناہ" کا لفظ سن کر اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

"نہ غلطی تھی۔۔ نہ گناہ۔۔ ایک حادثہ تھا جسے سمجھا نہ گیا۔ اصطبل کے مالک کی بات بھی نہیں سنی ان ظالم لوگوں نے۔۔" وہ خونخوار لہجے میں بولے مگر پھر خود کو ضبط کرتے ہوئے مزید بولے۔

وہ نظریں جھکائے انکی بات سنتی گئی۔

"اور رہی بات معافی کی۔۔ تو معافی مانگنے آیا ہی کون ہے؟؟ میں تو تمہیں تم سے مانگنے آیا ہوں۔۔" تابینہ نے یکدم نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"معافی تو تمہیں مانگنی چاہیئے ساتھ تو تم نے نہیں دیا تھا۔۔ ان لوگوں کے سامنے کبھی تم اپنی بے گناہی ثابت نہیں کر سکو گی۔۔"

"نہ سہی۔۔۔ مگر مجھے ایسے آپ کا ساتھ نہ پہلے قبول تھا اور نہ اب۔۔۔" اس نے سسکتے لبوں سے دوٹوک بات کی۔

"بے گناہی تبھی ثابت ہوتی ہے جب کسی گواہ کی بات سنی جائے۔۔ اور ان لوگوں نے تو کبھی تمہاری نہیں سنی۔۔ تم یہاں اس حال میں ہو گی اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔" اب کی بار وہ رو دیئے۔

تابینہ کے لیئے اسکی ایسی حالت ناقابلِ دید تھی۔ چالیس سال کا نوجوان جب پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے تو دنیا ہل کر رہ جاتی ہے۔ اس عمر میں تو انسان دنیا کے ساتھ آنکھیں ملا کر جینا سیکھ جاتا ہے۔۔ مگر وہ راحت تھا جو تابینہ کے انتظار میں اپنے دل کی راحت کا منتظر تھا۔

اس نے خود کو بہت حد تک بکھرنے سے سنبھالا اور پھر اسکی حالت کے پیش نظر بولی۔

"یہ حال تو بہت بہتر ہے راحت۔۔ میں یہاں سکون میں ہوں۔۔ پتہ ہے جب کسی مجرم کو سزا دی جاتی ہے تو جیل کی بند کوٹھری سورج کی روشنی تک سے محروم کر دی جاتی ہے۔۔ کم از کم۔۔ یہاں ایسا تو نہیں ہے۔۔ صبح کی کرن آنکھوں میں پڑتی ہے تو آنکھوں کو سکون ملتا ہے اور رات میں چاند کی چاندنی آنکھوں کو راحت دیتی ہے۔۔ لیکن۔۔" بولتے بولتے اسکے الفاظ حلق میں پھنس گئے اور اسکی آنکھوں سے ضبط کے باوجود آنسو بہہ نکلے۔

"لیکن۔۔ میں تو نہیں ہوں ناں۔۔" اسکے ادھورے لفظوں کو اس نے مکمل کیا تو وہ بولی۔

”ہاں۔۔ نہیں ہو۔۔ مگر نہ ہو کر بھی تم ہو۔۔ میرے دل سے کبھی تم گئے ہی نہیں۔۔ کبھی بھولے ہی نہیں تم مجھے۔۔ سورج طلوع ہونے سے غروب ہونے تک مجھے صرف تمہارا ہی تو انتظار تھا۔۔ بہت دیر کر دی آنے میں۔۔“ آخر محبت تھی جو دفن کر دینے کے باوجود زندہ ہونے لگی تھی۔

”نہیں۔۔ تابینہ۔۔ نہیں ہوئی دیر۔۔“ وہ پر امید لہجے میں بولا اور پھر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے پورے وثوق سے بولا۔

”جیسے تم چاہتی ہو، ویسے ہی تمہیں اپناؤں گا۔۔ بے گناہ ماننا ہو گا ہم دونوں کو انہیں۔۔۔ اور اب کی بار تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔“ اس نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے عہد کیا۔

تینوں ان سے ذرا فاصلے پہ کھڑے تھے مگر ان دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو سن کر وہ بھی روئے بناء نہ رہ سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہلچل اور بے سکونی کسی حد تک سبھی کے دل سے دور ہو گئی تھی لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اصل مسئلہ تو ابھی شروع ہونے والا ہے۔ علی الصبح جب سب کی آنکھ کھلی تو سبھی نے گھر میں خوب رونق سنی۔

ایمل، سدرہ خوشی سے چہک رہی تھیں اور سامعیہ کے تو پاؤں ہی زمین پہ نہیں ٹِک رہے تھے۔

”کیا ہوا ہے نیچے؟؟ بڑے قہقہوں کی آوازیں آ رہی ہیں؟“ مہر نے جنت سے پوچھا جو ابھی کمرے میں مارننگ ٹی لے کر آئی تھی۔

”وہی آیا ہے۔۔“ اس نے منہ بسور کر جواب دیا۔

”کون؟؟ شاہ ویز؟؟“ اس نے خود سے اخذ کیا تو جینی نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

”شکر ہے یہ کل نہیں تھا۔۔ ویسے آ گئی اسے عقل۔۔ اس نے تو کبھی آنا نہیں تھا؟“

"مجھے کیا پتہ۔۔ البتہ اسے دیکھ کر لگ نہیں رہا کہ اسے کوئی غم، دکھ یا کچھ اور ہے۔۔ اور گھر والے تو نظریں بچھائے ہیں اس پہ۔۔" اس نے چائے کا کپ اٹھا کر منہ کو لگایا۔

"اور اماں بی؟؟ ان کا کیا ردِ عمل ہے؟؟" مہر نے تجسس سے پوچھا۔

"دیکھا نہیں میں نے۔۔ میں نے تو چائے بنائی اور سب سے نظریں بچاتے بچاتے اوپر آنے کی کی۔"

اس کی بات سن کر مہر خاموش ہو کر رہ گئی۔

ناشتے کی میز پہ ایک عرصے بعد رونق تھی اور اسکی بنیادی وجہ شاہ ویز تھا۔ اماں بی میز کی جانب آ رہی تھیں کہ اسے ندیم صاحب کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر مسکرا دیں۔

"تم۔۔ میں بھی کہوں اتنی رونق صبح صبح۔۔ ہونا ہو یہ شرارتی لڑکا ہی آیا ہو گا۔۔ خیر۔۔ کب آئے؟؟" انہوں نے اپنی لاٹھی کرسی کے ساتھ لگائی اور خود کرسی پہ بیٹھ گئیں۔

شاہ ویز اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے سامنے اپنا سر کیا۔ جس پہ انہوں نے شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

"فجر کے بعد ہی آیا ہے میرا بچہ۔۔" سامعیہ میز پہ ناشتہ لگاتے ہوئے بولی۔

"اور کیسا چل رہا ہے وہاں سب؟؟"

"جی اماں بی۔۔ بہتر۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسکے لہجے کی تبدیلی دیکھ کر اماں بی ذرا پر سکون ہوئیں۔

"دیکھو بچے۔۔۔ اب وہاں کا سارا انتظام تمہارے ہی ذمے ہے۔۔ لیکن اپنی ماں سے ملنے آتے جاتے رہا کرو۔۔" انہوں نے نصیحت کی۔

"اور آپ سے؟؟ اس کا مطلب۔۔ آپ نے مجھے ذرا سا بھی یاد نہیں کیا۔۔" وہ رونے والے انداز میں بولا۔

"نن۔۔ نہیں میرے بچے۔۔ یاد تو ہو تم۔۔ تمہی سے تو رونق ہے۔۔ امید ہے اب۔۔ تم اپنی پرانی عادت سے دور رہو گے۔۔" ان کے لہجے میں پر امیدی تھی لیکن شاہ ویز نے طنزیہ مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

ابھی انکے مابین باتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہی تھا کہ سیڑھیوں سے مہر اور جنت کی آمد ہوئی۔ اس نے چاہا بھی کہ وہ اسے دیکھے مگر چاہ کر بھی نہ دیکھا۔ جنت اور مہر کے لیئے یہ بات حیران کن تھی کہ اس نے ان دونوں کو دیکھا تک بھی نہیں۔

"کیسے ہو تم؟؟ بتایا بھی نہیں تم نے آنے کا۔۔" آخر مہر نے خود ہی اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

"میرا اپنا گھر ہے۔۔ بتا کر کیوں آتا بھئی؟؟" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن طنز واضح تھا جسے سب نے ہی محسوس کیا۔

"بتا دیتے بھئی تو آپکا بڑا اچھا استقبال کر سکتے تھے ہم۔۔ کیوں مہر آپی؟؟" سدرہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہے سدرہ۔۔ پتہ ہے تمہیں سب کتنا یاد کرتے تھے۔۔" علینہ بھابھی نے بھی بات چیت میں حصہ ڈالا تو شماز ہنستے ہوئے بولا۔

"بالکل۔۔ تمہاری بھابھی تو تمہارے لیئے لڑکیاں دیکھ رہی ہیں۔۔" وہ شرارتی انداز میں بولا تو ندیم نے اسے گھورا۔

"اماں بی ہیں ناں۔۔ شاہ ویز کے لیئے لڑکی ڈھونڈنے کے لیئے۔۔"

ندیم کے جواب پہ سامعیہ جزبز ہو کر رہ گئی۔

"سب نے یاد کیا۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہیں ناں۔۔" اس کے معنی خیز سوال کو علینہ سمجھ چکی تھی، تبھی اس نے اسے میٹھے فرائی ہوئے بریڈ کا ہاٹ پاٹ دیا۔

”یہ کھاؤتم۔۔ تمہارے فیورٹ۔۔“

جنت کا جی چاہا کہ وہ ابھی اٹھے اور اسے بتائے کہ اس نے اسے کتنا مِس کیا۔ لیکن اسے احساس ہی نہیں کہ جنت کے لیئے اس کے اس دوست کی کتنی اہمیت ہے اور اسکا ساتھ اب اسکے لیئے اور کتنا ضروری ہو گیا ہے۔

”کاش! شاہ ویز تم میرا ساتھ دے دو تو کتنا اچھا ہو جائے ناں۔۔ ہمیشہ تم نے میرا ساتھ دیا ہے لیکن اب تم دوست کم دشمن زیادہ سمجھتے ہو مجھے۔۔۔“ وہ خود سے گویا ہوئی۔ لیکن علینہ کے بلانے پہ وہ اپنے خیال سے نکلی۔

”لو نا تم بھی۔۔ یاد ہے بچپن میں تم لوگ جب ہمارے گھر آتے تھے تو۔۔ تم دونوں میٹھے بریڈ کے آخری سلائس پہ جھگڑتے تھے۔۔“

مہر نے علینہ کو گھور کر دیکھا کہ آخر کیوں وہ یہ سب باتیں کر رہی ہیں۔

”جی یاد ہے۔۔ بہت اچھا تھا بچپن۔۔ اب تو دوست دشمن سمجھتے ہیں۔۔“ وہ ذرا آہستگی سے بولی لیکن آواز شاہ ویز تک ضرور پہنچ گئی تھی۔ وہ اسے بناء دیکھے ہولے سے مسکرایا مگر اندر ہی اندر رنجیدہ ضرور تھا کیونکہ وہ اس سے منسوب ہر سچ سے خوب واقف تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”جنت۔۔۔ راحت انکل نے کیا سوچا پھر؟؟“ مہر پودوں کو پانی دیتے ہوئے اس سے بولی، جو کیاریوں میں موجود پیلے پتوں کو ہرے پتوں سے الگ کر رہی تھی۔ جاڑے کا موسم تھا۔ ہلکی پھلکی دھوپ تھی جس میں دونوں لان میں موجود پودوں کی دیکھ ریکھ کر رہی تھیں۔

"سجیل سے بات ہوئی ہے۔۔ کہہ رہا تھا کہ راحت انکل جب سے تابینہ خالہ سے ملے ہیں، وہ بے حد بے قرار ہیں۔۔ جانتی ہو وہ آج ندیم ماموں سے ملنے جانے والے تھے۔"

"تو؟؟" مہر پودوں کو پانی دیتے دیتے رکی۔

"لیکن سجیل نے کہا کہ ان سے ملنے کا فائدہ نہیں۔۔ بہتر یہی ہے کہ انہیں گھر آنے دیا جائے۔" وہ نارمل انداز میں بولی جیسے کوئی عام بات ہو۔

مہر نے واٹرنگ کین کو نیچے رکھا اور اسکی طرف دیکھ کر حیرانگی سے بولی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم؟؟ گھر آنے دیا جائے؟؟ یہ کیسے ممکن ہے؟؟"

"کیوں ممکن نہیں۔۔ وہ گھر نہیں آئیں گے تو کیسے ہو گا سب ممکن؟؟؟" وہ تناؤ کا شکار ہوئی۔

"جینی۔۔ یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔۔ اماں بی سے بات کر لو گی تم کیا؟؟ بولو؟" مہر نے سوالیہ کہا۔

"تم ہو ناں؟؟ یاد ہے تم نے ایک دفعہ کہا تھا کہ تم سجیل کو پانے کے لیئے ایسی گیم کھیلو گی کہ تابینہ خالہ اور راحت بھائی ایک ہو جائیں گے اور تمہیں وہ مل جائے گا۔" اس نے تفصیل سے کہا تو مہر گہری سوچ میں پڑ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اب دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی۔ تبھی جنت بولی۔

"مہر۔۔ میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتی۔۔ صرف یاد دلا رہی ہوں کہ۔۔ کیا تھی وہ گیم؟؟ کیا تم مجھے۔۔" اس سے پہلے وہ مزید بولتی مہر نے اسکا ہاتھ تیزی سے پکڑا اور لان سے لاؤنج میں آئی اور لاؤنج سے ہوتے ہوئے اماں بی کے کمرے میں۔۔ جنت رستے میں اس سے پوچھتی رہی کہ "کیا کر رہی ہو؟؟ مہر کیا ہو گیا ہے۔۔"لیکن وہ تھی کہ اس کی بات سنے بناء ہی اسے اماں بی کے کمرے میں لے گئی۔ شاہ ویز لاؤنج میں بیٹھا، ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں کو ایسے اماں بی کے کمرے میں جاتا دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا

ہوا۔ اتوار کا دن تھا سو سبھی افراد ناشتے کے بعد گھر پہ موجود تھے۔ کیا ہنگامہ ہونے والا تھا سبھی اس سے بے خبر تھے۔ سوائے مہر اور جنت سے۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ دونوں کے بناء اجازت کمرے میں داخل ہونے پہ وہ چونکیں۔ انہوں نے قرآنِ پاک کی تلاوت مکمل کی اور اسے قرآنِ پاک کی ریل میں رکھا اور انکی طرف دیکھ کر پریشانی سے بولیں۔

"کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟" ان کی پریشانی واجب تھی کیونکہ دونوں کی انٹری جو دھماکے دار تھی۔

"جی۔۔ وہ جنت نے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔۔" مہر نے ذرا رک کر کہا۔

"ہاں۔۔ کہو؟ کیا بات ہے؟؟" وہ اپنی کرسی پہ بیٹھی تھیں، مگر دونوں کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر لاٹھی کا سہارا لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

مہر نے اسکی طرف دیکھ کر اشارے سے بات کرنے کے لیئے کہا۔ مگر وہ چپ رہی۔ اماں بی دونوں کے چہرے کی طرف بغور دیکھنے لگیں۔

"کچھ بولو گی بھی اب؟؟؟" ان کے لیئے انتظار اب محال تھا۔

مہر نے غصہ سے اسے دیکھا، جو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مسل رہی تھی۔

"جنت؟؟ بیٹی۔۔ بولو؟ کیا بات ہے؟ کچھ چاہیئے؟ کوئی فرمائش ہے تو بلا جھجک بولو۔۔ اب بھلا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟؟"

"نہیں۔۔ نانو۔۔ کچھ نہیں چاہیئے۔۔" جنت نے کانپتے ہونٹوں سے کہا، لیکن اماں بی کو اسکے بات کرنے کے انداز پہ پیار سا آگیا۔ وہ انہیں نانو تبھی کہتی تھی، جب ان سے لاڈو پیار زیادہ وصول کرنا ہوتا تھا، یا کوئی فرمائش ہوتی تھی۔

اماں بی اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔ لیکن خاموشی بدستور رہی تو انہیں چاروناچار کہنا ہی پڑا۔

”مہر۔۔ تم ہی بتادو۔۔ آخر بات ہے کیا؟ تم دونوں تو آج مجھے مار کر ہی رہو گی۔۔“

اب کی بار جنت نے بولنا چاہا مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، مہر فوراَ سے بولی۔

”اماں بی! یہ کام ہم نہیں کر سکتیں۔۔ مگر ہاں! آپ کے ایک حکم پہ کسی کی زندگی وابستہ ہے۔۔“

انہوں نے عجیب نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

”کیا کہنا چاہتی ہو، صاف صاف کہو۔“ وہ تنبیہی انداز میں بولی۔

”تابینہ پو پھوبے قصور ہیں۔“ اس نے صاف لفظوں میں کہا جس پہ انکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس سے بھی زیادہ وہ اسکی حوصلہ مندی کو دیکھ کر حیران تھیں۔

”گستاخی معاف اماں بی۔ لیکن۔۔۔ آپ نے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا، وہ سراسر غلط تھا۔۔“

”مرے ہوئے لوگوں کے بارے میں برا نہیں کہا جاتا۔۔ سو جاؤ دونوں یہاں سے۔۔“ انہوں بہت حد تک صبر کیے رکھا اور انتہائی صبر سے ان دونوں کو یہ بات سمجھائی۔

”برا کون کہہ رہا ہے اماں بی۔۔ جنت تم بھی کچھ بولوناں۔۔“ مہر نے مزید تکرار کی۔

”تم دونوں کو سمجھ نہیں آرہا کہ میں نے کیا کہا؟“ وہ ذرا زور دے کر بولیں، مگر ان کے لہجے کی سختی صاف واضح تھی۔

”اور مری نہیں ہیں وہ۔۔ یہ سب تو آپ نے سب سے ہمیں بتانے کے لیئے کہا تھا۔“ وہ مزید بولی۔

”کیا جانتی ہو تم؟؟“ انہوں نے خونخوار نظروں سے انہیں دیکھا۔

قسط نمبر ۸:

”آپ نے انکی کسی بات پہ یقین نہیں کیا۔ جو لوگوں نے دیکھا، جو بتایا، اسی کو ہی سچ مان لیا۔۔ یہ نہیں سوچا کہ آپکی بیٹی کو اس وقت آپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔“

”بس۔۔۔ بند کرو اپنی بکواس۔۔ میں کچھ کہہ نہیں رہی تمہیں۔۔ تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ تم جو جی میں آئے کہو۔۔“ وہ اونچی آواز سے بولی تھیں، جس میں مردانہ وجاہت صاف جھلک رہی تھی۔

ایک لمحے کے لیئے تو دونوں خوف سے کانپ کر رہ گئیں۔ مگر مہر کا حوصلہ نہیں ٹوٹا تھا۔ جنت تو اسکے ساتھ کھڑی اسے وہاں سے جانے کے لیئے اشارۃََ بول رہی تھی۔

انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنی چھڑی کا مضبوط سہارا لیے فوراََ سے کمرے سے باہر آئیں۔ وہ دونوں بھی انکے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر آئیں۔ شاہ ویز نے حیران کن نگاہوں سے ان کو دیکھا جو غصہ سے لال پیلی ہو رہی تھیں۔

”کہاں ہو تم سب کے سب؟؟ ندیم؟ نعیم؟ زیبا؟؟“ انکی ایک آواز پہ سارے گھر والے جمع ہو گئے تھے۔

”کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟“ ندیم نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

”آپ ٹھیک تو ہیں؟؟“ نعیم نے بھی پریشانی کا اظہار کیا۔

”اپنی اولاد کو سنبھالو۔۔۔ میں پوچھتی ہوں یہ ہوتی کون ہے مجھ سے سوال کرنے والی۔۔“ انہوں نے مہر کی طرف اپنی چھڑی سے اشارہ کیا۔

"کیا ہوا؟؟" زیبا بھی سب کام چھوڑ کر بھاگی بھاگی آئی۔

"کیا کہا ہے تم نے؟؟ اماں بی پچی ہے۔۔ ایسے ہی کچھ بول دیا ہو گا۔۔ کیا بولا ہے تم نے؟؟؟" وہ معاملے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ مگر مہر نے فی الحال خاموش رہنے کو ہی غنیمت جانا۔

"وہ زندہ ہے یہ بات ان دونوں کو کیسے پتہ ہے؟؟ کس نے بتایا انہیں سب؟؟" وہ ان سب پہ جیسے ہنکاریں، سبھی کا سانس خشک ہو گیا تھا، وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ کس کی بات کر رہی ہیں۔

"اماں بی۔۔ ہم میں سے کوئی بھی اسکا ذکر کہاں کرتا ہے؟؟" اب کی بار سامعیہ کی طرف سے جواب آیا جسے انہوں نے چپ کروادیا۔ انہوں نے شاہ ویز کی طرف دیکھا، جس نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ علینہ بھی اندر ہی اندر پریشان ہوئی۔

"زیبا۔۔ پوچھو اس سے ناہنجار سے۔۔ کس نے اس کو یہ سب بتایا؟"

"جی۔۔جی۔۔"

"بولو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟" وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

"تم جانتی نہیں ابھی کہ تمہاری اس بد تمیزی کی سزا کتنی بڑی ہو سکتی ہے۔۔" نعیم صاحب تنبیہی انداز میں بولے۔

"ابا۔۔ میں نے کوئی بد تمیزی نہیں کی۔۔ سوائے اسکے کہ پوپھو بے قصور ہیں۔۔ انکی زندگی کے دس سال، انکی وجہ سے جاتے رہے۔۔ کیا انہیں کوئی حق نہیں تھا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہتیں؟؟" اسکی آواز بے شک لرز رہی تھی مگر وہ پر اعتماد تھی۔ جنت اسکے ساتھ کھڑی بس حیرت سے سب تماشا دیکھ رہی تھی۔

"لو سن لیا؟؟ اب یہ مجھ سے۔۔ مجھ سے جواب مانگے گی۔۔" وہ چیخ کر بولیں۔

"مہر۔۔ جاؤ تم اپنے کمرے میں۔۔ جنت۔۔ بہن کو لے کر جاؤ اوپر۔۔" ندیم ماموں اماں بی کے غصہ سے خوب واقف تھے، تبھی بولے۔

"تایا ابا۔۔ آج اگر میں بھی چلی گئی نا۔۔ تو سمجھیں بہت سی زندگیاں برباد ہو نگیں۔ خدارا سمجھیں اس بات کو۔۔" اس نے جیسے منت کی ہو۔

نعیم صاحب کی برداشت سے اب یہ سب باہر ہو چکا تھا۔ تبھی انہوں نے مہر کو ایک چانٹا رسید کر دیا۔

"چاچو۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟" شماز نے آگے بڑھتے ہوئے ان کے ہاتھ کو روکا۔ جسے انہوں نے اسکی گرفت سے نکالا۔

شماز ان کے غصے کے آگے بے بس ہوا۔

"تہذیب نام کی کوئی چیز نہیں تم میں۔۔ اماں بی گھر کہ بڑی ہیں۔۔ ہم نے آج تک اس انداز میں بات نہیں کی ان سے تو تم کون ہوتی ہو؟؟" تھپڑ پڑتے ہی اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک اور تھپڑ اسے مارتے جنت نے انہیں روکا۔

"ماموں۔۔ نہیں۔۔" جنت کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ سبھی نے اسے غور سے دیکھا۔ کیونکہ اسکے علاوہ اور کسی میں نعیم کو روکنے کی ہمت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔ بیٹی ہے یہ آپ کی۔۔ ایسا بھی کیا کر دیا اس نے جو آپ اس سے یہ برتاؤ کر رہے ہیں؟؟" اسکے حوصلے کو دیکھ کر اماں بی نے اسے بغور دیکھا۔ انکے ذہن میں ایک ایک بات آ رہی تھی کہ کیسے وہ انکی آنکھوں میں دھول جھونک کر واک کے بہانے سے باہر جایا کرتی تھیں۔ اب وہ اچھے سے سمجھ چکی تھیں کہ دونوں تابینہ سے ہی ملنے جایا کرتی تھیں۔

"تم چپ رہو۔۔ تمہیں بھی یہ لڑکی اپنی طرح۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتیں، جنت نے ان کی بات کاٹی۔

"کچھ نہیں کیا اس نے۔۔۔اور ماموں آپ۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟ اس نے وہی سب کہا ہے جو آج سے دس سال پہلے آپ کو کہنا چاہیئے تھا۔۔ اور آپ اس کو مار رہے ہیں؟؟ کیوں؟؟ کیا کیا ہے اس نے آخر؟؟" وہ ان پہ پھٹ پڑی تھی۔

"کتنا آسان ہے نا ابا مجھ پہ ہاتھ اٹھانا۔۔ بیٹی ہوں نا آخر۔۔ جب یہ گھر آئے ہر مہمان کو بے عزت کرتا تھا، تب تو کسی سے اس پہ ہاتھ نہیں اٹھایا۔۔" مہر خوب رو رہی تھی۔ اسکی بات کا اشارہ صاف شاہویز کی جانب تھا، جس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"بیٹی ہوں نا۔۔ مجھ پہ ہاتھ تو اٹھائیں گے آپ۔۔ کیا ہی اچھا ہوتا ابا۔۔ آپ نے اپنے انہی ہاتھوں سے اپنی بہن کو دفن کر دیا ہوتا۔۔ انہیں بھی تو آپ دونوں بیٹی کہتے تھے نا۔۔" اسکا صاف اشارہ اپنے ابا اور تایا کی طرف تھا۔ اماں بی کا بس نہیں چل رہا تھا، نہیں تو وہ ابھی اور اسی وقت اسے شوٹ کر دیتیں۔

"اماں بی آپ لوگوں کی باتوں کو کیسے اہمیت دے سکتی ہیں آخر۔۔ قرآنِ پاک میں بھی لکھا ہے نا کہ "جب کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اسکی خوب تحقیق کر لیا کرو۔" وہ سسک کر بولی۔

"نانو۔۔ ٹھنڈے دماغ سے ایک دفعہ ہماری بات تو سن لیں۔۔" آخر جنت انکے قریب آئی اور ان کی منت سماجت کرنے لگی۔

"اماں بی! میں شرمندہ ہوں آپ سے۔۔ آپ اسے اسکی بدتمیزی کے لیئے جو چاہے سزا دے سکتی ہیں۔۔" نعیم نے اتنا کہا اور وہاں سے چل دیئے۔ زیبا بھی انکے پیچھے پیچھے ہو لی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟ رکیں تو۔۔"

اماں بی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مہر کو، جس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

ندیم اور سامعیہ بھی منظر سے غائب ہوئے اور زیبا کے ساتھ چل دیئے، تا کہ نعیم کو سمجھا سکیں۔ آخر چند لمحے کے سکوت کے بعد انکی طرف سے شماز کو حکم صادر ہوا۔

"جاؤ۔۔ جا کر کوارٹر سے اسے بلا کر لاؤ۔۔۔"

جب تک تابینہ نہیں آئی تھی، اماں بی لاٹھی زمین پہ ٹکائے کھڑی رہیں۔ انکی حالت کے پیشِ نظر سبھی نے انہیں بیٹھنے کے لیئے کہا مگر انکے لیئے آرام و سکون محال تھا۔ ان کے مطابق تابینہ کا صرف گھر کے بڑوں کو ہی علم تھا اور شماز کو۔۔ وہ گہری سوچ میں مبتلا تھیں کہ آخر کس کے بہکانے پہ نوجوان لڑکیاں بغاوت پہ اتر آئی ہیں۔

"اماں جانی۔۔ بیٹھیے۔۔" شاہ ویز نے انہیں اپنے مضبوط ہاتھوں کا سہارا دیا۔

"پانی لے کر آؤ ان کے لیئے۔۔"

اس نے غصہ سے دونوں کو گھورا تو دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

اماں بی بیٹھ تو گئیں لیکن ابھی تک پندرہ منٹ پہلے ہونے والے حادثے کے زیرِ اثر تھیں۔ شاہ ویز نے انہیں بغور دیکھا۔

"موقع اچھا ہے۔۔" اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا۔

"اماں جانی۔۔ ایک بات بتانا تھی آپکو۔۔" ابھی اس نے یہ کہا ہی تھا کہ جنت پانی کا گلاس لے آئی۔ اس نے احترام سے انکے سامنے پیش کیا لیکن گلاس ان کی بجائے شاہ ویز نے پکڑا۔

"تم جاؤ۔۔" اس نے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔جب سے وہ آیا تھا۔ابھی پہلی مرتبہ اسے غور سے دیکھا تھا اور مسکرایا بھی۔اسے عجیب ضرور لگا مگر وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

وہ کچن میں مہر کے پاس ہی بیٹھ گئی جو زاروقطار رو رہی تھی۔اب دونوں کو انتظار تھا تو صرف تابینہ کے آنے کا۔

شاہ ویز نے انہیں پانی کا گلاس پیش کیا۔جسے انہوں نے پکڑا اور بمشکل صرف ایک گھونٹ ہی حلق سے اتار پائی تھیں۔

"کیا بتانا تھی تم نے؟بولو؟"

"اماں بی۔۔۔آپ اگر تحمل سے میری بات سنیں تو۔۔۔" وہ ذرا ڈرتے ہوئے بولا تھا۔

"تحمل؟؟" وہ زخمی انداز سے مسکرائیں۔

"ابھی جو کچھ ہوا۔۔اسے تحمل سے سنا ہے تو کیا تمہاری بات تحمل سے نہیں سنوں گی؟بولو؟کیا بات ہے؟" انہوں نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو بے حد افسردہ تھا۔

وہ انکے سامنے والی کرسی پہ آموجود ہوا اور ان سے تفصیلاََ بات کرنے لگا۔جسے سن کر وہ چکر کھا کر رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مہر۔۔۔چپ کر جاؤ نا پلیز۔۔"دوسری طرف وہ اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"مجھے دکھ اس بات کا نہیں کہ ابا نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔۔مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ کیا ہم بیٹیاں اتنی بے مول ہوتی ہیں کہ کوئی بھی انکے بارے میں کچھ بھی کہے گا اور وہ مان لیں گے؟بناء تصدیق کے؟؟ کیوں

جنت؟ آخر کیوں؟" وہ پھر سے زاروقطار رودی۔ جنت نے اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے گلے سے لگایا۔

"شماز بھائی ابھی تک نہیں آئے؟ پوپھو کو لے کر؟" آخر اسے روتے روتے یاد آیا۔

شماز کو وہاں سے گئے تقریباً آدھ گھنٹہ ہو گیا تھا، مگر نہ ہی وہ آیا اور نہ ہی تابینہ۔۔ آخر اتنی دیر کیونکر ہو گئی؟ دونوں ہی پریشان تھیں۔ تبھی مہر کے کہنے پہ جنت نے اسے فون کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ تو ہسپتال میں داخل ہیں۔

"میں وہاں پہنچا تو وہ زمین پہ بے ہوش پڑی تھیں۔ اسی وقت انہیں ہسپتال لے آیا۔"

"بھائی اطلاع تو کی ہوتی؟" جنت کے چہرے پہ پریشانی صاف عیاں تھی جس نے مہر کو بھی پریشان کر دیا۔

"کیا ہوا؟" اس نے فون رکھا تو مہر نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"خالہ ہسپتال میں ہیں۔۔ بتا رہے ہیں کہ انکی طبعیت زیادہ خراب تھی تو وہ انہیں فارم ہاؤس کے دروازے سے ہی ہسپتال لے گئے۔

دونوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور فوراً سے باہر آکر سبھی گھر والوں کو اطلاع دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بھائی آخر آپ میرے ساتھ چلتے کیوں نہیں؟؟ میں ہوں نا! سب سنبھال لوں گا۔۔" سجیل انہیں منانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"تم بچے ہو ابھی۔۔ جانتے نہیں ہو ان لوگوں کو۔۔" وہ گہری سوچ میں محو تھے۔

"تو پھر کیسے ہو پائے گا سب؟؟" وہ الجھا۔

ابھی وہ ان سے بحث و تکرار میں مصروف ہی تھا کہ اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ میسج شماز کی طرف سے تھا۔

”راحت بھائی کو لے کر ابھی اور اسی وقت آئیں۔۔ اگر اب وہ نہ آئے تو شاید ساری عمر انہیں پچھتانا پڑے گا۔“

پیغام کے موصول ہوتے ہی وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ شماز نے ایک عرصے بعد اسے میسج کیا تھا، اور میسج تھا بھی، تابینہ کے متعلق۔۔ پریشانی تو واجب تھی۔

”کس کا میسج ہے؟؟“ راحت نے اسکے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا، تبھی اس نے موبائل انکے سامنے پیش کر دیا۔

پیغام پڑھتے ہی وہ بے حد پریشانی کا شکار ہوئے۔ ”آخر وہاں ایسا کیا ہوا ہے؟“ وہ خود سے گویا ہوئے۔

”کسی کو ہمارے جانے کا علم تو نہیں ہوا؟“ ان کے سوال پہ سجیل بولا۔

”پتہ نہیں؟ کال کر رہا ہوں۔۔ دونوں میں سے کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا۔۔“

آخر اس نے شماز کو کال ملائی۔

”سب ٹھیک تو ہے وہاں؟ شماز؟“

”ن۔ نن۔ نہیں۔۔ کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔ پھوپھو ہسپتال میں ہیں۔۔“ شماز کا سانس کافی پھولا ہوا تھا۔

”ہسپتال؟؟ کیا ہوا؟“ سجیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی ساتھ راحت بھی، وہ حیرت سے اسکا منہ دیکھنے لگا۔

سجیل کا فون بند ہوا تو راحت نے اس سے دریافت کیا۔

”کیا ہوا؟“

”آپو۔۔“ وہ آگے کی کہانی بمشکل ہی اپنی زبان سے بیان کر پایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ ہی دیر میں سب کے سب وہاں پہنچ چکے تھے۔ شماز ایمر جنسی وارڈ کے باہر ڈاکٹر کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا ہوا؟؟؟" مہر نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"پتہ نہیں۔۔ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کے دماغ کو کسی بات سے شدید جھٹکا پہنچا ہے۔۔اور یہ انہیں ابھی سے نہیں۔۔بہت پہلے سے ہے۔۔اور ابھی انکی حالت کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔"

اس نے ایک نظر گھر کے سبھی افراد کو دیکھا، جو وہاں موجود تھے۔اور پھر مہر اور جنت کی طرف دیکھ کر دونوں کو اشارۃََ وہاں سے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔ سبھی نے اس چیز کو محسوس کیا مگر اگنور کرنا ہی مناسب سمجھا۔

بھلے ہی ان کو تابینہ سے جتنے بھی مسائل تھے، مگر اسکی طبعیت کا سن کر سبھی وہاں آموجود ہوئے ماسوائے اماں بی کے۔۔جو گھر پہ شاہ ویز کے ساتھ تھیں۔

"تمہاری بات میں اگر صداقت نہ ہوئی تو؟" انہوں نے اس سے پوچھا۔

"تو آپ جو چاہے، سزا دے سکتی ہیں۔۔ لیکن بھروسہ رکھیئے۔۔اس کی نوبت نہیں آئے گی۔۔" وہ پورے وثوق سے بولا۔

"ام م م۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور پی ٹی سی ایل فون کے پاس رکھی فون ڈائریکٹری اٹھاتے ہوئے اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگیں۔وہ بھی حیران تھا کہ آخر وہ ڈھونڈ کیا رہی ہیں۔

کوئی پانچ دس منٹ بعد انہیں نمبر ملا۔

"اس نمبر پہ کال کرو۔۔اور بات کرواؤ میری۔۔"

"مگر یہ ہیں کون؟" اس نے تفشیشی انداز سے پوچھا جو انہیں اچھا نہ لگا۔

"تمہیں جتنا بولا ہے، اتنا کرو۔۔"

"جی۔۔" اس نے ان سے مزید بحث کی بجائے، ان کے کہے ہوئے نمبر پہ کال کی۔

دوسری طرف شماز ان دونوں کو ڈانٹ رہا تھا۔

"جانتی بھی ہو تم دونوں کی وجہ سے پوپھو کس حال میں جا پہنچی ہیں؟ آخر تم لوگوں کو کس نے بتایا ان کے بارے میں؟؟ اور کب سے یہ سلسلہ جاری ہے ان سے ملنے کا؟؟" اس نے ان دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"بھائی۔۔وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی؟؟" جنت نے گھبراتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

"مجھے میرے سوال کا جواب دو۔۔نہ کہ مجھ سے سوال کرو۔۔" وہ غصہ سے بولا۔

"شماز؟ کیا ہو گیا ہے آپکو؟ دونوں پہلے ہی گھبرائی ہوئی ہیں۔۔" علینہ فوراََ سے آگے بڑھی۔

"اور جو ہم پریشان ہیں وہ؟ تم نہیں جانتی کہ ان دونوں نے رات کو کیا کیا؟"

علینہ نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو دونوں اس سے نظریں چرانے لگیں۔علینہ سمجھ چکی تھی کہ دونوں پوپھو سے ملنے ہی گئی ہوں گی۔

"تو کیا ہو گیا؟؟ پوپھو سے ملنے میں مجھے نہیں لگتا کہ کوئی حرج۔۔؟؟"

"تو تم نے بتایا انہیں سب؟" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

"مجھے یہ بتاؤ راحت انکل وہاں کیوں آئے تھے؟؟ بولو؟" وہ ان دونوں سے بولے تو علینہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"کیا؟ راحت انکل؟؟"

"ہاں۔۔اور اب کوئی جھوٹ نہ بولنا۔۔کیونکہ سب جان چکا ہوں میں۔۔" اس سے پہلے دونوں کوئی بہانہ گڑھتیں اس نے دونوں کو وارن کیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

ابھی ان سب میں بحث چل ہی رہی تھی کہ انہیں ایمر جنسی روم کے باہر کچھ آوازیں سنائی دیں۔

”کیا کرنے آئے ہو تم یہاں؟ تمہاری وجہ سے ہماری بہن کا یہ حال ہے۔۔میں پوچھتا ہوں آخر کس نے بلایا تمہیں یہاں؟“ نعیم صاحب اسکے گریبان کو پکڑے بولے، سجیل نے چاہا کہ وہ انہیں روکے مگر راحت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب آنے سے روکا۔

شماز فوراََ سے آگے بڑھا۔

”چچا جان۔۔ چھوڑیں پلیز۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟“ اس نے انکے ہاتھوں سے اسکا گریبان چھڑوایا۔

”میں نے بلایا ہے انہیں یہاں۔۔ پوپھو کی حالت کے ذمہ دار آپ ہیں۔۔یہ نہیں۔۔“

نعیم نے خونخوار نظروں سے دونوں کو دیکھا۔ اسی اثناء میں ایمر جنسی روم سے ڈاکٹر صاحب باہر آئے۔

”کیسی ہیں وہ؟“ جنت نے آگے بڑھتے ہی پوچھا۔

”یہ اماں بی کون ہیں؟ محترمہ بار بار ایک ہی بات دہرا رہی ہیں۔۔“اماں بی راحت اور میں بے قصور ہیں۔۔“ یہ راحت کون ہے؟“

”جی۔۔“راحت صاحب فوراََ سے آگے بڑھے۔ سبھی گھر والوں نے اسکی طرف غصہ سے دیکھا۔

”آپ مل لیجیئے ان سے۔۔ ان کی حالت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔سیریس کنڈیشن ہے ان کی۔۔اور ہو سکے تو یہ۔۔اماں بی۔۔ان کو بھی بلا لیجیئے۔۔“ ڈاکٹر کے چہرے پہ کافی حد تک مایوسی تھی۔

راحت نے سجیل کو دیکھا۔ سجیل نے نظروں ہی نظروں میں انہیں پر امیدی کا احساس دلایا اور انکے پاس جانے کا اشارۃََ کہا۔ اس نے ادھر اُدھر نگاہ دہرائی تو جنت اور مہر دونوں روتی ہوئی دکھائی دیں۔ اس نے

چاہا کہ وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بناء ان کے پاس جائے مگر ارد گرد اسکے گھر والوں کا لحاظ رکھتے ہوئے چپ چاپ سائیڈ پہ ہی کھڑا رہا۔

دوسری طرف اماں بی کو فون کیا جا چکا تھا۔ اب وہ آتیں یا نہیں، اس کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

سب کا خیال تھا کہ وہ نہیں آئیں گی مگر ایسا نہ ہوا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد وہ وہاں شاہ ویز کے ہمراہ آ پہنچیں۔

سب ہی انکی آمد پہ حیران تھے۔

"کہاں ہے وہ؟؟" انکی ضبط کا عالم تھا کہ وہ خود کو سنبھالتے ہوئے لاٹھی کی مدد سے ایمرجنسی روم کی جانب بڑھیں۔ اماں بی کو دیکھتے ہی سبھی کی جان میں جان آئی۔

سب نے شاہ ویز کی طرف دیکھا جو انکے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ ندیم صاحب نے اس سے پوچھنا چاہا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ جسے اس نے ایک جملے میں جواب دے کر انہیں پرسکون کرنا ہی مناسب سمجھا۔

"اپنے حصے کی سزا کاٹ چکی ہیں پوپھو۔۔ سمجھ لیجیۓ انکی سزا ختم ہوئی۔۔"

اسکی بات سن کر مہر اور جنت کی روتی آنکھوں میں خوشی کی لہر دوڑی۔ شاہ ویز نے چند لمحے کے لیئے جنت کو دیکھا جس کے چہرے پہ مسکراہٹ کھل اٹھی تھی۔

"تمہاری سزا سمجھو شروع ہوئی۔۔" وہ اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرایا جس نے مسکراتے ہوئے سجیل کو دیکھا۔۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔"محبت کی پہلے کامیابی مبارک۔" سجیل کا دھیان شاہ ویز پہ پڑا تو وہ خوش ہوا۔

"یہ تو وہی ہے۔۔" وہ خود سے بولا۔

شاہ ویز نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔ اس سے پہلے سجیل اس سے ملتا مہر بولی۔

"تھینک یو شاہ ویز۔۔ تم نے انہیں منالیا۔۔ بہت بہت شکریہ تمہارا۔۔" مہر اسکے قریب آکر بولی تو نعیم صاحب نے معنی خیز نظروں سے دونوں کو گھورا۔

"چچا جان کی طرف سے سوری۔۔ اس کے لیئے۔۔۔" اس نے اپنے رخسار کو ہاتھ لگا کر اسے ہنسانے کی کوشش کی، جسکی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

"سوری۔۔ کہ میں نے اس سب میں تمہارا ذکر۔۔"

"آں۔۔ ہاں۔۔ اِٹس۔۔ او۔۔ کے۔۔" وہ ہنسا۔ جنت کو اسکا یہ انداز عجیب لگا۔

دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہنس ہنس کے باتیں کرتا دیکھ کر ندیم ماموں گہرے انداز سے مسکرا دیے۔ انہوں نے نعیم کی جانب دیکھا۔ دونوں بھائیوں نے بناء ایک دوسرے سے بات کیے ان دونوں کے بارے میں ایک الگ ہی رائے قائم کرلی۔

وہ اندر داخل ہوئی ہی تھیں کہ تابینہ کو بیڈ پہ نیم بے ہوشی کی حالت میں اور راحت کو اسکے پاس بیٹھے گڑگڑاتے ہوئے پایا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ آخر آپ یہاں آئے ہی کیوں ہیں؟؟ مجھے سکون سے مر جانے دیں۔۔ اللہ کا واسطہ ہے آپ کو۔۔" وہ انتہائی تکلیف اور اذیت میں تھی۔

تبھی راحت کو اپنے پیچھے ایک سایہ محسوس ہوا۔ وہ فوراً اٹھا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو گھبرا گیا۔ اسکی نظریں تو کیا اسکے قدم بھی انہیں دیکھ کر ساکت ہوگئی تھیں۔ وہ یہاں آسکتی ہیں، اس نے یہ سوچا نہیں تھا۔

انہوں نے ایک نظر اسے دیکھا۔ مضبوط دکھائی دینے والی " بیگم " ٹوٹ چکی ہیں۔ اسکی حالت دیکھتے ہوئے ان کے ذہن میں "چچا علاؤ دین" کے کہے الفاظ گھومنے لگے۔

"بی بی۔۔ آپ نے مجھ سے کچھ بھی پوچھے بناء مجھے ملازمت سے فارغ کر دیا۔۔ گھوڑا پہاڑی سے نیچے دریا میں جا گرا تھا۔۔۔ بیٹی کی حالت اس رات بہت خراب تھی۔ میں ان کے پاس ہی تھا۔۔۔ ہڑتال کی وجہ سے رستے سارے بند تھے اور ہسپتال بھی۔۔ تو انہیں وہاں رکنا پڑا۔ پوری رات راحت بابا انکا خیال رکھتے رہے۔۔۔ وہاں موجود سب لوگوں کی نظروں کو میں پڑھ چکا تھا۔ جانتا تھا کہ یہ لوگ آپ تک کوئی اور کہانی بیان کر دیں گے۔۔ میں نے بہت بار آپ سے ملنا چاہا۔۔ لیکن مجھے چوکیدار نے سب بتا دیا۔۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر میں آپ کے سامنے گیا تو شاید آپ مجھے مار نہ دیں۔۔ اس نے مجھے بتایا کہ آپ مجھے ان دونوں کے جرم میں شریک سمجھتی ہیں۔۔ جبکہ۔۔ یہ جرم تھا ہی نہیں۔۔ یہ تو صرف احساس تھا۔۔ جو راحت بابا کے دل میں ان کے لیئے تھا۔"

چچا کی فون پہ کہی گئی ایک ایک بات ان کے ذہن میں گھوم رہی تھی۔ انکی خشک آنکھیں نم ہوئیں اور زارو قطار بہنے لگیں۔

"دس سال۔۔۔ دس سال۔۔ ایک ناکردہ جرم کی سزا میں تم نے گزارے اور اف تک نہ کہا۔۔" وہ سسکتے لبوں سے بولیں تو راحت نے یکدم اپنی نظریں انکے چہرے کی طرف گھمائیں۔ اور دلبرداشتہ ہوتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

"تمہیں ٹھیک ہونا ہو گا۔۔ میری بچی۔۔۔" انکی آواز اسکے کان میں پڑی ہی تھی کہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

"بہت دیر لگا دی اماں بی۔۔ بہت دیر۔۔۔" وہ بمشکل ہی بول پائی تھی۔

"دیر تو واقعی ہو گئی ہے۔۔" وہ آہ بھر کر بولیں۔

”لیکن۔۔ تمہاری ماں ہے ناں۔۔ تمہاری زندگی کے دس سال تو میں واپس نہیں دے سکتی مگر۔۔“ اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتیں وہ بولی۔

”کچھ مت کہیں۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ آپ آگئیں۔۔یہی کافی ہے۔۔“ وہ نیم لہجے میں بولی۔دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

کافی دیر تک وہ اسکے ہاتھوں میں اپناہاتھ دیے بیٹھی رہیں۔

راحت ایمر جنسی سے باہر آیاتو سبھی اسکی جانب بڑھے مگر وہ سبھی کے درمیان سے تیزی سے گزر گیا۔ سحیل اسکے پیچھے پیچھے گیا۔

سبھی ایمر جنسی کی طرف بھاگے۔۔یہ دیکھنے کہ تابینہ ٹھیک توہے۔ جس انداز سے راحت ان کے پاس سے گزراتھا،ان سب کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔

باہر موجود ہر انسان اندر کا منظر دیکھ کر رورہا تھا۔

”یہ سب ہماری وجہ سے ہی ہورہاہے۔۔کاش خالہ کوراحت بھائی سے ملوایا نہ ہوتا۔۔“ جنت لب بھینچتے ہوئے مہر سے بولی۔

”اشش۔۔“ شماز فوراََ سے ان دونوں کے قریب آیا۔

”خبر درار۔۔بھول کے اب ذکر بھی کیا۔۔کوئی نہیں جانتا اس سب کے بارے میں۔۔بڑی مشکل سے سب ٹھیک ہوا ہے۔۔اب تم لوگ پلیز۔۔۔“ وہ دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا توشاہ ویز نے آنکھیں گول کرتے ہوئے تینوں کو گہری نظر سے دیکھا۔

”دعا کرو کہ وہ ٹھیک ہوجائیں۔۔“ اسکی بات سن کر دونوں خاموش ہوکر رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مہر۔۔ مہر۔۔ کہاں ہو؟؟" وہ اسے تقریباََ پورے گھر میں ڈھونڈ چکی تھی مگر اسکا کہیں نام ع نشاں نہیں تھا۔

"کیا بات ہے؟؟ کیا ہو گیا ہے؟؟" زیبا فوراََ سے کچن سے باہر نکلی۔

"کچھ نہیں ممانی۔۔ وہ۔۔ مہر کہیں نظر نہیں آ رہی۔۔" وہ ذرا رک رک کر بولی۔

"ہاں۔۔ تمہاری پوپھو کے پاس ہے۔۔" وہ نارمل انداز سے بولیں۔

"پوپھو کے پاس؟؟" وہ ذرا زور دے کر بولی۔

"ہاں صبح ہی ہسپتال سے ڈسچارج ہوئی ہے۔۔ تم سو رہی تھیں تب۔۔ اماں بی کے روم میں ہیں۔۔ جاؤ جا کر مل آؤ۔۔ بلکہ رکو۔۔ یہ یخنی لیتی جاؤ۔۔" وہ بھی انکے ساتھ، انکے پیچھے پیچھے کچن میں ہولی۔ وہ انکی بات پہ ابھی تک حیران تھی۔

"اماں بی نے مجھے بلوایا ہے۔۔" سہیل سے ابھی ابھی وہ فون پہ بات کر کے ہی آ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟ ساری کایا ہی پلٹی ہوئی ہے یہاں تو۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا مجھے تو۔۔۔" وہ خود سے بولی۔

"یہ لو۔۔" زیبا نے کوئی دو تین مرتبہ اس سے کہا لیکن اسکی نظریں سامنے دیوار پہ جمی تھیں، اور ذہن کسی اور ہی سوچ میں گم تھا۔

"جنت۔۔۔ بیٹی؟؟ کیا ہوا؟؟ تم ٹھیک تو ہو؟؟" اس نے ذرا اونچی آواز میں کہا تو اس نے ذہن کو جھٹکا دے کر اپنے آپ کو سوچوں سے آزاد کیا۔

"جی ممانی۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ لائیے۔۔" اس نے یخنی پکڑی اور کچن سے باہر آئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

باہر آتے ہی اسکا پہلا دھیان شاہ ویز پہ پڑا، جو خوبصورت انداز سے مسکرا رہا تھا۔ وہ چند لمحے کے لیئے رکی مگر پھر فوراً سے آگے بڑھی۔

"رکو۔۔ کزن۔۔ ایک لاپرواہ سا شخص۔۔ تمہارے انتظار میں کب سے کھڑا ہے یہاں۔۔"

اسکی بات سن کر وہ رکی اور پلٹ کر اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟" اس سے پہلے وہ کچھ بولتی، وہ خود ہی بولا۔

"تھوڑی ہی دیر میں سجیل آنے والا ہے۔۔" اسکا نام سنتے ہی یخنی کا پیالہ اسکے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا، جسے اس نے فوراً سے پکڑا۔

"کیا ہوا؟ تم تو ایسے پریشان ہو رہی ہو جیسے میں نے کسی عجیب و غریب چیز کا نام لے لیا ہو؟ خیر۔۔ دو منٹ۔۔" اس نے پیالے کی طرف اشارہ کیا، جو ٹھنڈا ہو رہا تھا اور وہاں سے فوراً اماں بی کے روم میں یخنی پکڑاتے ہی باہر آ گیا۔

وہ وہیں کھڑی بدستور حالت میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔

"آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ صاف صاف کہو نا۔۔" وہ سامنے آیا تو وہ بلا تاخیر بولی تو وہ ہنس دیا۔

"کیسے جانتے ہو تم اسے؟؟"

"کسے؟؟" اس نے انجان بننے کی کوشش کی تو وہ زچ ہو کر بولی۔

"شاہ ویز۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں۔۔"

"ام مم۔۔" وہ اسکی حالات کے پیشِ نظر مسکرایا اور کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"بہت محبت کرتی ہو اس سے؟؟"

اسکے یہ الفاظ اس پہ بجلی طرح برسے تھے۔ وہ ششدر ہو کر رہ گئی۔

"ریلیکس۔۔۔ریلیکس کزن۔۔" وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

"مجھے تو لگا تھا تمہارے اس پتھر دل پہ شاید ہی کبھی محبت کی بوند ٹپکے۔۔لیکن بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کہ۔۔۔" اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور مسکرا دیا۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے باہر لاؤنج میں لے گئی۔

"کیسے جانتے ہو تم یہ سب؟ اور تم نے کسی کو بتایا تو۔۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"بے فکر رہو۔۔ کوئی نہیں جانتا۔۔لیکن میں کیسے جانتا ہوں شاید یہ تم اچھے سے جانتی ہو گی۔۔"

"میں جانتی ہوں؟ بنو مت۔۔ صاف صاف بات کہو۔۔"

وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"اسکے نمبر پہ تمہاری کال دیکھ کر لگا، جیسے تم نے مجھے کال کی ہو۔۔" اسکی اسی بات پہ اسے ساری کہانی سمجھ آچکی تھی۔اسے سب سمجھ آنے لگا تھا کہ سجیل کا گم ہوا موبائل فون۔۔آخر کس کے پاس تھا اور جب اس نے بات کی تو کیوں دوسری طرف سے کوئی بولا نہیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"خیر۔۔ جنت۔۔

"ایک گڈ نیوز ہے۔۔پوپھو کی شادی کا شادی ہو رہی ہے۔۔" وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"راحت انکل سے۔۔۔" وہ اسکے چہرے پہ موجود سوال کو سمجھتے ہوئے خود ہی بولا اور وہاں سے جانے لگا۔

"رکو۔۔" اسکے پکارنے پہ وہ پلٹا۔

"تم نے اماں بی کو راضی کیا انکے لیئے؟؟" وہ خود سے اخذ کرتے ہوئے استفہامیہ انداز میں بولی تو اس نے محبت سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی، مسکرایا اور وہاں سے چل دیا۔

اسکی خاموشی اور مسکراہٹ سے وہ یہ سب تو سمجھ گئی تھی کہ اسی نے ہی اماں بی کو راضی کیا ہے۔۔ لیکن یہ بات ضرور اسے مضطرب کیے ہوئے تھی کہ آخر اماں بی نے اس کی بات کیسے مان لی؟

مہر نے اسے گم صم دیکھا تو لاؤنج سے ہوتے ہوئے باہر لان میں آئی۔

"اوئے۔۔ ہیلو؟؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟ ناشتہ کر لیا؟؟"

"ناشتہ لگے گا تو سب کے ساتھ مل کر میں بھی کر لوں گی ناشتہ۔۔" وہ سادہ انداز میں بولی۔

"ناشتہ تو کر لیا ہے سب نے۔۔ تمہیں جگاتی رہی مگر تم کافی سکون سے سو رہی تھی۔۔ تو۔۔"

"تو کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔۔" وہ الجھی۔

"میرے بناء ہی؟ اماں بی نے کچھ کہا نہیں؟؟؟ کہ مجھے بلا لاؤ تم یا کچھ اور پوچھا ہو؟؟"

"ارے۔۔ کیا ہو گیا ہے جنت؟؟ جانتی ہو پھوپھو جب سے آئی ہیں۔۔ ایک منٹ کا ہوش نہیں ہے کسی کو۔۔ اب ضروری بھی نہیں کہ ناشتہ تمہارے بناء کیا ہی نہ جائے۔۔" وہ مذاحیہ انداز میں بولی۔

"مہر۔۔ کچھ تو ہے۔۔ ورنہ یہ تو تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ اماں بی۔۔۔" اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتی، مہر چڑ کر بولی۔

"اف۔۔ ہو۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟ سب ٹھیک ہے۔۔"

جنت نے اسے گہری نظر سے دیکھا، جیسے کچھ ٹٹولنا چاہتی ہو۔

"بلایا ہے اسے اماں بی نے آج دن میں۔۔" اس نے دیر کیے بناء ہی اسے بتایا۔

"تو؟؟ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟" مہر اسکی کیفیت کو دیکھتے ہوئے تقریباً پاگل ہونے کے قریب تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”دیکھو جنت۔۔ طوفان گزر چکا ہے۔۔ اور اب بس۔۔ سکون ہی سکون ہو گا۔۔ وہ آج اس سے پوپھو اور راحت بھائی کے رشتے کی بات کرنے والی ہیں۔۔“

اس نے بڑے سکون سے اسے سمجھایا مگر وہ کسی اور ہی سوچ میں محو تھی۔

”مہر۔۔ مجھے نجانے کیوں بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔“

”اف ف ف۔۔ ایک تو تمہارے اندیشوں سے میں بہت تنگ ہوں۔۔۔ شادی کی بات کے لیئے اب وہ راحت بھائی کو بلانے سے رہیں۔۔“

”مہر۔۔ پوری بات تو سنو یار۔۔۔ اماں بی پچھلے دس سالوں سے مانی نہیں۔۔ اور اب اتنی جلدی کیسے مان گئیں؟ اور وہ بھی اب؟ جب کہ خالہ ابھی پوری طرح سے صحت یاب بھی ہوئی نہیں؟“

”جنت۔۔ میری جان۔۔ پوپھو کی حالت تو تمہارے سامنے ہے۔۔ انکا علاج صرف اور صرف راحت بھائی ہیں۔۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ انکے دماغ کی رگیں بہت متاثر ہو رہی ہیں۔۔ یہ تو شکر ہے۔۔ اللہ کا کہ اماں بی مان گئیں۔۔ شاہ ویز نے ہی انہیں منایا ہے۔۔ راحت بھائی کے لیئے۔۔“

”ام م م۔۔ م م۔۔ بتایا اس نے۔۔ اور یہ بھی کہ وہ میرے اور سجیل کے بارے میں جانتا ہے۔۔“

”کیا؟؟“ اس کی اس بات سے تو اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”نہیں۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔“

”نہیں۔۔ مہر۔۔ یہ غلط فہمی نہیں ہے۔۔ اس نے کہا کہ۔۔۔“ اس سے پہلے وہ اسے پوری بات بتاتی مہر سر پکڑتے ہوئے بولی۔

”اسکی کسی بھی بکواس پہ کان دھرنے کی ضرورت نہیں۔۔خود سے ہی اندازے لگانا تو اسکا معمول ہے۔۔ اس وقت ہمارا پورا فوکس۔۔صرف اور صرف پوپھو کی شادی پہ ہونا چاہیئے۔۔ سمجھی۔۔“

اسکی بات سن کر وہ وہیں چپ کر کے رہ گئی۔مگر اسکی کہی گئی اگلی بات پہ اس نے اثبات میں سر ہلانے پہ ہی اکتفا کیا۔

”ایک عرصے سے میں اسی کوشش میں لگی تھی۔۔اور اب اگر ہم نے شاہ ویز کی کسی بات پہ کان دھرے تو ہم اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ سکتی ہیں۔۔ سمجھ رہی ہو نا؟؟“

”ہاں۔۔“ اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور کچھ سوچنے میں مصروف ہو گئی۔

وہ بالکنی میں کھڑے ان دونوں کو دیکھ کر اندر ہی اندر مسکرا رہا تھا۔

”سب کچھ پلاننگ کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔۔اب۔۔اس کو پٹانا باقی ہے اور بس۔۔پھر سجیل کو۔۔“ اسکے ذہن میں ایک الگ ہی منصوبہ جنم لے رہا تھا، جس سے سبھی ناواقف تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے آدھ گھنٹے سے اماں بی اسکے ساتھ ڈرائنگ روم میں بات کرنے میں محو تھیں۔باہر موجود ہر ایک کی بے چینی میں اضافہ ہو رہا تھا کہ آخر گفتگو اتنی طویل کیوں ہو گئی ہے۔۔وگرنہ وہ تو مختصر بات کرنے کی قائل ہیں۔

”تم سوچ سمجھ کر آج ہی اپنا فیصلہ بتا کر جاؤ۔۔ تمہیں۔۔بھائی کی خوشی زیادہ عزیز ہے یا اپنی؟؟؟“

وہ نظریں جھکائے ادب سے انکے سامنے بیٹھا تھا۔مگر انکے اس جذباتی سوال پہ اس نے یکدم نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

”گستاخی معاف۔۔لیکن میں سمجھا نہیں۔۔“

"تمہیں اور اسے کیا لگتا ہے کہ ہمارے پیٹھ پیچھے تم لوگ کچھ بھی کروگے اور ہمیں کانوں کان خبر نہیں ہوگی؟؟" وہ ذرا تحمل سے بولی تھیں مگر انکے لہجے میں کافی حد تک سختی تھی۔

ان کے منہ سے نکلنے والے ان لفظوں نے تو جیسے اسکے دل کی دھڑکن تقریباً بند ہی کر دی تھی۔

"سب جانتی ہوں میں۔۔ ہم شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں اسکی۔۔ لیکن اس سب میں۔۔ تم۔۔۔ بے باکی دیکھ چکی ہوں میں اسکی۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

"عزیز ہے وہ مجھے۔۔ اور میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے سامنے مہر کی طرح بغاوت پہ اتر آئے۔۔ ویسے بھی میں۔۔ "بیگم" زبان کی پکی ہوں۔۔ جہاں اسکا رشتہ طے کیا ہے ان لوگوں کو زبان دے چکی ہوں۔۔۔ اسکے منگیتر کے بیرونِ ملک سے آتے ہی اسکا نکاح کر دینا ہے۔"

ان کی باتیں سن کر اسکا سانس حلق میں اٹک کر رہ گیا تھا، مگر پھر تھوڑی سی ہمت کرتے ہوئے بولا۔

"میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میری وجہ سے اسے کبھی کوئی۔۔" اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی کیونکہ وہ اپنی جگہ سے فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"خیر۔۔ تم سوچ سمجھ کر فیصلہ لے سکتے ہو۔۔ کل تک کا ہم تمہیں وقت دیتے ہیں۔۔۔ کل اگر تم شگن کی مٹھائی لے آؤ۔۔ تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نے ہماری نواسی کو اپنی محبت سے دستبردار کر دیا ہے۔۔ اور ہم تمہیں راحت کے لیئے تابینہ کا رشتہ دے دیں گے۔۔ تمہیں اپنے بھائی کی قسم اگر تم نے اپنی بات سے مکرنے کی کی تو؟ امید ہے ہم دونوں میں ہونے والی گفتگو اس کمرے سے باہر نہیں جائے گی۔۔" انہوں نے دوٹوک بات پورے وثوق سے کی اور بڑے سکون سے وہاں سے باہر آ گئیں۔

اماں بی تو باہر آچکی تھیں۔۔ لیکن وہ وہیں بیٹھا کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا کرے؟ سب گھر والوں نے ان سے پوچھنا چاہا مگر انکے چہرے پہ اطمینان کو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ شاہ ویز ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ باورچی، جس کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے اور اس میں کچھ لوازمات موجود تھے۔

”رکھ دو۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔“ اس نے باورچی سے کہا اور اسکے قریب آ بیٹھا۔

”چائے لیجیئے جناب۔۔ ان شاء اللہ بہت جلد میں بھی آپکو اپنے گھر کا کھانا کھلاؤں گا۔۔ میرا مطلب ہے پوپھو کی شادی کا کھانا۔۔“ وہ کھکھلایا۔

لیکن اسکی طرف سے پھیکی سی مسکراہٹ پیش کی گئی تھی۔

”کیا ہوا آپکو؟؟ پریشان کیوں ہیں؟؟“ اس نے اسکا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”شاہ ویز صاحب۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ شادی ہو پائے گی۔۔“ وہ قدرے مایوسی سے بولا۔

”کیوں؟؟ ایسا کیا ہوا؟ دیکھیں سہیل صاحب۔۔ اماں بی نے جو بھی کہا ہے، وہ مان لیجیئے۔۔ کچھ مشکل تو انہوں نے کہا نہیں ہوگا۔۔ اور ویسے بھی۔۔ پوپھو کی حالت تو آپکے سامنے ہے۔۔ انہیں راحت انکل کی۔۔۔۔“ وہ تفصیلاََ بولا۔

”لیکن میں سودا کیسے کر سکتا ہوں؟“ وہ رونے والے انداز سے بولا۔

”کیسا سودا؟؟ میں سمجھا نہیں؟؟“

”ایک محبت کے بدلے دوسری محبت کا سودا؟ کیا بھیک ہے یہ محبت۔۔“ وہ خود کو بمشکل ہی ضبط کر پایا تھا۔

”میں سمجھا نہیں؟؟“ اسکے اندر ایک سکون کی لہر دوڑی مگر پھر انجان بنتے ہوئے بولا۔

”تو آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا؟؟“ وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

”نہیں۔۔ لیکن آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔۔ ہو سکتا ہے میں آپکی کچھ ہیلپ کر سکوں۔۔“ اس نے ہمدردانہ انداز میں کہا۔

"سوری شاہ ویز صاحب۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔مجھے اب یہاں سے جانا چاہیئے۔۔ تابینہ آپو سے کہہ دینا کہ جیسے زندگی گزارر ہی ہیں۔۔ویسی ہی گزار دیں۔۔ انہیں تو عادت ہو گئی ہے۔۔لیکن وہ شاید میرے بناء مر جائے۔۔ میں اسکا بھروسہ توڑ نہیں سکتا۔۔" وہ بے انتہاء دکھ سے بولا اور وہاں سے آناََ فاناََ غائب ہو گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ اسکے کہے گئے لفظوں کو سوچتا رہا مگر پھر شاطرانہ انداز میں خود سے بولا۔

"بھروسہ تو ٹوٹے گا۔۔ضرور ٹوٹے گا۔۔ بھروسہ ہوتا ہی ٹوٹنے کے لیئے ہے۔۔یہ محبت۔۔بھیک میں دینی ہی پڑتی ہے۔۔اور تمہیں بھی دینی پڑے گی۔۔"

دوسری طرف وہ لان سے ہوتا ہوا گیراج تک آیا جہاں اس نے گاڑی پارک کی تھی۔جنت نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ عجلت میں اسے دیکھ ہی نہ سکا اور وہاں سے گاڑی لے کر نکل گیا۔

"آخر ایسا کیا ہوا؟جو یہ اتنا غصہ میں ہے۔۔" اس نے اسکا نمبر ڈائل کیا۔کئی مرتبہ بیل ہوئی لیکن اسکی طرف سے فون ریسیو نہ کیا گیا۔

"کم۔۔آن۔۔ سحیل۔۔پِک اَپ دا فون۔۔" وہ خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔

آخر پندرھویں کال پہ فون ریسیو کیا گیا۔

"کیا ہوا آپکو؟؟ مجھ سے ملے بنا ہی چلے آئے؟کیوں؟؟"

اس کے اس احمقانہ سوال پہ وہ سر پیٹ کر رہ گیا۔

"تمہارے گھر میں منکر نکیر کا پہرہ ہوتا ہے۔۔اب اس میں تم سے ملنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟"

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟ اتنا موڈ کیوں آف ہے؟ اماں بی نے کیا کہا؟؟" آخر اسکی طرف سے اہم سوال کیا گیا۔

"جنت۔۔ پلیز۔۔ بعد میں بات کریں؟" وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

"ابھی کیوں نہیں؟؟" اس نے تکرار کی۔

"کچھ کام ہے۔۔" اس نے بہانہ گڑھا۔

"ام م۔۔ کل آرہے ہیں نا؟ شگن کی مٹھائی لے کر؟؟ مجھ سے ملے بناء نہیں جایئے گا۔۔" وہ بچوں کی طرح معصومانہ انداز میں بولی تو وہ زخمی انداز میں مسکرادیا۔

"یہ کس نے کہا؟؟"

"اماں بی نے۔۔ کہہ رہی تھیں بات ہوگئی ہے آپ سے۔۔" وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

"ام م۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ شام میں کال کروں گا۔۔" اس نے فون رکھنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔

"سمجھا تھا یہ عورت اب سیدھی راہ پہ آجائے گی۔۔ لیکن نہیں۔۔ ایک بیٹی کو تو بسانے چلی ہیں۔۔ لیکن دوسری بیٹی کی بیٹی کو تباہ کرنے۔۔ کم از کم۔۔ اپنی عمر کا ہی لحاظ رکھ لیا ہوتا۔۔" بیگم۔۔" وہ زہر آلود لہجے میں خود سے بولا۔

"کس سے باتیں کر رہے ہو؟؟" راحت کچن میں آکر بولا، جہاں وہ سبزی کاٹتے ہوئے خود کے ساتھ الجھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا اسارا غصہ سبزی پہ اتار رہا تھا۔

اسکی طرف سے جواب نہ پاکر راحت نے اسے قدرے غور سے دیکھا۔

"کیا کر رہے ہو تم؟؟ گاجر دھوئے بناء کون کاٹتا ہے؟؟" وہ زور دے کر بولے تو وہ رکا اور انکی طرف دیکھ کر بولا۔

"یہ لیجیئے آپ ہی کاٹیئے۔۔" اس نے اتنا کہا اور وہاں سے یہ جا وہ جا۔ جبکہ وہ اسے پیچھے سے پکارتے ہی رہے۔

اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتے، اس نے انہیں کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہ دیا۔

انہوں نے سبزی ایک سائیڈ پہ کی اور اپنا فون جیب سے نکالا۔

"اسے کیا ہوا؟ وہاں ایسا کیا ہوا جو۔۔" وہ اندر ہی اندر پریشان تھے، تبھی انہوں نے شماز کو کال لگائی۔

"کیسے ہو تم؟؟ وہاں سب ٹھیک تو ہے۔۔"

"یہاں تو سب ٹھیک ہے۔۔ لیکن آپکو کیا ہوا؟؟ لگتا ہے سحیل نے خوشی کی خبر نہیں سنائی۔۔ یا خوشی کی خبر سن کر آپ ہڑبڑا سے گئے ہیں۔۔" اس نے انہیں خوب تنگ کیا۔

"خوشی کی خبر؟؟" وہ تھوڑا کنفیوز ہوئے۔

"مبارک ہو۔۔ اماں بی مان گئی ہیں۔۔ سحیل سے ساری باتیں طے کر لی ہیں انہوں نے۔۔ کل شگن کی مٹھائی بھیج دیجیئے گا۔۔"

اسکی طرف سے سنائی جانے والی خبر واقعی اسکے لیئے خوش کن ثابت ہوئی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیسے ری ایکٹ کرے۔ آنسو اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔۔

مگر پھر وضو کرنے کے لیئے واش بیسن تک آئے۔ شیشے میں نظر آتے اپنے کھلتے چہرے کو دیکھ کر وہ خود پہ رشک کرنے لگے۔۔

"میرے مالک۔۔ شکریہ "تیرے کُن کا۔۔" وہ دل ہی دل میں بولے۔

وضو کے بعد انکے منہ سے اظہارِ تشکر کا یہ جملہ جوں ہی اسکے کان میں پڑا تو وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

وہ تو شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلے گئے لیکن اسکی تو زندگی جیسے قضا ہونے جا رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ یہ غلط ہے سب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔" وہ اپنی جگہ سے تیزی سے ہلا اور اپنے کمرے میں آکر بیڈ پہ ڈھیر ہو گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہو رہا ہے؟؟" وہ کچن میں عشاء کے بعد، کل آنے والے مہمانوں کے لیئے رَس ملائی تیار کر رہی تھی کہ وہ اسکے پاس آ دھمکا۔

"تم اس وقت؟؟ یہاں؟ سوئے نہیں ابھی تک؟" اس نے حیرت سے دریافت کیا۔ اور ساتھ ساتھ رَس ملائی کے لیئے آٹا گوندھنے لگی۔

"نہیں۔۔ نیند نہیں آرہی یار۔۔ آؤ باتیں کریں۔۔"

اس نے اسکی بے تکلفی پہ اسے گھور کر دیکھا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟ آج کچھ ایکسٹرا ہی خوش لگ رہے ہو؟" اب کے وہ رس ملائی کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا رہی تھی۔

"ہاں۔۔ کرائم پارٹنر نظر نہیں آرہی تمہاری؟" اس کے سوال سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کس کا پوچھ رہا ہے۔

"اسکے منگیتر کی کال آئی ہے۔۔ اسی سے باتیں کر رہی ہے۔۔" اس نے اسکے منہ کی طرف دیکھ کر اسے چڑاتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے اپنا غصہ پی گیا۔

"کب فارغ ہو گی تم؟؟ اور یہ علینہ بھابھی کہاں ہیں آخر؟؟ انہیں کہو نا۔۔"

"علینہ بھابھی کو اور بہت سے کام ہوتے ہیں۔۔ تمہیں کوئی ضروری کام ہے تو کہو۔۔ نہیں تو میرے فارغ ہونے تک انتظار کر سکتے ہو۔۔" وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"کزن۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ مجھ سے کام پڑے گا تو میں بھی یہی کہوں گا۔۔"

"بلیک میل نہ کرو۔۔ سنتی ہوں بات تمہاری۔۔" وہ اسکے چہرے پہ خفگی کے آثار کو محسوس کرتے ہوئے بولی۔

"ویسے۔۔ تمہیں مجھ سے کام۔۔ عجیب ہے۔۔ خیر۔۔ کافی بیٹ کرو۔۔ کافی پیتے ہیں۔۔ پھر باتیں کرتے ہیں۔۔" اس نے رَس ملائی ڈونگے میں نکالی اور کافی کے لیئے دودھ چولہے پہ رکھا اور کپ بورڈ سے کپ نکالے۔

دوسری طرف وہ اسے فون کر کر کے تھک چکی تھی، لیکن دوسری طرف سے فون ریسیو نہیں کیا جا رہا تھا۔ بھلے ہی اس نے اس سے شام میں فون کرنے کا کہا تھا مگر شام سے رات ہو چکی تھی مگر اس نے نہ تو کال کی اور

نہ ہی کال ریسیو کی۔

"رات گئے وہ سوچتا رہا کہ آخر کیا کرے؟

"بہت مشکل ہے فیصلہ لینا۔۔" وہ اپنے موبائل کی اسکرین کو دیکھتے ہوئے بولا، جو بار بار اسکی کال کی وجہ سے روشن ہو رہی تھی۔

اسکے ذہن میں ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔ کیسے راحت نے تنہاء زندگی کو اپنا مقدر سمجھ لیا تھا؟ اسکے دن اور رات۔۔ سب کے سب اسکے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔

"مجھے مت چھوڑنا پلیز۔۔" اسے اسکا عکس نظر آیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور بالکنی کی طرف بڑھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ اسی اثناء میں اسکے کمرے کا دروازہ کھٹکا۔

وہ بالکنی سے واپس مڑا اور دروازے تک جا پہنچا۔ دروازہ کھولا تو سامنے راحت کو پایا۔

"بھائی؟ آپ۔۔ اس وقت؟"

"ہاں تو؟؟ اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے؟" وہ کھانے کا ٹرے پکڑے اندر آئے اور صوفے کے سامنے موجود میز پہ ٹرے رکھ دیا۔

"چلو آؤ۔۔" وہ خود صوفے پہ بیٹھے اور اسے بھی ساتھ بیٹھنے کو کہا۔

وہ خاموشی سے بیٹھا اور کھانا کھانے میں انکا ساتھ دینے لگا۔

"دس بج چکے ہیں۔۔ تمہارا انتظار کر کے ہی آیا ہوں یہاں۔۔ بہت بھوک لگی تھی ناں۔۔" وہ شرارتی انداز سے بولے۔

انکے چہرے پہ اس نے آج سے پہلے اتنی طمانیت محسوس نہیں کی تھی۔

"جی۔۔ ذرا کام تھا یونیورسٹی کا۔۔ وہی کر رہا تھا۔ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔۔" اس نے بات گول مول کرنے کی کوشش کی تو وہ ہنس کر بولے۔

"بیٹا۔۔ بھائی ہو تم میرے۔۔ ایک عرصے سے سمجھتا ہوں تمہیں۔۔ کچھ نہ کچھ تو ہے جو تم مجھے نہیں بتا رہے؟" اب کی بار وہ ذرا سنجیدگی سے بولے کیونکہ اسکے چہرے پہ غم کے بادل صاف چھائے نظر آرہے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں بھائی کچھ نہیں۔۔" وہ زبردستی مسکرایا۔

"امم م۔۔ م م۔۔" وہ اسکے چہرے پہ نظر ڈال کر چپ ہو گئے۔

"بھائی۔۔ آپ خوش تو ہیں ناں؟" آخر وہ بولا۔

"خوش؟؟" وہ گہری سانس لیے بولے۔

"خوشی کا تو پتہ نہیں۔۔ لیکن سکون سے ہوں۔۔ اور یہ سکون اپنے لیئے نہیں۔۔ اسکے لیئے ہے۔۔ بہت اذیت کاٹی ہے اس نے۔۔"

اس نے انکے چہرے کی طرف دیکھا جو ابھی بھی زخمی انداز سے مسکرا رہا تھا۔

"ام م۔۔ بھائی۔ میں چاہتا ہوں کل ہی آپکا ان سے نکاح کر دیا جائے۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"کل؟؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ ابھی تو وہ ٹھیک بھی نہیں ہوئی؟" اسکی بات پہ حیرانگی قابلِ دید تھی۔

سجیل انکی بات پہ کھلکھلا کر ہنسا تو انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے گھور کر دیکھا۔

"ارے بھائی! یہ کیسی محبت ہوئی اور کیسا احساس؟ کہ انکے ٹھیک ہونے تک آپ انہیں اپنائیں گے نہیں؟ انکا انتظار کریں گے؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔

"ہونا چاہیئے تو یہ کہ۔۔ نکاح کریں۔۔ اپنی امانت کو اپنے پاس لے آئیں۔۔ دیٹس۔ اٹ مائی لارڈ۔۔" وہ سر کو ذرا خم دے کر بولا۔

"ام م م۔۔ شرارتی بچہ۔۔ سیدھا یہ کیوں نہیں کہتے کہ اپنی امانت تک پہنچنے کے لیئے پہلے بھائی کی امانت کو گھر لانا ضروری ہے۔۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسا مگر اسکی آخری بات پہ اسکے چہرے کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی۔ اور آنکھیں انسوؤں سے بھر گئیں۔ لیکن اسکے پاس خود کو راحت کے سامنے مضبوط دکھانے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا؟؟؟" مہر کے ہاتھ سے گرم کافی کا کپ گرتے گرتے بچا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم؟ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ تمہارا وہم ہے یہ سب۔۔" اس نے کافی کو میز پہ رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

سب گھر والے تو گہری نیند سو رہے تھے اور وہ دونوں کچن میں بیٹھے الجھ رہے تھے۔

"اسکی شادی جہانگیر سے ہی ہو گی۔۔ جہانگیر بس اگلے ہفتے ہی آ رہا ہے اٹلی سے۔۔ تم فضول میں اپنے اس چھوٹے سے ذہن کو شاطرانہ باتوں اور منصوبوں میں ضائع کر رہے ہو۔۔" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"کس کو بے وقوف بنا رہی ہو؟" اس نے بڑے سکون سے کافی کا کپ منہ کو لگایا۔

"بیٹھو۔۔ کافی پیو۔۔ سکون سے بات کرتے ہیں۔۔"

اسکا پر سکون لہجہ اسے کافی دہشت دلا رہا تھا۔ اسکے ذہن میں جنت کی کہی بات گھومی جو آج صبح اس نے اسے بتائی تھی۔ مگر اس نے آئیں بائیں شائیں ہی کر دی تھی۔

"بیٹھو۔۔" وہ پھر سے بولا تو وہ خاموشی سے کرسی پہ بیٹھی۔

"تمہارے جیسا جگرا نہیں میرے اندر۔۔ تم نے اسے جنت کو سونپ دیا لیکن میں جنت اسے سونپ نہیں سکتا۔۔"

اس کی یہ بات سن کر تو اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"اب یہ سوال مت کرنا کہ میں کیسے جانتا ہوں سب۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی، اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بھی پوچھنے سے منع کیا۔

قسط نمبر ۹

”ایک محبت کرنے والا، دوسرے محبت کرنے والے کی نظر کو خوب سمجھتا ہے۔۔ خیر۔۔ کام کی بات کی طرف آتے ہیں۔۔“

اس نے بھنویں سکیڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

”کل وہ ضرور آئے گا۔۔ اور تم اسے یعنی کہ جنت کو اس سے دور رکھو گی۔۔ اور خود اسکے یعنی کے سجیل سے خوشگوار تعلقات استوار کرو گی۔۔ دیٹس اِٹ۔۔“ اس کی بات ختم ہوئی تو وہ بولی۔

”اس سے کیا ہو گا؟؟“

اسکے سوال پہ وہ مسکرایا جیسے کوئی لطیفہ ہو۔

”تمہارا کام بھی ہو جائے گا اور میرا بھی۔۔“ وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے نارمل انداز میں بولا۔

”بتاؤ پھر؟؟“ وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

”مجھے چاہ نہیں میرے کام کی۔۔ اور یہ محبت نصیب سے ملتی ہے۔۔ تمہاری طرح چالیں چل کر نہیں۔۔ اور بے فکر رہو۔۔ اماں بی کی بات وہ کبھی نہیں مانے گا۔۔ سمجھے۔۔“ وہ دانت پیستے ہوئے غصہ سے اٹھی تو وہ بھی اٹھا اور اسے روکتے ہوئے بولا۔

”یہ میری بات کا جواب نہیں۔۔ مہر۔۔“

”اللہ کی قسم شاہ ویز۔۔“ وہ پلٹی اور اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر خونخوار لہجے میں بولی۔

”جو حرکت تم نے کی ہے۔۔ تم اگر میرے کزن نہ ہوتے تو تمہارے منہ پہ زوردار تھپڑ ضرور مارتی۔۔ اور یہی تمہارے لیئے جواب ہوتا۔۔“

"جانتا ہوں۔۔ محبت کی توہین کرنے والوں کے لیئے تھپڑ سے بہتر کوئی جواب نہیں۔۔ لیکن یہ کہاں کا دستور ہے کہ کوئی کسی کی بچپن کی محبت کو چھینے؟؟" اسکی آواز میں لغزش اور بے قراری تھی۔

"دیکھو شاہ ویز۔۔ وہ تم سے محبت نہیں کرتی۔۔ اس نے تم سے کبھی محبت کی ہی نہیں۔۔ اسکے دل میں صرف وہی ہے۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔ اور ختم کر دو یہ کھیل۔۔ اماں بی کو صاف صاف بتا دو کہ جنت کے رشتے کے لیئے بار بار تمہاری طرف سے پریشانی، تمہاری اپنی وجہ سے تھی۔۔ اسکی یہ وجہ نہیں تھی کہ اسے سحیل سے محبت ہے۔۔ اس سے تو وہ ٹرپ کے دنوں میں ہی ملی ہے۔۔ اس سے پہلے تو وہ اسے ٹھیک طرح سے جانتی تک نہیں تھی۔۔" وہ اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھ کر بولی اور اب کی بار اسے پیار سے سمجھانے لگی مگر بے سود۔۔

"شاہ ویز۔۔ محبت قربانی مانگتی ہے۔۔ اس نے تو تمہاری محبت کو قبول ہی نہیں کیا۔۔ دوست سمجھتی ہے وہ تمہیں اور تم اب اس طرح سے۔۔" وہ تلملائی۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بات کرنے سے روکا۔

"میرے لیئے اپنی بچپن کی محبت سے دستبردار ہونا اتنا آساں نہیں۔۔" اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلا گیا اور وہ جاتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھتی ہی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسکی باتوں کے حصار میں رات گئے تک رہی۔ علی الصبح نماز پڑھتے ہی اسکی دعا میں صرف جنت کا نام ہی نکلا۔ جس محبت کو پانے کے لیئے اس نے ہمیشہ دعائیں کی تھیں، اب اسکا کسی اور کے ہو جانے کی دعا کرنا بلاشبہ بڑے دل جگر والی بات تھی۔ مگر وہ مہر تھی جس میں بلا کا حوصلہ تھا۔

"اللہ کرے سحیل اماں بی کی باتوں میں نہ آئے۔۔ اللہ کرے۔۔" وہ دل ہی دل میں دعا گو تھی۔

دوپہر کے کھانے کی تیاریاں مکمل کرتے ہی دونوں تیار ہونے کے لیئے کمرے میں آئیں۔

جنت جس چاؤ سے تیار ہورہی تھی اسکی آنکھیں نم سی ہوگئیں اور دل غمگین ہونے لگا۔

"کوئی کیسے اتنا بڑا ظلم کر سکتا ہے؟ کیسے؟؟" وہ زیرِلب خود سے بولی۔

"کتنی خوش ہے نایہ۔"

اسکا اپنی طرف یوں ٹکٹکی باندھے دیکھنا اسے ذرا عجیب لگا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔ایسے ہی۔۔" وہ پلکیں جھپکائے بولی۔

"چلو تیار ہو جاؤ تم بھی۔۔ مہمان آنے والے ہیں۔۔"

"بات ہوئی اس سے؟" مہر نے سوال کیا۔

"نہیں۔۔ پتہ نہیں کہاں غائب ہے۔۔اتنی کالز کرلیں مگر نو آنسر۔۔" وہ ذرا سنجیدگی سے بولی لیکن پھر فوراً سے نارمل ہوتے ہوئے بولی۔

"تیاری میں مصروف ہوں گے شاید۔۔ خیر۔۔ آج کوئی ترکیب سوچ نا۔۔ کیسے ملا جائے ان سے؟ مجھے بہت سی باتیں کرنا ہیں ان سے۔۔ پلیز۔۔"

"امم۔۔ سوچتی ہوں کچھ۔۔ ہو سکتا ہے وہ آئے ہی نا؟ تو؟؟" وہ حفظِ ماتقدم بولی۔

"ایسا نہ کہو۔۔ مہر۔۔ خالہ کی زندگی میں سکون آجائے۔۔ کیا تم ایسا نہیں چاہتی؟ اور وہ آئے گا بھی کیوں نہیں؟؟ ایک عرصے سے اس نے چاہا ہے کہ انکو انکی خوشی مل جائے اور اب جب مل رہی ہے انہیں خوشی تو وہ آئے گا نہیں؟ امپاسبل۔۔۔ راحت بھائی سے بے حد پیار کرتا ہے وہ۔۔" اس نے اسے ایسے سمجھایا جیسے مہر تو یہ جانتی ہی نہیں تھی۔ تبھی مہر کو اسکے انداز پہ ہنسی آگئی۔

وہ ذرا آہستگی سے مسکرائی اور پھر سنجیدگی سے بولی۔

"تم سے زیادہ پیار کرتا ہے ان سے؟" مہر کی بات پہ وہ کانوں میں جھمکا ڈالتے رکی تھی۔

"میرا اور انکا مقابلہ کب سے ہو گیا مہر؟؟ بھائی کی جگہ بھائی کی ہے اور میری جگہ میری۔۔"

"پھر بھی۔۔ اگر؟؟"

"اف ف ف۔۔ ہو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ ظاہر ہے بھائی سے تو مجھ سے زیادہ ہی محبت کرتا ہے نا پاگل۔۔" جنت کو مہر کے مکرر سوال پہ ہنسی آ گئی تھی۔

ابھی دونوں باتیں ہی کر رہی تھیں کہ علینہ روم میں داخل ہوئی۔

"تم لوگوں کی نا ختم ہونے والی میٹینگ ختم ہو جائے تو تشریف لے آؤ۔۔ راحت انکل کے گھر سے شگن کی مٹھائی آ گئی ہے۔۔"

علینہ نے جو خبر ابھی دونوں کو دی تھی، اس سے جنت کا چہرہ تو خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے مہر کو دیکھا، ایسے جیسے کہہ رہی ہو۔۔ "لو آ گئی شگن کی مٹھائی۔۔" اسکے برعکس مہر کا چہرہ اتر گیا تھا۔

"ایسے کیسے کر سکتا ہے وہ۔۔" وہ خود سے زیرِ لب بولی۔

"اور یہ مہر تم؟ تیار ہو جاؤ تم بھی۔۔ اور تم۔۔ میڈم۔۔ منگنی کی انگوٹھی ضرور پہن لینا۔۔" علینہ نے دونوں کو باری باری نصیحت کی اور جانے لگی۔

"بھابھی۔۔" مہر نے اسے پکارا تو وہ جاتے جاتے رکی۔

"کتنے مہمان آئے ہیں؟؟؟"

"کچھ زیادہ نہیں۔۔ راحت بھائی، انکا بھائی اور دو تین دوست ہیں انکے۔۔ اور ہاں۔۔ انکے ایک دوست کی بیوی بھی ہے ساتھ میں۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”امممم۔۔اچھا۔۔چلیں ہم آتے ہیں۔۔“

”ہاں جلدی آؤ۔۔ پوپھو کو تیار بھی کرنا ہے۔۔“ وہ جلدی میں تھی سو جانے لگی مگر اب کے جنت نے اسے بلایا۔

”خالہ کو تیار کیوں۔۔آج تو بات پکی نہیں ہو گی؟؟“

”ہاں۔۔ابھی تک تو یہی پتہ تھا۔۔لیکن اماں بی کے فیصلے ہیں بیٹا۔۔ انکی سمجھ ابالوگوں کو نہیں ہوتی تو ہمیں کیا ہو گی؟اور ویسے بھی راحت انکل کا بھائی۔۔کیا نام ہے اسکا۔۔“ اس سے پہلے وہ ذہن پہ زور دے کر بولتی تبھی جنت تیزی سے بولی۔

”سجیل۔۔“

علینہ نے نظریں پھاڑ کر ایک لمحے کے لیئے اسے دیکھا جس کے منہ سے اسکا نام بے پناہ اپنائیت سے لیا گیا تھا۔

علینہ کے اسے گھور کر دیکھنے پہ اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔اس نے مہر کی طرف بے چارگی سے دیکھا تو مہر نے فوراََ ہی سوال کر ڈالا۔

”جی۔۔سجیل نام ہے۔۔کیوں کیا ہوا بھابھی؟“

”ہاں۔۔وہ۔۔اسی نے ہی کہا کہ آج ہی نکاح چاہیئے۔۔مزید یہ کہ بڑا ہی اچھا جوڑا بھی لائے ہیں پوپھو کے لیئے۔۔“

جنت اور مہر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔جنت تو خوش تھی لیکن مہر کی سمجھ میں سب آرہا تھا کہ سجیل ایسا کیوں کر رہا ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا۔۔اب مجھے تم لوگوں نے باتوں میں الجھا دیا نا۔۔ آجاؤ جلدی۔۔میں تب تک پوپھو کو تیار کرتی ہوں۔۔تم لوگ ہیلپ کے لیے آجاؤ۔۔او۔۔کے۔۔"

"واہ۔۔سجیل نے واقعی اچھا فیصلہ لیا ہے۔۔نہیں تو اماں بی کا کیا پتہ کہ بعد میں انکار کر دیں۔۔" اسکے جاتے ہی جنت نے پر جوش لہجے میں بولی۔

"سچ کہوں نا مہر۔۔سب خواب لگ رہا ہے۔۔کل تک اماں بی نے اس مسئلے کو مسئلہ کشمیر بنایا ہوا تھا مگر اب ایسے لگتا ہے جیسے۔۔یہ مسئلہ کبھی مسئلہ تھا ہی نہیں۔۔"

مہر نے اس کے معصوم چہرے پہ نگاہ ڈالی اور زخمی انداز میں مسکراتے ہوئے اسکے پاس سے ہٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تابینہ کو تینوں نے مل کر دلہن کی طرح سجایا تھا۔اپنی عمر کے پیشِ نظر وہ آج بھی بیس سال کی گڑیا لگتی تھی۔ویسے بھی تیس سال کی عمر بھی کوئی زیادہ عمر نہیں تھی۔بیماری اور پریشانی کے باعث اسکی صحت خراب ہوتی جا رہی تھی۔لیکن اماں بی کا پیار اور راحت کا ملنے والا ساتھ اسکے دل سے ماضی کی یادوں کو کوسوں دور لے گیا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سجیل نے جو فیصلہ لیا تھا،اس سے سبھی خوش تھے مگر اسکے پیچھے وہ کیا قربان کرنے جا رہا ہے اسکا اندازہ کسی کو نہیں تھا۔سوائے مہر کے۔۔اسکا جی یہ سوچ سوچ کر غم سے بھرتا جا رہا تھا کہ جنت کو وہ کیسے سنبھالے گی؟

اس نے چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت،اس سب کی مخالفت کرے۔اور اماں بی سے کہہ دے کہ اس سے محبت کی قربانی نہ مانگیں۔مگر کچھ دن پہلے ہونے والے ہنگامے کو سوچ کر اسکے اٹھتے قدم رک سے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نکاح مکمل ہوا تو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔" اماں بی اسکے سامنے بیٹھی تھیں۔

وہ ہلکے سبز رنگ کے لباس میں بے حد خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی۔ اسکے ساتھ ساتھ ہلکا ہلکا میک اپ، اسکے چہرے کی رونق میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔

"آپ کو چھوڑ کے جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔۔" وہ افسردگی سے بولی تو مہر اور جنت اسکے قریب آ کر بیٹھ گئیں۔

"خالہ۔۔ ہم آئیں گے نا آپ سے ملنے۔۔" جنت بولی تو اماں بی نے اسے خوب گھور کر دیکھا۔

"پوپھو۔۔ اداس نہیں ہوتے۔۔ خوشی کا دن ہے آج تو۔۔" اس نے بھی انہیں سمجھایا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے مہر۔۔ بہت احساس کرتی ہیں دونوں تمہارا۔۔" انہوں نے اسے جتایا تو وہ خوشی سے مسکرا دی۔

"اور آپ؟؟" وہ مسکراتے مسکراتے ذرا آہستگی سے بولی۔

اب کے دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی۔ جنت اور مہر نے دونوں کو بغور دیکھا۔ اسی اثناء میں شاہ ویز کمرے میں داخل ہوا۔ جو دونوں کی گفتگو سن چکا تھا۔

"پوپھو۔۔ احساس نہ ہوتا تو اماں بی آپ کی خوشی کا خیر مقدم کرتیں؟؟" وہ انکے قریب آیا اور اپنی بازوؤں سے انکے ارد گرد گلے کا ہار بنا کر بولا۔

"چلو۔۔ تم دونوں۔۔ امی بلا رہی ہیں دونوں کو۔۔" اس نے ان دونوں کو دیکھا تو فوراً بولا۔

دونوں تیزی سے وہاں سے اٹھیں اور وہاں سے چلی گئیں۔ اسکے بعد وہ خود بھی وہاں سے چلا گیا۔

اماں بی اسے محبت سے بس دیکھتی گئیں۔ کہنے کو جو لفظ ان کے پاس تھے، ان سے وہ خوب واقف تھی۔ مگر ان کے منہ سے پھر بھی سننا چاہتی تھی۔ اپنے دل کی تسلی کے لیئے۔۔

"اماں بی۔۔ کیا کبھی آپ نے مجھے یاد نہیں کیا؟؟" آخر کو وہ خود ہی سوالیہ بولی تو وہ سرد آہ بھر کر کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

"یاد۔۔ ہاں۔۔ بہت یاد کیا۔۔" انکی آنکھیں بھر آئیں۔

"شاہینہ کے جانے پہ تو صبر آ ہی گیا تھا۔۔ لیکن تمہارے جانے پہ چاہ کر بھی یہ دل صبر نہ کر پایا۔۔"

انکی بات پہ اسکی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگے۔

"کہہ دینے سے بھلا کوئی کب مرتا ہے؟؟ جب تک سانسیں چل رہی ہوں۔۔ زندہ رہنا پڑتا ہے۔۔" تابینہ پھوٹ کر رو دی۔

"کاش۔۔ وہ منحوس دن آیا ہی نا ہوتا۔۔"

"اشش۔۔ بس۔۔۔ اور نہیں۔۔" آخر اماں بی اسکی حالت دیکھ کر فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھیں اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"مجھے معاف کر دو میری بیٹی۔۔ تمہیں اپنے سے دور بھیجنے کو جی نہیں چاہ رہا۔۔ لیکن۔۔"

"اماں بی۔۔ مجھے آپ سے دور کہیں جانا بھی نہیں۔۔ مجھے کہیں نہ جانے دیں۔۔" وہ ان کے سینے سے الگ ہو کر انکے چہرے کی طرف دیکھ کر بولی۔

"دنیا کہ یہی ریت ہے بچے۔۔ ہم اسکے گنہگار ہیں۔۔ اسکا کفارہ تمہیں اسے سونپ کر ہی ہم ادا کر سکتے ہیں۔۔ اور وہ تمہارا بہت خیال رکھے گا۔۔ ہم سے بھی کہیں زیادہ۔۔" انہوں نے اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اسے سمجھایا جو اسکے رخساروں پہ چمک رہے تھے۔

ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہی تھیں کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔ زیبا اور سامعیہ اندر داخل ہوئیں اور انکے ساتھ علینہ، ایمل اور سدرہ بھی تھیں۔ تینوں نے ان دونوں کو خوب غور سے دیکھا۔ اور پھر آپس میں آنکھوں ہی آنکھوں میں بات کرتے ہوئے رشکیہ انداز سے مسکرائیں۔

"پوپھو۔۔ آپکے بچے۔۔ میرا مطلب۔۔ جن کو قرآنِ پاک پڑھایا۔۔ وہ سب آئے ہیں آپ سے ملنے۔۔" اسکی بات سن کر وہ خوشی سے کھل اُٹھیں۔

"کھانا کھا رہے ہیں۔۔ آپ سے ملنے آتے ہیں ابھی۔۔" ان کے سوال کرنے سے پہلے ہی اس نے جواب دیا تو وہ مسکرا دیں۔

اسکے چہرے پہ پھیلی اداسی کسی حد تک دور ہو چکی تھی۔ جیسا اس نے سوچا تھا، ویسا پالینا بلاشبہ کسی خوشی سے کم نہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اور سنائیے؟ کیسی جا رہی ہے جاب؟" اسکے سوال پہ وہ اپنے خیالوں سے نکلا۔

شاہ ویز نے اسے چائے کا کپ پکڑایا اور اسکے قریب مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"اچھی۔۔" چائے کا کپ پکڑتے وہ بمشکل ہی مسکرایا تھا۔

"کچھ پریشان لگ رہے ہیں آپ۔۔" اس نے گہری نگاہ اس پہ ڈالی جسکا دھیان صرف اور صرف راحت پہ تھا، جو بے حد سکون سے مسکرا رہا تھا۔

راحت سفید لباس میں ملبوس بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اور اس پہ پہنی بلیک جیکٹ اسکے حسن میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔

"نہیں۔۔ پریشان کیوں ہوں گا میں؟" وہ ہنسا۔

"ام م۔۔راحت بھائی کو دیکھ رہے ہیں نا؟ کتنے خوش لگ رہے ہیں نا۔۔پوپھو بھی ایسے ہی خوش ہیں۔۔آپ انہیں دیکھیں گے ناتو آپ کو اور خوشی ہو گی۔۔" وہ پر جوش لہجے میں بولا۔اور خود بھی چائے پینے کے لیئے کپ ٹرے میں سے اٹھاتے ہوئے اسکے سامنے دوبارہ آبیٹھا۔

"ام م۔۔ظاہر ہے۔۔خوشی تو واجب ہے ناان دونوں پہ شاہ ویز صاحب۔۔دس سال کی اندھیری رات کے بعد۔۔صبح کا سویرا آنکھوں کے سامنے ظاہر ہونا کسی معجزے سے کم تو نہیں۔۔" اسکے لہجے سے اسکے دل کا حال صاف عیاں تھا۔

"اور آپ کہیئے؟ کب جارہے ہیں فیصل آباد؟؟" آخر اس نے بات بدلنے پہ ہی اکتفا کیا۔

"بس۔۔ دو ہفتوں تک۔۔" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا۔

"جنت کی شادی ہے نا۔۔اسلیئے۔۔۔"

سحیل چائے پیتا پیتا رکا۔اس نے اسپاٹ لہجے میں اسے دیکھا جو یہ خبر پر جوش لہجے میں اسے بتارہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔اتنے میسج کیے ہیں اسے کہ باہر آجاؤ۔۔کسی بہانے سے ہی۔۔لیکن مجال ہے کوئی میسج کر دے۔۔۔بس بھابھی مل گئی نا اسے۔۔" کمرے میں آتے ہی اس نے اپنا جوتا اتارا اور اسکو ٹھوکر مارتے ہوئے بیڈ پہ آبیٹھی۔مہر نے جوتے کہ طرف نگاہ دہرائی جو اسکے پاؤں سے ٹھوکر کھا کر صوفے کے نیچے چلا گیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے؟؟" بلاشبہ وہ جانتی تھی لیکن پھر بھی انجان بنتے ہوئے سوالیہ بولی۔

"ہونا کیا ہے۔۔عجیب ہے سحیل۔۔آخر کیوں کر رہا ہے وہ ایسا؟؟" وہ الجھ کر رہ گئی مگر اگلے ہی لمحے اس نے مہر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اپنا فون دینا۔۔" اس نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون تقریباً چھینا ہی تھا مگر پاسورڈ دیکھ کر سوالیہ بولی۔

"پاسورڈ؟"

مہر نے موبائل پکڑا اور پاسورڈ انٹر کرتے ہوئے اسے فون واپس کیا۔

اسکی طرف سے کی جانے والی پہلی کال پہ ہی اس نے فون ریسیو کیا۔

"ہیلو۔۔" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولا۔

"کہاں ہیں آپ؟؟ اور یہ میرا فون کیوں ریسیو نہیں کر رہے اور نہ ہی کسی میسج کا جواب؟" وہ شدید غصہ میں تھی۔

"بزی تھا۔۔ کہو کیسی ہو تم؟" وہ نارمل انداز میں بولا۔

"کیسی ہوں گی؟ یہ آپ اچھے سے جانتے ہیں۔۔" وہ طنزیہ بولی۔

"ضروری کام تھا اس لیئے کال ریسیو نہیں کر پایا۔" اس نے گویا بہانہ گڑھا۔

"مجھ سے بھی ضروری کام تھا؟" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

مہر اسکے سامنے کھڑی ساری گفتگو سن رہی تھی۔

"جنت۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔ بیسوں کام ہوتے ہیں۔۔ تم خوامخواہ مجھے پریشان کر رہی ہو۔" وہ اسکے شدید ترین ردِ عمل پہ حیران ہو کر رہ گیا۔

"میں خوامخواہ پریشان کر رہی ہوں؟؟"

"بعد میں بات کرتے ہیں۔۔ جب تمہارا غصہ ختم ہو جائے گا۔۔" اس نے فون رکھا اور پھر موبائل کو بند کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے، خود بستر پہ آلیٹا۔

دوسری طرف فون کے بند ہونے پہ، اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا لیکن نمبر بند آ رہا تھا۔

"آخر ایسا کیا ہو گیا ہے؟ کیوں کر رہے ہیں یہ ایسا؟ مہر تم ہی بتاؤ؟ میں نے ایسا کیا کہہ دیا؟" جنت بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی۔

"جنت۔۔بیٹھ جاؤ۔۔" اس نے اس کے ہاتھ سے اپنا فون لیا اور اسے آرام سے بیٹھنے کو کہا۔ لیکن اسکے اندر کہاں سکون تھا؟ سحیل سے بات کرنے کے بعد اسکی بے چینی میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا نا تم سے۔۔شاہ ویز سب جانتا ہے۔۔اسی نے ہی سحیل سے کچھ کہا ہو گا۔۔ورنہ۔۔ سحیل۔۔ مجھ سے بات کیے بناء رہتے نہیں۔۔دو دن سے انتظار کر رہی ہوں۔۔اب غصہ بھی نہ کروں تو کیا کروں؟؟" اسکے لہجے میں نمی تھی۔

مہر نے اسکی بات سنی اور بے بسی سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔ آخر وہ اس سے کہتی بھی تو کیا؟ وہ جو کہہ رہی تھی بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی۔ بھلے ہی شاہ ویز نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا مگر اس سارے فساد کی جڑ بھی شاہ ویز ہی تھا۔

دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے دروازہ کھولا۔

"تم؟ اس وقت؟؟" مہر اسکی خلافِ توقع آمد پہ حیران تھی۔

"ہاں۔۔اماں بی نے بلایا ہے۔۔صرف تمہیں۔۔" وہ ذرا زور دے کر بولا۔

اسکا دھیان اندر کمرے میں تھا، جہاں جنت بیڈ پہ بیٹھی خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔ جنت نے منہ بسورتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جسکا دھیان اندر کمرے کی طرف ہی تھا۔

مہر نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا جو جنت پہ تھیں۔ اس نے جنت کو دیکھا اور پھر شاہ ویز کی طرف دیکھ کر بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"انہیں کہو۔۔ مہر سو گئی ہے۔۔ صبح سن لوں گی ان کی بات۔۔" اس نے دروازہ بند کرنے کی ہی کی تو اس نے اپنے ہاتھ کی مدد سے دروازے کو بند ہونے سے روکا۔

"میں تو یہ جھوٹ نہیں کہوں گا۔۔"

مہر کا جی چاہا کہ اسکی شاطرانہ مسکراہٹ پہ اسکا منہ ہی نوچ لے۔ آخر چاروناچار اسے اسکے ساتھ جانا ہی پڑا۔

"تم نے پھر کوئی بکواس کی ہو گی ان سے؟" وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر بولی۔

"نہیں۔۔ قسم لے لو۔۔ بلکہ میں نے تو انہیں سمجھایا ہے۔۔"

اسکی طرف سے دوبارہ پیش کی جانے والی مسکراہٹ سے اس نے اسے گہری نظر سے دیکھا اور پھر لاپرواہی سے اسے دیکھتے ہوئے اماں بی کے کمرے تک پہنچی۔

وہ بیڈ پہ بیٹھی تسبیح کرنے میں مشغول تھیں۔

"جی۔۔ اماں بی۔۔ اسلام وعلیکم۔۔ آپ نے اس وقت بلایا؟ سب ٹھیک تو ہے؟" وہ احتراماََ بولی۔

اماں بی اسکی شکل پہ بارہ بجے دیکھ کر ذرا مسکرا دیں۔

"تو کیا تمہیں بلانے کے لیئے وقت دیکھنا ہو گا؟"

"نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔ آپ حکم کریں۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"تم جاؤ یہاں سے۔۔" انکا دھیان شاہ ویز پہ پڑا تو اس کی طرف دیکھ کر بولیں۔ وہ فوراََ ہی وہاں سے چلا گیا۔

"ہاں۔۔ تو کیسی ہو تم؟" انہوں نے تسبیح سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور اسکی جانب متوجہ ہوئیں۔

"جی۔۔ اللہ کا شکر ہے۔۔ ٹھیک ہوں۔۔"

"بیٹھو یہاں میرے پاس۔۔" انہوں نے اپنا کمبل ہٹایا اور بیڈ پہ اسے اپنے پاس بیٹھنے کے لیئے جگہ دی۔

"مہر۔۔ پچھلے دنوں جو کچھ بھی ہوا۔۔ اسکے لیئے تمہارا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔ تم اگر مجھ سے بات کرنے نہ آتی تو شاید میں الاؤدین کو کبھی فون نہ کرتی اور وہ مجھے کبھی وہ سب نہ بتاتا جو ہمارے لیئے جاننا بے حد ضروری تھا۔۔" وہ اظہارِ تشکر سے بولیں۔

مہر کے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑی۔

"موڈ اچھا ہے۔۔ جنت کی بات بھی کر دیتی ہوں ابھی۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولی۔

"اچھا۔۔ تو مجھے تم سے جنت کے حوالے سے بات کرنا تھی۔۔" وہ اپنے خیال سے نکلی۔ جو بات اس نے اپنے دل میں کہی تھی، وہ انکے ہونٹوں پہ تھی۔

"جی؟؟"

"کل ولیمے کی تقریب کے لیئے جانا ہے راحت کی طرف۔۔ میں نہیں چاہتی کہ جنت وہاں جائے۔۔ لیکن شاہ ویز کا کہنا ہے کہ ایسے عجیب لگے گا۔۔ سب گھر والے جائیں اور وہ نہ جائے۔۔ تو۔۔ تم اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ منگنی کی انگوٹھی پہن کر جائے۔۔" اس نے انہیں بغور دیکھا جن کی آنکھیں یہ بات کرتے ہوئے عجیب معنی ہی بیان کر رہی تھیں۔

"میں یہ سب اس سے ضرور کہتی۔۔ لیکن لاابالی کی عمر ہے اسکی۔۔ ناسمجھ ہے۔۔ بس کچھ دن کی بات ہے۔۔ جہانگیر کے آتے ہی نکاح کی ڈیٹ فکس کر دیں گے۔۔"

"جی۔۔۔" اس نے انکی ہاں میں ہاں ملائی۔

"اماں بی۔۔ کچھ کہنا تھا آپ سے۔۔" آخر اس نے کچھ کہنے کی ہمت کی۔

"جانتی ہوں۔۔ شاہ ویز بتا چکا ہے مجھے سب۔۔" اسکی بات سننے سے پہلے ہی انہوں نے اسے جیسے آگاہ کرنا ہی مناسب سمجھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”جاؤ۔۔ آرام کرلو۔۔“

وہ انکے پاس سے اٹھی اور باہر آگئی۔

”اسکا مطلب ہے اس نے انہیں میرے حوالے سے کچھ نہیں بتایا۔۔“ وہ خود سے بولی اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی۔

”کیا کہا انہوں نے؟؟“ جنت نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا۔

”کچھ نہیں۔۔ صبح ولیمے کے لیئے جانا ہے۔۔ اسی کے لیئے ہدایت دے رہی تھیں۔۔“ وہ بیڈ پہ آکر بیٹھی اور لیمپ آن کرتے ہوئے کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔

”ولیمے کے لیئے۔۔۔ واؤ۔۔ اسکا مطلب۔۔“ وہ اندر ہی اندر خوش ہوئی۔

”فون بند کرو اور ٹائم سے سو جاؤ۔۔ صبح جلدی اٹھنا ہے۔۔“

”ام م۔۔ دو منٹ۔۔ ایک میسج کرلوں بس۔۔“ جینی نے ایک تفصیلی میسج ٹائپ کیا، اسے بھیجا اور فون سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

BEING THE STRING OF YOUR KITE

بھلے ہی ان کی شادی دو دن کے اندر پلین کی گئی تھی۔ اسکے باوجود کمرے کو نہایت خوبصورت انداز سے سجایا گیا تھا۔ دونوں بے حد خوش تھے۔

”آخر میں نے تمہیں پا ہی لیا تابینہ۔۔۔“ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکے منہ سے خوشی سے ادا ہوا۔

تابینہ روایتی انداز میں سر جھکائے بیٹھی تھی، مگر گھونگھٹ نکالنے سے اس نے گریز ہی کیا۔

وہ اسکے قریب آکر بیٹھ گیا۔

"اتنی دیر لگا دی آنے میں ؟ مجھے تو لگا تھا۔۔ آپ میرے پاس آنے میں ایک منٹ بھی نہیں لگائیں گے۔۔" اس نے گلہ کیا تو وہ مسکرا دیا۔

"ایسے کیوں مسکرا رہے ہیں؟ پتہ ہے پچھلے آدھے گھنٹے سے نماز پڑھنے کے بعد سے اس کمرے کی دیواروں کو دیکھ رہی ہوں۔۔"

"اللہ کا شکر ادا بھی تو کرنا تھا۔۔ وہیں بزی تھا۔۔" وہ محبت الہٰی میں سرشار ہوتے بولا تو وہ رشک سے مسکرا دی۔

اس نے آنکھیں بند کیں اور آیت الکرسی پڑھنے لگی۔ وہ اسکے اس عمل پہ حیران رہ گیا کہ آخر کیا پڑھ رہی ہے۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے اور اسکے اوپر دم کیا تو وہ مسکرا دیا۔

"آیت الکرسی پڑھ کر دم کر دیں مجھ پہ۔۔" راحت کے ذہن میں اس رات والی بات گھومی، جب اپنی طبعیت کے باعث اس نے اسے آیت الکرسی کا دم کرنے کا کہا تھا۔

"تو۔۔ ابھی تک یہ عادت ہے تمہاری۔۔" وہ اپنے خیال سے نکلا۔

"ہاں۔۔ تو کیوں نہ ہو؟ اسی آیت الکرسی نے میری ہمیشہ حفاظت کی ہے۔۔ مجھے کسی ایسا کا ہونے سے دور رکھا، جس کے لیئے میری کوئی اہمیت نہ ہوتی۔۔"

راحت اسکی بات سن کر رشکیہ انداز میں مسکرایا۔

"اچھا۔ اب زیادہ مسکرائیں نہیں۔۔ میری منہ دکھائی دیں؟" وہ بچوں کی طرح معصومانہ انداز میں ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولی۔

"منہ دکھایا ہے کب ہے؟" وہ شرارت سے بولا تو اس نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"اب کیا ڈرامائی انداز اختیار کروں؟؟"

"ظاہر ہے۔۔ اب عمر رسیدہ تو ہیں نہیں ہم۔۔" دونوں کھکھلا کر ہنسے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سجیل خوش تھا۔۔ کیونکہ اسکا بھائی خوش تھا۔ اس دن کے آنے کا اس نے ہمیشہ انتظار کیا تھا مگر اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ دن اسے کیا قربانی دے کر ملے گا۔ پوری رات، اسکی بے قراری اور بے چینی میں گزری تھی۔ جس جنت کے منہ سے، وہ محبت کا اظہار سننے کے لیئے تڑپ رہا تھا، آج اسے اپنی اس ضد پہ رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا۔ لیکن اگلے ہی لمحے، جنت کے ساتھ گزارے چند لمحات اسے، اسکی طرف کھینچ رہے تھے۔ چاروناچار اسے اپنا فون آن کرنا ہی پڑا۔

فون آن کرتے ہی اسے اسکی طرف سے میسج موصول ہوا۔

"سجیل۔۔ مجھے اگنور کیوں کر رہے ہیں آپ؟ مجھ سے نہیں رہا جاتا آپ کے بناء۔۔ آپ سے بات کیے بناء نہیں رہ سکتی میں۔۔ اور آپ کے بناء بھی نہیں۔۔ مجھے چھوڑیئے گا نہیں۔۔ پلیز۔۔ میں جانتی ہوں۔۔ میں نے غصہ میں بات کی آپ سے۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ مجھے معاف کر دیں آپ۔۔ پلیز۔۔ کل میں آپ سے ضرور ملوں گی۔۔ بہت سی باتیں کرنا ہیں آپ سے۔۔ بہت کچھ بتانا ہے۔۔ اپنا خیال رکھیئے گا۔۔ صرف اور صرف۔۔ آپکی جنت۔۔"

اس نے میسج پڑھا تو دل پسیج کر رہ گیا۔ چند آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے، جنہیں اس نے فوراََ صاف کیا۔

"نہیں۔۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔ نہیں۔۔ ہرگز نہیں۔۔" اس نے خود سے کہا اور کچھ سوچتے ہوئے تہیہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ولیمے کی تقریب شام میں تھی۔ سبھی وہاں جانے کے لیئے خوش تھے۔اماں بی کافی دنوں سے اسکی حرکات و سکنات کو غور کر رہی تھیں۔اور آج تو کچھ زیادہ ہی تھا۔انہوں نے اسکا تفصیلی جائزہ لیا مگر ہاتھ میں موجود انگلی پہ انگوٹھی نہ پاکر اسے روک کر بولیں۔

"رکو۔۔" اس سے پہلے وہ گاڑی کے اندر بیٹھتی اماں بی نے اسے روکا۔

وہ ذرا پریشان ہوئی۔مہر نے اماں بی کی طرف دیکھا جن کا دھیان، جنت سے زیادہ مہر کی طرف تھا۔مہر سمجھ گئی تھی انہوں نے اسے جنت کو جو ہدایت دینے کے لیئے کہا تھا مگر وہ اسے کہہ نہیں پائی تھی۔

"جی؟"

"منگنی کی انگوٹھی کہاں ہے تمہاری؟ پہن کر آؤ وہ۔۔" انہوں نے حکمیہ انداز میں کہا تو اس نے مہر کی طرف دیکھا۔

چاروناچار اسے بیگ میں سے انگوٹھی نکالنا ہی پڑی۔

چھ نشستوں پہ مشتمل گاڑی میں تقریباً گھر سے سبھی افراد بیٹھے تھے۔علینہ، شماز، ایمل اور سدرہ الگ گاڑی پہ آرہے تھے۔

وہ گاڑی کے اندر انکے پیچھے والی سیٹ پہ آکر بیٹھی تو انہوں نے اسے مزید ہدایت دی۔

"یہ اترے نہیں تمہارے ہاتھ سے۔۔" ان کے لہجے میں سختی تھی، جس پہ تقریباً سبھی نے سنجیدگی سے انکی طرف دیکھا۔

"اب گاڑی چلا بھی لو۔۔ شاہ ویز؟ یہاں کوئی کنڈکٹر نہیں جس کی اجازت کے انتظار میں ہو تم۔۔" انہوں نے اپنا موڈ خوشگوار کیا تو سبھی کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

شاہ ویز نے گاڑی کے شیشے سے انہیں دیکھا اور مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ خوبخو اسی کے انداز سے بولی تھیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی۔۔" وہ ہنسا اور گاڑی چلا دی۔

شاہ ویز سے اتنی محبت آج کل کچھ زیادہ ہی جاگ رہی ہے ان کے دل میں۔۔۔ نوٹ کیا ہے تم نے؟" جنت اسکے کان میں بولی تو مہر نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک عرصے بعد اسکے گھر کی رونق بحال ہوئی تھی۔ ہر طرف خوشی ہی خوشی تھی۔ جنت کی نظریں بس اسی اک کو ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھیں جو اسکی دنیا تھا۔ سبھی گھر والے تابینہ سے ملے۔ اسکا بارونق چہرہ سبھی کے لیئے خوش آئین ثابت ہوا۔ سبھی اسکے ارد گرد ہجوم میں کھڑے ہو گئے۔ تصاویر بنانے کا سلسلہ شروع ہوا تو اسکی نگاہیں ہر سو سجیل کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں، جسکی اسے صرف ایک جھلک ہی نظر آئی تھی۔

آخر وہ اسے دور سے آتا دکھائی دیا تو وہ فوراً بھاگی۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ شاہ ویز اس پہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اسٹیج کی اس جانب جا رہا تھا جہاں مہمانوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ وہ اسکے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ صحن تک پہنچا تو اس نے ارد گرد نظر دہرائی۔ کسی کو نہ پا کر اس نے اسے پکارنا ہی مناسب سمجھا۔

"اشش؟؟ سنیئے۔۔"

وہ یکدم مڑا۔ اسے اپنی سامنے پا کر وہ حیران تھا۔

"تم۔۔ یہاں؟" وہ بوکھلا سا گیا۔

"جاؤ یہاں سے۔۔ اس سے پہلے کہ کوئی دیکھے ہمیں یہاں۔۔"

"تو؟ کوئی دیکھ لے تو کیا؟ اب تو سب آسان ہو گیا ہے نا۔۔" وہ بچوں کی طرح بولی اور مسکراتے مسکراتے اسکے قریب آئی۔

"پتہ ہے کتنا یاد کیا میں نے آپکو۔۔ اور آپ ہیں کہ۔۔" اس نے گلہ کیا تو وہ نظریں چرانے لگا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"خیر۔۔کوئی بات نہیں۔۔مبارک ہو بہت بہت۔۔" وہ پرجوش انداز سے بولی۔

"تمہیں بھی مبارک ہو۔۔" اس نے اسکے چمکتے دمکتے چہرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

"میں تو مبارکباد تبھی وصول کروں گی جب آپ اماں بی سے ہماری بات کریں گے۔۔" وہ ذرا الجائی سے بولی تو وہ ہولے سے مسکرایا۔۔لیکن اماں بی کے ذکر پہ اس کے ذہن میں اماں بی کی کہی ایک ایک بات گھومنے لگی۔

"ارے کیا ہوا؟ کہاں گم ہیں؟ تعریف نہیں کریں گے میری؟" وہ اپنا ہلکے بھورے رنگ کا لباس اسے ذرا شوخی سے دکھاتے ہوئے بولی۔جوں ہی اس نے ٹھوری پہ ہاتھ رکھ کر اداکاری کی تو اسے اسکے ہاتھ میں موجود انگوٹھی نظر آئی۔

"کچھ تو کہہ دیں اب۔۔" وہ اسکے اسپاٹ لہجے پہ کھکھلا کر ہنسی۔

"اچھا چلیں چھوڑیں۔۔ مجھے آپ سے ضروری بات کرنا تھی۔۔آپ پلیز۔۔ایک دو دن تک راحت بھائی سے بات کریں۔۔جانتے ہیں۔۔اگلے ہفتے جہانگیر پاکستان آرہے ہیں۔اس سے پہلے وہ آئیں آپ۔۔" اسکی بات ادھوری رہ گئی جب وہ بولا۔

"مبارک ہو۔۔تو پھر کب کر رہی ہو شادی؟"

اسکے سوال پہ وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"کیا؟"

"ہاں۔۔تو اچھا ہے نا۔۔کب کر رہی ہو پھر شادی؟" وہ ایسے بولا جیسے دل پہ کوئی بھاری بھرکم پتھر رکھا ہو۔

"آپ کو لگتا ہے ابھی تک غصہ ہے مجھ پہ۔۔میں نے سوری تو کیا تھا آپ سے۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ الجھتے ہوئے نیم انداز میں مسکرائی۔

"اب ایسی بات تو نہ کریں کہ میرا دم ہی نکل جائے۔۔" اب کی بار اسکی زبان کانپ رہی تھی۔

اسکی آواز میں موجود لغزش کو اس نے واضح طور پہ محسوس کیا مگر پھر بھی جان بوجھ کر بولا۔

"کیوں؟؟ منگنی کی انگوٹھی جس کے نام کی پہنے ہوئے ہو، اصولاً شادی بھی تو اسی سے کرنی چاہیے۔۔"

اس نے فوراً اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا۔

"رات کو تم نے غصہ سے بات کی اور ابھی مجھے جلانے کے لیئے یہ انگوٹھی پہن آئی ہو۔۔"

"نن۔۔ نہیں۔۔ ایسا نہیں ہے سجیل۔۔ یہ۔۔ یہ اماں بی نے زبردستی پہنائی ہے۔۔ ورنہ میں تو کبھی بھی۔۔" اس نے اپنی انکھوں کے کناروں کو ہاتھ سے رگڑ کر صاف کیا۔

"واہ! کتنا آسان ہے نا تمہارے لیئے یہ سب کہنا۔۔ تمہارا کیا ہے؟ یہاں میں بات کروں بھائی سے اور وہاں تمہیں تمہاری اماں بی سختی سے حکم دے دیں کہ شادی تو جہانگیر سے ہی کرنی ہے۔۔" وہ اماں بی کے لہجے میں ہی بولا۔

جنت کے لیئے اسکا یہ روپ برداشت کرنا بے حد مشکل تھا۔ وہ ابھی بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس سے ایسی کیا غلطی ہو گئی ہے جو سجیل کا یہ ردِ عمل ہے۔

"مجھ سے غصہ ہیں نا آپ؟ تو دیکھیں۔۔ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہی ہوں۔۔" وہ بے بسی سے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی مگر وہ پھر بھی ٹس سے مَس نہ ہوا۔

مہر دور سے کھڑے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اسکا جی چاہا کہ ابھی اور اسی وقت سجیل کے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کرے۔ لیکن وہ وہاں کھڑی پوری صورتحال کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

آخر وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"اس سب کی کوئی ضرورت نہیں جنت۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔ کوئی آرہا ہے شاید۔۔" اس نے ذرا زور دے کر کہا تو وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔

"ابھی تو جا رہی ہوں۔۔ لیکن آپ کو رستہ بدلنے نہیں دوں گی۔۔ مائنڈ اِٹ۔۔"

اسکے جاتے ہی مہر نے تیزی سے قدم بڑھائے اور اسکے قریب جا کھڑی ہوئی جو منہ پلٹے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا۔

"واہ۔۔" مہر نے طنزیہ انداز میں تالی بجائی۔

"جی چاہتا ہے کہ تمہارے منہ پہ زوردار تھپڑ ماروں تاکہ تمہارے اندر کا اداکار باہر نکلے۔۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"کیا مطلب؟" اس نے گویا پھر سے اداکاری کرنا چاہی۔

"اپنی ساری اداکاری اسی کے لیئے رہنے دو۔۔" اس نے اسے للکار کر کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔۔"

اب کی بار وہ زچ ہو کر بولی۔

"تھپڑ پڑے گا اب تمہیں مجھ سے۔۔"

"خود کو آخر سمجھتے کیا ہو تم؟؟ بہت بڑے ایکٹر ہو؟ بہت حوصلہ ہے تم میں۔۔ خود کی محبت سے دستبردار ہونا؟ اسے بتایا کیوں نہیں کہ تمہیں منگنی کی انگوٹھی کا غصہ نہیں۔۔ بلکہ تم تو قسم کی زنجیروں میں بندھے ہو۔"

اسکی بات سن کر وہ ہڑبڑا سا گیا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو تم؟ صاف صاف کہو۔۔"

”صاف صاف تو تمہیں کہنا چاہیئے۔۔“ اس نے اسکے سوال پہ ہی سوال داغا۔

”کتنی عجیب بات ہے سحیل۔۔ تم۔۔ تم جیسا انسان۔۔ کیسے کسی کی باتوں میں آگیا۔۔ کتنا بھروسہ اور یقین دلایا تھا تم نے اسے۔۔ اور آج۔۔ اسکا سب یقین تم نے مٹی میں ملا دیا۔۔؟ میں پوچھتی ہوں آخر تم نے اماں بی کی بات مانی ہی کیوں؟ کیوں لیا اتنا بڑا فیصلہ تم نے؟“

اس نے ابھی جو انکشاف کیا تھا، اس پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”تمہارا استعمال کیا گیا ہے۔۔ اور بس۔۔“

وہ اسے خوب کوس رہی تھی مگر وہ تھا کہ ایک بھی لفظ بولنے سے قاصر تھا۔ مجرموں کی طرح بس اسکی باتیں سنتا ہی گیا، جس سے اسکے غصے میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”دیکھو بیٹے۔۔ میں اسے یہاں لے تو آئی ہوں۔۔ امید کرتی ہوں تم اس سے دور رہو گے۔۔ اور ہاں۔۔ ہمیں دھوکہ دینے اور اپنی بات سے مکرنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔۔ ہم محبت کے دشمن نہیں ہیں۔۔ لیکن اپنے اصول تمہارے لیئے بدل نہیں سکتے۔۔ تمہیں تمہارے بھائی کی خوشی عزیز تھی سو ہم نے تمہیں دی۔۔ لیکن جنت۔۔ اس کے لیئے اس سے بہتر کوئی نہیں، جسے ہم نے اسکے لیئے چنا ہے۔۔ تمہارے لیئے وہ عزیز ہوتی تو تم کبھی ہماری کہی ہوئی بات کو قبول نہ کرتے۔۔“ وہ لان میں ٹہلتے ہوئے ان کی کہی بات کو سوچ رہا تھا۔

راحت نے اسے علی الصبح لان میں ٹہلتے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ موسم بھی شدید سرد تھا۔ اور وہ اس وقت باہر؟ یقیناً وہ حیران تھا۔ آخر وہ اسکے قریب آیا۔

"سجو؟؟؟ کہاں گم ہو تم؟" راحت نے اسے بلایا مگر اسکی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ تبھی اس نے اسے ہاتھ لگاتے ہوئے بلایا۔

"کہاں گم ہو؟ تمہاری اطلاع کے لیئے عرض ہے۔۔ شدید ٹھنڈ ہے یہاں۔۔ اندر چلو۔۔"

"جی۔۔" وہ گم سم لہجے میں بولا تو راحت کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔

وہ اسکے کہنے پہ اندر آتو گیا لیکن ڈائننگ ٹیبل پہ گم سم حالت میں بیٹھا رہا۔

"شام میں تیار ہو جانا۔۔ تابینہ کو لینے جانا ہے۔۔" انہیں لگا کہ وہ اس بات پہ خوشی سے جھلملا اٹھے گا مگر سب اس کے برعکس ہوا تھا۔

"نہیں بھائی۔۔ بہت کام ہے۔۔ آفس کا۔۔ اور ویسے بھی یونیورسٹی میں وائیوا شروع ہو رہے ہیں۔۔ مشکل ہے وقت نکال پاؤں۔۔" وہ آسودہ سی حالت میں بولا۔

"کچھ ہوا ہے؟" انہوں نے بلا تمہید سوال کیا۔

"نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں سوچ رہا تھا تمہاری اور اسکے رشتے کی بات تابینہ سے کر دوں۔۔ باقی سب وہ سنبھال لے گی۔۔"

"نہیں۔۔ نہیں بھائی۔۔ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔"

وہ حیران ہوئے۔

"شادی نہیں کرنی؟؟ یا اس سے نہیں کرنی۔۔ کیا مطلب میں سمجھوں اس بات کا؟"

"جو بھی سمجھیں۔۔ بس میرے سامنے شادی کا ذکر مت کیجیئے گا آج کے بعد۔۔" وہ جھنجھلایا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

انکے سامنے پہلی مرتبہ اسکا یہ ردِ عمل تھا۔

"بیٹھو۔۔" انہوں نے اسے نرم لہجے میں کہا۔

خانساماں دونوں کے لیئے گرم گرم چائے لے کر آیا۔اس نے سحیل کو بغور دیکھا اور پھر راحت سے کچھ کہنا چاہا لیکن چائے رکھتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا۔

راحت نے اسکے سامنے چائے کا کپ رکھا اور پھر سوالیہ بولا۔

"تو لڑائی ہوئی ہے تم دونوں کی؟" وہ نیم انداز میں مسکراتے ہوئے بولے۔انکے لہجے میں شرارت واضح تھی۔

"نہیں بھائی۔۔اور پلیز۔۔ آپ بھی کیا؟؟ میں اٹھ کر چلا جاؤں کیا؟؟" وہ تنگ آکر بولا تو راحت ہکا بکا رہ گیا۔

"سجو؟؟"

"صبح صبح کیوں اس ٹاپک کو لے کر بیٹھ گئے ہیں؟ پلیز چائے پیجیئے۔۔" وہ تقریباََ رونے والے انداز میں بولا مگر پھر خود کو نارمل کیا اور انہیں چائے پینے کے لیئے اشارۃََ کہا۔

آخر چارو ناچار اسے خاموش رہنا ہی پڑا۔اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا اور اسکی طرف بغور دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہو کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کل شام سے وہ کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔ صبح ناشتے کی میز پہ بھی وہ موجود نہیں تھی۔اماں بی نے اسکے متعلق دریافت کیا تو یہی جواب سننے کو ملا کہ "اسکی طبعیت ٹھیک نہیں۔۔"

"بلا کر لاؤ اسے۔۔" وہ حکمیہ انداز میں مہر سے بولیں تو وہ تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی اٹھی اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کمرے تک آگئی۔

"تم دونوں کے ٹیسٹ کب ہیں؟" انہوں نے ایمل سدرہ سے پوچھا۔

"جی۔۔کل سے اور ایک ہفتے بعد ختم ہو جائیں گے۔۔" دونوں نے انکے سوال پہ فوراً جواب دیا کہ کہیں ان کی کلاس نہ لے لی جائے۔

"ٹھیک۔۔ ایک ہفتے بعد دو دن کی چھٹی کی درخواست دے دینا۔۔"

"جی۔۔لیکن۔۔" سدرہ نے سوال کیا۔

"ارے شادی ہے تمہاری بہن کی۔۔چھٹی تو کرنا ہو گی نا۔۔" وہ اس کے سہمے انداز پہ ہنس پڑیں۔

"جہانگیر کی ماں سے بات ہوئی ہے۔۔آرہا ہے وہ اگلے ہفتے۔۔" انہوں نے سب کو اطلاع دی۔ سبھی انکی بتائی گئی خبر پہ خوش تھے۔ماسوائے شاہ ویز کے۔۔

"ایک کانٹا ہٹایا ہے۔۔اب دوسرا بھی آرہا ہے۔۔" وہ اپنے ہاتھوں کو دباتے ہوئے اپنے غصے پہ بمشکل ہی قابو کر پایا تھا۔

جب تک جنت نہیں آئی تھی، کسی نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔وہ آئی تو سب کی جیسے جان میں جان آئی۔

"شکر ہے کھانا تو نصیب ہوا ہمیں۔۔کیا ہوا تمہیں؟" شماز شرارتی انداز میں بولا۔

وہ کرسی پہ مہر کے برابر میں بیٹھی۔اور سب کو سلام کیا۔

"اصولاً تو دیر سے تابینہ کو آنا چاہیئے تھا لیکن۔۔" زیبا نے بات کرنے کے لیئے منہ کھولا ہی تھا کہ نعیم صاحب نے ہنکار کر اسے چپ کروا دیا۔

کسی نے بھی اسکی بات کو خاطر میں نہ لایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب نے کھانا، کھانا شروع کیا اور وہ صرف کپ میں چائے ڈال کر ان میں رَس ڈبوتی رہ گئی۔ وہ اس اذیت میں تھی جس میں چائے میں رس ڈوبنے سے کہیں زیادہ خود کے ڈوبنے کی فکر زیادہ تھی۔

اماں بی اسے بغور دیکھ رہی تھیں۔ ناشتے سے فارغ ہوتے ہی، وہاں سے سب کے جانے کے بعد انہوں نے اسے اپنے پاس روک لیا۔

"تمہاری آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں؟ روتی رہی ہو کیا؟؟" انہوں نے جو بھی کہا تھا بالکل ٹھیک کہا تھا۔ لیکن اسکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

وہ سمجھ گئیں کہ سجیل نے ان کی بات پہ عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس چیز کی بے شک انہیں خوشی تھی لیکن جنت کا ایسا حال ان سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

"جو بھی کر رہی ہوں تمہارے بھلے کے لیئے کر رہی ہوں میری بچی۔۔" انہوں نے اسے دیکھا اور دل ہی دل میں خود سے بات کی۔

"جاؤ۔۔ جا کر آرام کرو۔۔"

اس نے انکی طرف دیکھا اور کچھ بھی کہے بناء وہاں سے چلی آئی۔

مہرا انکے قریب آئی۔ تھوڑی سی ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے ان سے بات کرنا شروع کی۔

"گستاخی معاف۔۔ آپ سے اس کی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی۔۔ تو آپ اسے اسکی خوشی کیوں نہیں سونپ دیتیں؟"

اماں بی کی سمجھ میں اسکی بات آچکی تھی۔ وہ تھوڑا آبدیدہ ضرور ہوئیں مگر پھر اسے دیکھ کر تفصیلاً بولیں۔

"میں دشمن نہیں ہوں اسکی۔۔ میرا دل دھڑکتا ہے اسکو دیکھ کر۔۔ لیکن یہ اپنا اچھا، برا سمجھتی نہیں۔۔ جس کے لیئے یہ اپنا یہ حال بنائے ہوئے ہے، وہ کسی صورت اسکے قابل نہیں ہے۔۔"

مہر انکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ خاموش رہی جب تک کہ انکی بات مکمل نہ ہوئی تھی۔

"اسے اگر ہماری جنت عزیز ہوتی تو وہ کبھی میری بات نہ مانتا۔۔وہ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ اسے ہماری تابینہ بھی چاہیئے لیکن جنت کے بغیر نہیں۔۔بے شک اس نے میری بات کا مان رکھا ہے۔۔اور اسکے لیئے ہم اسکے شکر گزار ہیں۔لیکن جنت کے لیئے وہ مناسب نہیں۔۔کل کو کوئی بھی اسے کوئی بھی قسم دے گا تو کیا وہ ہماری جنت کو چھوڑ دے گا؟

"اماں بی۔۔گستاخی معاف۔۔" وہ ذرا نرم لہجے میں بولی۔

"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو۔آپ نے قسم ہی ایسی دی کہ اور کوئی بھی ہوتا،وہ بھی یہی کرتا۔۔"

"کوئی بھی ہوتا تو یہی کرتا۔۔البتہ خاص ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔خیر۔۔جو بھی ہے۔۔ہمیں وہ جنت کے لیئے بھلا نہیں لگا۔۔"

اس سے پہلے وہ کوئی اور سوال کرتی اماں بی نے اپنی بات کو مزید جاری رکھا۔

"ہم تمہارے شکر گزار ہیں کہ تمہاری وجہ سے تابینہ کے حوالے سے ہمارے دل میں موجود غلط فہمی دور ہو گئی۔۔لیکن ہم جانتے ہیں مہر بیٹی۔۔اب کے جس نے بھی مجھ تک خبر پہنچائی ہے،اسکی میں نے خوب تصدیق کی ہے۔۔ورنہ ہمارے اصول اگر اپنی بیٹی کے لیئے نہیں بدلے تو جنت کے لیئے کیسے بدلتے؟؟"

اس نے خاموشی سے انکی بات سن تو لی مگر ان سے بحث کرنے کی ہمت نہ کر سکی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

راحت تابینہ کو لینے آیا اور ہو کر چلا بھی گیا۔اس نے مہر سے بات کرنا چاہی لیکن بات نہ کر پایا۔تابینہ نے بھی اسکا الجھا الجھا انداز محسوس کیا تھا لیکن سمجھ نہ پائی کہ ایسا کیوں ہے؟

مہر کمرے میں آئی تو اسے کمرے میں نا پا کر ٹیرس پہ آئی۔ جہاں وہ کھلے آسمان تلے چاند، ستاروں کو دیکھے جا رہی تھی۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے۔۔ راحت پوپھا اور تابینہ پوپھو تمہارا کتنا انتظار کر کے گئے ہیں؟ ایمل کو بھی تم نے یہ کہہ کر واپس بجھوا دیا کہ "مجھے نہیں ملنا کسی سے۔۔" یہ کیا بات ہوئی؟؟" مہر کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔

"نہیں ملنا تو نہیں ملنا۔۔ اب زبردستی ہے کیا؟" وہ لڑنے والے انداز میں بولی اور ٹیرس سے اندر کمرے میں آئی۔

"جنت۔۔ تم خوامخواہ ری ایکٹ کر رہی ہو۔۔"

"میں ری ایکٹ کر رہی ہوں؟ تم جانتی بھی ہو کہ میں کس حال میں ہوں؟ اور یہاں ہر ایک کو خوشیاں سوجھ رہی ہیں۔۔" اسکی لفظوں میں دکھ تھا۔

"جنت۔۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔ کم از کم۔۔ اسکی وجہ سے تم اپنا ایسا حال تو نہ کرو۔۔ جب اسے احساس نہیں ہے تو بھول جاؤ اسے۔۔"

جنت نے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے ہی تھے کہ اسکی بات پہ اسکے قدم رک سے گئے۔

اس نے پلٹ کر اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی۔

"بھول جاؤں؟ زندگی ہے وہ میری۔۔ بھول جاؤں؟ اتنا آسان ہے بھولنا؟ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ وہ مجھ سے چاہتا کیا تھا؟ جب ساتھ نہیں دے سکتا تھا تو پھر کیوں آیا میری زندگی میں؟؟ کیوں؟؟" وہ بمشکل ہی خود کو رونے سے روک پائی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سچ کہوں نا۔۔ تو دل نہیں مان رہا کہ وہ مطلب پرست ہو سکتا ہے۔۔ کچھ تو ہے۔۔ جو وہ مجھ سے چھپا رہا ہے۔۔ تم ہی پوچھونا اس سے۔۔"

اسکی حالت دیکھ کر مہر دل پسیج کر رہ گئی۔

"میں سچ میں مر جاؤں گی مہر۔۔ اسے بولو ایک مرتبہ مجھ سے بات کرلے۔۔۔ وہ جیسا کہے گا میں ویسا ہی کروں گی۔۔ مگر میرا ساتھ نہ چھوڑے۔۔ مجھے نہ چھوڑے۔۔" روتے روتے وہ بیڈ پہ آبیٹھی۔ اسکی حالت غیر ہو رہی تھی۔

مہر فوراََ سے آگے بڑھی۔

"سنبھالو خود کو۔۔ اللہ سے دعا کرو۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" اس نے اسے گلے سے لگایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"دعا ہی تو کر رہی ہوں۔۔ یا مجھے سکون مل جائے۔۔ یا وہ مل جائے۔۔ لیکن کچھ بھی نہیں مل رہا۔۔"

"جنت مایوس نہیں ہوتے۔۔ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔۔" اس نے اسے پیار سے سمجھایا۔

"مایوس نہیں ہوں۔۔ بے چین ہوں مہر۔۔ پریشان ہوں۔۔ اس بات سے پریشان ہوں کہ وہ مجھ سے منہ موڑ رہا ہے۔۔ اس بات پہ کہ میں نے انگلی میں انگوٹھی جہانگیر کی دی ہوئی پہنی؟ انگلی میں انگوٹھی کسی کی بھی ہو لیکن میرے دل میں تو وہی ہے نا؟ اس بات پہ اتنا ناراض ہو گیا ہے کہ مجھے خود سے دور کر رہا ہے۔۔ کیوں؟؟" وہ سسکی لیتے ہوئے اس بات سے بے خبر کہ وہ سب جانتی ہے، اسے ساری داستاں سنا رہی تھی۔

مہر اسے سنبھالنے اور سمجھانے سے قاصر تھی۔ مہر اسکے پاس سے اٹھی۔ وضو بنایا اور اسے سورہ یٰسین سنانے لگی تاکہ اسکے دل کو سکون مل سکے۔

مہر نے سورہ یٰسین کی تلاوت خوش الحانی سے کی۔ قرآنِ پاک کے لفظوں میں اور اسکی آواز میں اتنی تاثیر تھی کہ جنت اسکی گود میں سر رکھے، روتے روتے سوگئی۔ یٰسین مکمل کرتے ہی اس نے اسکے چہرے پہ پھونک ماری اور اسکا سر تکیہ پہ رکھ کر اسے کمبل اوڑھا دیا۔

اس نے اپنا موبائل پکڑا تو اسکی طرف سے ڈھیروں میسجز تھے۔ جس میں صرف اور صرف جنت کی خیریت ہی دریافت کی گئی تھی۔ بجائے اسکے کہ وہ اسے رپلائی کرتی، اس نے ڈائریکٹ اسے کال ہی کی۔

پہلی بیل پر ہی اسکی طرف سے کال ریسیو کی گئی۔

"کیوں پوچھ رہے ہو اب اسکا؟ زندہ ہے وہ۔۔ مری نہیں ہے ابھی۔۔ مر جائے گی تو تمہیں اطلاع مل جائے گی۔۔" مہر کی آواز میں دکھ کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا۔

"مہر۔۔ ایسا تو نہ کہو۔۔ اللہ نہ کرے اسے کچھ ہو۔۔" وہ جھٹ سے بولا جیسے اسکے دل سے کسی نے دھڑکن چھین لی ہو۔

"کیوں؟ کیوں نہ کہوں؟ یہی تو چاہتے ہو نا تم۔۔ تو ایک کام کرو۔ مار دو اسے اپنے ہاتھ سے۔۔ اسکی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔۔ اذیت میں ہے وہ۔۔ بس سانس نکلنے کا انتظار ہی کر رہی ہے۔۔ تو سوچو۔۔ جب اسے حقیقت کا علم ہو گا کہ اسکی محبت نے اسے بھیک میں دے دیا تو کیا بیتے گی اس پہ؟ سوچا ہے کبھی؟" وہ اس پہ پھٹ پڑی تھی۔

"مہر۔۔۔ میری اور اسکی محبت کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ ہو جائے گا اسے کسی اور سے بھی پیار۔۔ لیکن بھائی تو پچھلے دس سال سے ان کے انتظار میں تھے۔۔ بہت مشکل سے انہیں انکی عبادتوں کا حاصل ملا ہے۔۔ میری وجہ سے اب۔۔" وہ حد درجہ اذیت کا شکار تھا مگر پھر التجائیہ انداز میں سے بولا۔

اور پلیز۔۔ تم اسے کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔ پلیز۔۔ ٹھیک ہو جائے گی وہ۔۔"

"میں نہیں بتاؤں گی۔۔ لیکن جو سودا تم نے کیا ہے۔۔وہ بات زیادہ دیر تک چھپ نہیں سکے گی۔۔رہی بات اسکے ٹھیک ہونے کی، تو یہ بات تو تم بھی اچھے سے جانتے ہو کہ اسکا علاج تم سے ہو۔۔ تم دوا ہو اسکی۔۔" اس نے اسے خوب سنائیں۔

"مہر۔۔تم تو سمجھو نا مجھے۔۔ دوست ہو نا میری۔۔تو پلیز تمہیں میری جنت کا خیال رکھنا ہو گا۔۔" وہ تڑپ کر بولا۔

"کیوں؟ کیوں خیال رکھوں میں اسکا؟ تمہاری جنت ہے نا۔۔" اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

"ہماری دوستی میں ایک دوسرے کی محبت کا خیال رکھنا شامل نہیں۔۔بہتر یہی ہے کہ تم اسے خود آکر سنبھالو۔۔ہر قسم سے آزاد کر دو خود کو۔۔اور اسے اپنانے آجاؤ۔۔" اس نے منت کی تو وہ تھک ہار کر بولا۔

"میرے بس میں نہیں مہر۔۔میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا ہوں۔۔میں نے اسے پانے کے لیئے ہاتھ پاؤں مارے تو۔۔راحت بھائی کی زندگی سے تابینہ آپو کو بھی چھین لیا جائے گا۔۔

ہم دونوں میں سے کوئی تو خوش رہے۔۔" وہ زخمی انداز سے مسکرا دیا۔اور وہ اسے سمجھا سمجھا کر بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جہانگیر کے گھر والوں کو تاریخ طے کر کے گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔لیکن برائیڈل ڈریس ابھی تک لیا نہیں گیا تھا۔مسز ہارون کی طرف سے فون پہ یہ کہا گیا کہ "وہ اپنی بہو کو لہنگا اور جیولری اپنی مرضی سے دلوانا چاہتی ہیں۔۔" سو اسی کے مطابق ہی عمل کیا گیا۔جہانگیر کے آنے میں ابھی دو دن باقی تھے۔اور اس سے اگلے دو دن بعد کی شادی کی تاریخ مقرر کی گئی۔

"تیار ہو جائیں۔۔شاپنگ کے لیئے جانا ہے۔۔جہانگیر بھائی کی امی آرہی ہیں آپکو لینے۔۔" سدرہ نے کمرے میں آتے ہی یہ خبر دونوں کو سنائی۔

"کیا مصیبت ہے۔" جنت دانت پیستے ہوئے بولی تو مہر نے اسے مزید بات کرنے سے روکا۔

"آرہے ہیں ہم۔۔جاؤ تم۔۔" اس نے سدرہ کو وہاں سے بھیجنے کی ہی کی۔

"مہر۔۔مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

"کیوں؟ کیوں نہیں جانا تمہیں؟ تمہیں ایک بات بتاؤں؟ پوپھو بھی آرہی ہیں شاپنگ کے لیئے۔۔ اور ہو سکتا ہے ساتھ میں وہ ہو۔۔" وہ ذرا آہستگی سے بولی تو اسکے اداس چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔

"واقعی؟؟"

"ہاں۔می اور سامعیہ تائی جان تو پہلے ہی مصروف ہیں تو۔۔۔اماں بی سے ندیم ماموں نے انہیں کہلوایا ہے کہ وہ جہانگیر بھائی کی امی کے ساتھ شاپنگ کے لیئے جائیں۔۔"

اسکی بات سن کر وہ فوراََ سے بیڈ پر سے اٹھی اور مارکیٹ جانے کے لیئے تیار ہونے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نگاہیں تلاش میں ہیں صرف تمہاری
چلے آؤ کہ تمہیں دیکھے کئی دن ہو گئے

پچھلے کئی دنوں سے اس نے اسکی نہ شکل دیکھی اور نہ ہی آواز سنی۔راحت کے لیئے بھی یہ بات ہضم کرنا مشکل تھی کہ جو سجیل، جنت کے لیئے بے قرار تھا، اب اسے ایسا کیا ہو گیا کہ اسکے دل میں اسکی چاہ ہی

نہیں رہی۔ تابینہ شاپنگ کے لیئے راحت کے ساتھ آئی تھی۔ اسے تو لگا تھا کہ سجیل ساتھ ہو گا لیکن وہ نہیں تھا۔

مسز ہارون اسے بے حد محبت سے ملی۔ دلہن کے لیئے لہنگا دیکھا گیا اور پھر اسے، اس لہنگے کو ایک دفعہ پہن کر چیک کرنے لیئے کہا گیا۔ بادل نخواستہ اسے لہنگا پہننا ہی پڑا۔

دوسری طرف مہر مال کی بیسمنٹ میں راحت کے ساتھ بیٹھی کافی شاپ میں اسے گزرے دنوں کے احوال سے آگاہ کر رہی تھی۔ راحت کی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوتا گیا جیسے جیسے مہر اسے سب بتا رہی تھی۔

"اتنا کچھ ہو گیا۔۔ اور مجھے تم لوگوں میں سے کسی نے بھنک تک نہ پڑنے دی۔۔" وہ دکھ سے بولے۔

اب انکی سمجھ میں سب آرہا تھا کہ کیوں آج کل سجیل ان سے اتنی بے نیازی سے بات کر رہا ہے؟ کیوں اسکے چہرے پہ اداسی چھائی ہوئی ہے؟

"میں نے بہت سمجھایا اسے۔۔ لیکن وہ میری کوئی بات سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔ کہنے لگا۔۔ میری اور اسکی محبت کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ ہو جائے گا اسے کسی اور سے بھی پیار۔۔ لیکن بھائی تو پچھلے دس سال سے ان کے انتظار میں تھے۔۔ بہت مشکل سے انہیں انکی عبادتوں کا حاصل ملا ہے۔"

"پاگل ہے وہ۔۔۔ رشتہ کیا دنوں کے حساب سے اہم ہوتا ہے؟ محبت۔ محبت ہوتی ہے۔۔ چاہے اسے محسوس کیے ایک لمحہ ہی کیوں نہ گزرا ہو۔" مہر نے بھی اسکی بات پہ اکتفا کیا۔

بہر حال راحت نے فون نکالا اور اس پہ کچھ ٹائپ کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ شیشے کے سامنے مری مری سی حالت میں کھڑی اپنا بغور جائزہ لے رہی تھی۔ مسکراہٹ تو اسکے چہرے سے کوسوں دور تھی۔ اسکے ذہن میں سجیل کی کہی ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔۔ اور اسکے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

الفاظ۔۔"میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔ بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔" درد سے اسکا سر پھٹا جا رہا تھا۔۔ آخر اس نے اپنا ہاتھ ڈریسنگ پہ پٹخا اور "ڈریس اپ روم" سے باہر آئی۔

اس سے پہلے وہ ان تک پہنچتی اسکا دھیان سامنے سے آتے سجیل پہ پڑا۔ اسکے چہرے پہ آسودہ سی مسکراہٹ دوڑی۔ اپناو ہم جانتے ہوئے وہ آگے بڑھتی گئی۔ اسکے پاس سے گزری تو اندازہ ہوا۔۔ یہ تو وہی ہے جس کا اسے انتظار تھا۔۔ اسکے قریب سے گزرتے ہوئے وہ رکی۔ اور پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔ اور دیکھتی رہی۔

"اسکے نام کا لباس ضرور اوڑھا ہے میں نے۔۔ لیکن دل میں صرف آپ ہی ہیں۔۔" اسکے خاموش لب، اسے یہ کہنے کے لیئے بے تاب تھے۔

آخر اس نے ہی خاموشی توڑی۔

"مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں کچھ بھی۔۔ خود کو سنبھالو۔۔ ہمارا ساتھ یہیں تک کا تھا۔۔"

اسکی بات سن کر وہ زخمی انداز سے طنزیہ مسکرائی۔

"ایسا بھی کیا ہو گیا کہ نوبت یہاں تک آگئی؟ میں کیا کیا ہے؟ کیا مجھے میرا قصور؟ میرا جرم جاننے کا کوئی حق نہیں؟؟" وہ رونے والی انداز میں بولی۔

"شاید مجھ پہ اعتبار کرنا۔۔"

اس نے گہرے دکھ سے اسے دیکھا۔

"آپ پہ اعتبار ہی تو میری زندگی کا حاصل تھا۔۔ کیا کہتے تھے۔۔ بھروسہ رکھو جنت۔۔ میں سب سنبھال لوں گا۔۔"

وہ نظریں جھکائے مجرموں کی طرح اسکی بات سنتا رہا اور وہ تھی کہ اس سے اپنے ساتھ کیے گئے ظلم کا حساب مانگتی رہی۔

"تابینہ خالہ کی شادی کے دن سے ہی آپ ایسا بی ہیو کر رہے ہیں۔۔ ایسا کیا ہوا ہے؟ شاہ ویز نے اگر کچھ کہا ہے تو۔۔"

"کچھ نہیں کہا اس نے۔۔ اور اسے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ فون پہ بات کرنے والی جنت تم ہو۔۔" سحیل نے اسکی غلط فہمی دور کی۔

"پھر؟؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ کیونکہ کچھ دن پہلے اس نے جنت کو خود سب بتایا تھا کہ وہ سحیل اور اسکے رشتے کے متعلق جانتا ہے۔

سحیل گہری سوچ میں مگن ہوا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"تمہارے دل میں اگر میرے لیئے تھوڑا سا بھی احترام موجود ہے تو تمہیں آگے بڑھنا ہو گا۔۔"

"آپ نے کیا احترام میری محبت کا؟ تو میں کیوں کروں؟؟" وہ جارحانہ انداز میں بولی۔

"اور پلیز۔۔ مجھے اب کوئی لیکچر مت دیجیئے گا۔۔ نہ تو یہ کلاس روم ہے اور نہ ہی آپ اب میرے ٹیچر ہیں۔۔ سو۔۔ مجھے مت سمجھائیں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور اسکے پاس سے ہوتے ہوئے وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

وہ تو چلی گئی لیکن، وہ اسکے کہے گئے لفظوں کے حصار میں کافی دیر تک رہا۔

ان دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو کو تابینہ سن چکی تھی۔ شاپنگ سے واپسی پہ، پورا رستہ وہ ان دونوں کی باتوں کو ہی سوچتی رہی۔ راحت نے اس سے دریافت کرنا چاہا لیکن اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

تابینہ چائے بنانے کچن میں گئی تو راحت نے سحیل کو آڑے ہاتھوں لیا۔

”تم سے مجھے اس قدر بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔“

وہ زمین پہ نگاہیں ٹکائے کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔

”اتنا بڑا فیصلہ تم نے اکیلے لے لیا؟ اور اسے بتایا تک نہیں؟“

”بھائی پلیز۔۔ جو جیسے چل رہا ہے، چلنے دیں۔۔۔ آپ شاید میری مجبوری کو نہ سمجھ پائیں۔۔“

”سمجھتا ہوں تمہاری مجبوری۔۔“ وہ غصہ سے بولے۔

”تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب اتنا آسان ہے؟ تم نے محبت کو آخر سمجھ کیا رکھا ہے؟ اماں بی نے تمہیں کہا کہ بھائی کی خوشیوں کے بدلے اپنی محبت سے دستبردار ہو جاؤ تو تم نے حامی بھر لی؟؟“

اس نے نظر اٹھا کر انہیں بے انتہاء مجبوری اور لاچاری سے دیکھا۔

”تو یہ بات تھی۔۔“ تابینہ کچن سے باہر آکر حیرانگی سے بولی۔

اسکی اچانک آمد پہ دونوں نے یکبارگی سے اسے دیکھا۔

”تابینہ۔۔“ راحت نے کچھ کہنا چاہا، جسے اس نے ہاتھ کے اشارے سے چپ کروا دیا۔

”سب جانتی ہوں میں۔۔ لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی بے رخی کی آخر وجہ کیا ہے؟ سہیل۔۔ کیا تم نے یہ نہیں سوچا کہ تمہارے اس فیصلے سے اس پہ کیا بیتے گی؟ آج اسکی حالت مجھ سے دیکھی نہیں گئی۔۔ کیسے وہ تمہیں بار بار یاد دلا رہی تھی کہ تمہی نے کہا تھا کہ ”وہ تم پہ بھروسہ کرے۔۔“ اسکی آنکھیں بھر آئیں تو راحت فوراً سے آگے بڑھا۔

”تم پریشان نہیں ہو۔۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔۔“

اس سے پہلے وہ اس سے بات کرتا وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اور انہیں جاتا ہوا یہ کہہ گیا کہ۔ ”مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔۔“ دونوں اسے بے نیازی سے جاتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئے۔

”یہ کیا کہہ کر گیا ہے راحت؟؟ اسے ڈسٹرب نہ کریں؟؟ آپ نہیں جانتے کہ اسکی کیا حالت تھی۔۔ زندگی اور موت کے درمیان الجھی ہوئی ہے وہ۔۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ ہماری وجہ سے یہ سب ہوا۔۔ اور دکھ تو زیادہ اس بات کا بھی ہے کہ اماں بی نے اتنی بڑی بات کہہ دی؟ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب انہوں نے۔۔۔“ اسکے رونے سے اسکے آدھے الفاظ اسکے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے۔

”یہی وجہ تھی کہ میں تمہیں یہ سب نہیں بتا رہا تھا۔۔ پلیز سنبھالو خود کو۔۔“

”کیسے سنبھالوں؟؟ مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے اسکی حالت؟؟“

اسکے رونے کی آواز ذرا اور بلند ہوئی تو چارو ناچار اسکے کمرے سے باہر آنا پڑا۔

”آپو۔۔ اتنا بھی بڑا ظلم نہیں کر دیا میں نے۔۔ شادی ہو گی اس سے تو بھول جائے گی مجھے۔۔“ وہ ذرا اونچی آواز سے بولا تو راحت نے اسے خوب گھورا۔

”اور اگر اس بات پہ بھی آپکا دل نہیں مانتا تو۔۔ چھوڑ دیجیۓ راحت بھائی کو۔۔ اپنا لیتا ہوں میں اسے۔۔ اور اس سے بھی پوچھ لیں اگر اپنی اماں بی کی مرضی کے بناء میرے ساتھ شادی کر سکتی ہے تو ابھی اور اسی وقت اس سے نکاح کرنے کو تیار ہوں۔۔“

اسکے لفظوں کا مفہوم راحت کی سمجھ میں تو آ گیا تھا لیکن تابینہ نے حیرت سے سوالیہ نظروں اسے گھورا۔

”کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟“

”سہیل۔۔ چپ رہو۔۔“ راحت نے ہنکار کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

”نہیں۔۔ راحت۔۔ آپ چپ رہیۓ۔۔ سہیل۔۔ کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟؟“ بات مکمل کر وا اپنی۔۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری طرف وہ دروازے کے باہر کھڑی ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی۔ دونوں کی بحث تکرار میں تبدیل ہوئی تو اسے تشویش ہوئی۔

"یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔۔ تم یہ سب نہ کرتے تو یہ سب نہ ہوتا۔۔ آج تمہاری وجہ سے وہ مجرم بنا بیٹھا ہے۔۔ اور تم۔۔ تم نے یہ دوستی نبھائی؟ سجیل نہ سہی۔۔ لیکن جنت تو تمہارے بچپن کی ساتھی تھی نا؟؟؟ اس کے ساتھ برا کرتے تمہیں اس پہ ترس نہ آیا؟" مہر اسے خوب سنا رہی تھی۔

"میں نے کچھ برا نہیں کیا اور یہ تم۔۔ اپنا والیم تھوڑا نیچے رکھو۔۔ تمہاری اصلیت سے ابھی وہ واقف نہیں۔۔ تم یہ سوچو۔۔ تمہارا سچ اگر جان لے گی تو سوچو۔۔ تمہارا کیا ہوگا؟؟" اب کے وہ اسے دھمکی دینے پہ اتر آیا تو وہ اس پہ آ جھپٹی۔

"کون سا سچ؟ کیا اصلیت ہے میری؟"

معاملے کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے وہ دروازہ کھولتے ہی اندر داخل ہوئی۔

"کس بارے میں بات کر رہے ہو تم دونوں؟ کیسی اصلیت؟ کیا کیا ہے تم نے شاہ ویز؟؟ بولو؟؟" دونوں یکدم خاموش ہوئے اور اسکی طرف سے سوال پہ سوال بڑھنے لگے۔

"جینی۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔" مہر معنی خیز انداز سے بولی لیکن اس نے اسکی بات کو اگنور کرتے ہوئے اسے ہی وہاں سے جانے کے لیئے کہہ دیا۔

"مجھے اس سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔ اِف یو ڈونٹ مائنڈ۔۔" اس نے اسی کے انداز میں اس سے کہا۔

"جینی۔۔ یہ تمہیں الجھا دے گا اپنی باتوں سے۔۔ اسکی باتوں میں نہ آنا پلیز۔۔" وہ دروازے تک جاتے ہوئے بولی تو جنت زور دے کر بولی۔

"مہر۔۔بچی نہیں ہوں میں۔۔ لیکن مجھے اس سے وہ سب پوچھنا ہے جو اس نے کیا۔۔ یہ میری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔۔"

مہر چلی تو گئی لیکن دروازے کے پاس کھڑی رہی۔

"ہاں۔۔تو تم۔۔بولو۔۔کیا کیا تم نے؟ کیا ہے اصلیت مہر کی؟" وہ خونخوار لہجے میں اس سے بولی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا سمجھیں۔۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے واضح کیا۔

بلکہ۔۔یہ تمہاری دوست۔۔دوست نما دشمن۔۔مہر۔۔اسی نے کیا ہے سب۔۔"

"شٹ اپ۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔ تم ہوتے کون ہو اسے میری دشمن کہنے والے؟" وہ چیخ کر بولی۔

"چلو دوست سہی۔۔ جانتی ہو کیا۔۔کہ وہ سحیل سے محبت کرتی ہے۔۔" وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"ہاں۔۔جانتی ہوں۔۔پھر؟" اس نے اسے ٹھوک کر جواب دیا تو وہ کچھ دیر کے لیئے ساکت ہو کر رہ گیا۔

مہر کو جینی کی پر اعتمادی پہ پیار سا آگیا۔سو وہ منظر سے ہٹ گئی۔

آخر اس کے ذہن میں عین وقت ایک اور شیطانی چال نے جنم لیا۔وہ کچھ دیر توقف کے بعد تھوک نگلتے ہوئے بولا، جب وہ وہاں سے جانے لگی۔

"اپنی محبت کو پانے کے لیئے اس نے اسے تم سے دور کیا ہے۔۔"

اسکے یہ الفاظ اسکے کانوں میں پڑے ہی تھے کہ وہ جاتے جاتے رکی۔اسکی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور سانس گلے میں اٹک کر رہ گیا۔اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو وہ فوراََ بولا۔

"میری پوری بات سن لو۔۔پھر فیصلہ تمہارے ہاتھ میں۔۔"

جو بات وہ اسے کہہ چکا تھا، اس کے آگے اسکا بولنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا تھا، سو وہ چپ رہی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اماں بی کو لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف وہ بتا چکی ہے۔۔ اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ اماں بی۔۔ ایسے ہی تابینہ پو پھو اور راحت پو پھا کے رشتے کے لیئے مان گئیں؟ سحیل سے انہوں نے ڈیل کی کہ اگر وہ اپنی محبت سے دستبردار ہو جائے تو اسکے بھائی کو رشتہ دے دیا جائے گا۔۔ اور اماں بی۔۔ ان کو تم اب ظالم مت سمجھ بیٹھنا۔۔ انہوں نے بھی اسکا امتحان لیا۔۔ لیکن وہ اس میں کھرا نہیں اترا۔۔ کر دیا قربان تمہیں۔۔ تمہاری محبت کو دے دیا بھیک میں۔۔" اسکے منہ سے ایک ایک نکلا لفظ اس پہ قیامت ڈھا رہا تھا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ سحیل ایسا نہیں کر سکتا۔۔" وہ بارہا بولی تو وہ غصہ سے بولا۔

"اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو کل تمہارے ہاتھ پہ جہانگیر کی بجائے، سحیل کے نام کی مہندی لگنی چاہیئے تھی نا۔۔ اب بھی تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟ میں بے بہت سمجھایا۔۔ مہر کو۔۔ لیکن۔۔" بات کرتا کرتا وہ چپ کیا۔ کیونکہ وہ اسکے اندر کا تجسس بڑھانا چاہتا تھا۔

"لیکن؟" وہ سسکی بھر کر بولی۔

"لیکن۔۔ وہ کہنے لگی۔۔ دیکھو شاہ ویز۔۔ تمہاری طرح مجھ میں حوصلہ نہیں اپنی محبت کو قربان کرنے کا۔۔"

جنت کی آنکھوں سے زارو قطار آنسو بہنے لگے۔ قسمت کی ستم ظریفی سے کہیں زیادہ اسے مہر کا اپنا دوست ہونے پہ ترس آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح مسز ہارون اپنی چند عزیزاؤں کے ہمراہ مہندی کا شگن لے کر پہنچ چکی تھیں۔ چائے کا کپ خالی ہوا تو انہوں نے بات کرنے کی اجازت چاہی۔

"اماں جی۔۔ آپکی اجازت ہو تو ہم دونوں بچوں کی مہندی کی رسم اکٹھے کر لیں؟ اصل میں جہانگیر کے۔۔۔" انکی بات ادھوری رہ گئی جب اماں بی نے گردن ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔" زیبا اور سامعیہ نے یکے بعد دیگرے انکے چہرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔

اماں بی نے ان دونوں کی آنکھوں سے ابھرتے سوالوں کو محسوس کیا تو بولیں۔

"دیکھیں بہن۔۔ ہمارے ہاں مہندی کی رسم میں لڑکا نہیں آتا۔۔ آپ چاہیں تو خود آ سکتے ہیں۔۔ لیکن آپ سے ایک گزارش ہے۔۔ زیادہ ہلہ گلہ اور شور شرابے سے پرہیز کیجیئے گا۔۔ اور وقت کا بھی خاص خیال رکھیئے گا۔۔ ہمیں امید ہے آپ ہماری بات کا احترام کریں گی۔۔" وہ بارعب انداز سے میں ذرا نرمی سے بولیں تو مسز ہارون مسکرا دیں۔

"جی۔۔ ٹھیک ہے۔۔" انکے ساتھ آئی رشتے دار مہندی کی رات آنے کی اجازت ملنے پہ خوشی سے مسکرا دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سامعیہ نے چاہا کہ مہندی کا جوڑا خود اسے دے کر آئے لیکن دل میں ابھرنے والی حسرتوں نے اسکے قدم اور ہاتھ روک دیئے۔ اسی لیئے اس نے علینہ کی مدد طلب کی اور اسکے ہاتھ مہندی کا جوڑا اسکے کمرے میں بجھوا دیا۔

"کل رات سے تمہارا یہی حال ہے۔۔ ایک لمحے کے لیئے بھی تمہاری آنکھیں خشک نہیں ہوئیں۔۔ آخر کیا کہا ہے اس نے تم سے؟ مجھے کیوں نہیں بتا رہی آخر؟؟؟" بجائے اسکے کہ وہ اس سے لڑتی یا اس کی کسی بات کا جواب دیتی، وہ چپ چاپ بیٹھے بس روئے جا رہی تھی۔

"تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی جنت؟ جنت۔۔ کچھ تو بولو۔۔ کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو تم؟؟" وہ چپ رہی تو اسکی بے چینی اور بے قراری میں مزید اضافہ ہونے لگا۔

"جینی۔۔ کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔ اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتی علینہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"جنت۔۔ یہ لو اپنا مہندی کا جوڑا۔۔ بجھوایا ہے مسٹر آئی ٹی انجینئر نے۔۔" علینہ شرارتی انداز میں بولی اور اسکا مہندی کا جوڑا بیڈ پہ رکھنے کے بعد اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"تم کیوں کھڑی ہو میڈم؟؟ بیٹھ جاؤ۔۔" علینہ اسے کھڑا دیکھ کر ہنس دی کیونکہ وہ دونوں ہاتھ باندھے اسکے سامنے کھڑی تھی۔

مہر اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"ارے۔۔ ارے۔۔ ارے۔۔ اسے کیا ہوا؟ یہ کیوں رو رہی ہے؟؟" اس نے بہت حد تک ضبط کیا لیکن خود کو رونے سے روک نہ سکی۔

"بھابھی۔۔ کیا ہو گیا ہے؟ آپ تو ایسے پوچھ رہی ہیں۔۔ جیسے آپ پہ یہ وقت آیا ہی نا ہو۔۔" مہر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"اللہ نہ کرے۔۔ یہ وقت کسی پہ آئے۔۔ جو مجھ پہ آیا ہے۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی تو علینہ نے حیرانگی سے مہر سے استفسار کیا۔

"کیا ہوا اسے؟؟"

جواباً مہر نے کندھے اچکاتے ہوئے اشارۃً کہا کہ "پتہ نہیں۔۔"

"جینی۔۔ کوئی پریشانی ہے؟؟" علینہ نے پریشانی سے دریافت کیا۔

"نہیں۔۔ پریشانی بھلا کیا ہو گی؟ بھابھی آپ بھی نا۔۔ جب لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو میکہ چھوڑتے رونا تو آتا ہی ہے۔۔" مہر نے مذاق میں بات ٹال دی لیکن علینہ کے دل کو تسلی نہ ہوئی۔

"رخصت میں بھی ہوئی ہوں۔۔ لیکن ایسا حال نہیں تھا میرا۔۔"

"آپکی تو لَو میرج تھی نا۔۔" اس نے پھر سے اسے چھیڑا۔ جنت اسکے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ شاید یقین کرنا چاہتی تھی کہ "کیا واقعی مہر ویسی ہی ہے۔۔ جیسا شاہ ویز نے اس سے کہا تھا۔"

"اف ف ف۔۔ دیکھو جنت۔۔ اگر اس بات کا رونا ہے نا کہ لَو میرج نہیں ہوئی تو تم مجھ سے بھی زیادہ خوش قسمت ہو۔۔ کیونکہ تمہارا رشتہ اللہ نے بھیجا ہے۔۔ تم نے خود نہیں تلاش کیا اور نہ ہی تمہیں تلاش کرنا پڑا۔۔ خود سوچو۔۔ جس جہانگیر نے، شاہ ویز سے اتنا بے عزت ہو جانے کے بعد بھی تمہارے لیئے رشتہ بھیجا، وہ تمہیں کتنا خوش رکھے گا؟ سچ کہوں نا۔۔ میں حیران تھی جب تمہاری منگنی کا سنا۔۔ کہ کیسے ہو گئی یہ منگنی؟؟ لیکن امی نے بتایا پھر کہ شاہ ویز نے انکا بھی وہی حشر کیا۔ جو وہ ہر ایک کا کرتا تھا۔۔ لیکن جہانگیر تو پھر جہانگیر ہے نا۔۔ پورے جہاں میں اسکی نظیر کہاں۔۔" علینہ نے اسے کسی استانی کی طرح درس دیا اور آخر میں مذاحیہ انداز میں اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہاں سے مہر کو ہدایات دیتے ہوئے چلی گئی۔

"خیال رکھنا اسکا۔۔ اور شام میں پارلر والی آجائے گی۔۔ اس سے پہلے سارے ضروری کام ختم کر لینا۔۔ اور ہاں۔۔ مہندی ابھی ہی لگا دو۔۔ اسکے ہاتھوں پہ۔۔ رنگ تو چڑھے گا نا۔۔"

وہ اسے ہدایات دیتے ہوئے چلی تو گئیں لیکن جنت کا منہ اسی طرح لٹکا رہا اور مہر بے بسی سے بس اسکا چہرہ تکتے رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا سوچا پھر آپ نے؟؟" تابینہ انہیں ٹیرس میں ٹہلتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

وہ کافی شش و پنج کا شکار لگ رہے تھے۔ تابینہ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"تم بتاؤ؟؟ مجھے چھوڑ سکتی ہو؟" اس نے سوال کا جواب سوال میں دیا تو وہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔

"شاید سوچ رہی تھی کہ اتنی مرادوں سے تم ملے ہو۔۔ اب کیسے تمہیں چھوڑ دوں؟"

"بولو؟ تابینہ؟؟" انہوں نے مکرر سوال کیا۔

"راحت کوئی صورت نہیں نکل سکتی؟" وہ مجبور ہو کر بولی۔

"ہاں۔۔ اگر وہ بغاوت کر دے تو۔۔۔"

انکے کہے لفظ اس کے لیئے کسی قیامت سے کم نہیں تھے۔ وہ جو کہہ رہا تھا، وہ کہنے کے لیئے عام بات ہو سکتی ہے مگر کرنے کے لیئے ناممکن۔ آخر وہ اپنا انجام جو دیکھ چکی تھی۔

"ہم نے کچھ نہیں کیا تھا۔ ایک شک نے ہماری زندگی کے دس سال لے لیئے۔۔ تو سوچیں اگر اس نے بغاوت کی تو اسکا انجام کیا ہو گا؟"

"وہ کر پائے گی بغاوت؟؟" راحت نے یقین کی غرض سے پوچھا۔

"نہیں۔۔ جس ماں کی وہ بیٹی ہے، اس نے آج تک بغاوت نہیں کی تو یہ۔۔ امپاسبل۔۔۔" تابینہ کی بات سن کر وہ اور گہرے صدمے میں چلا گیا۔

آخر ایسا کیا کرے کہ سب ٹھیک ہو جائے؟ وہ جانتا تھا اگر تابینہ کو چھوڑتا ہے تو اسکے پاس سے اسکی اپنی خوشی تو جاتی رہے گی۔۔ لیکن بدلے میں بھائی کی خوشی چاہ کر بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اسے مہندی لگانے کے لیئے اسکے قریب بیٹھی ہی تھی کہ اس نے شکایتی نظروں سے اسے گھورا۔ اسکے ذہن میں شاہ ویز کی کہی گئی ساری باتیں گھوم رہی تھیں۔ لیکن وہ اس سے کچھ بھی پوچھنے سے گریزاں تھی۔ اسے ابھی بھی ان باتوں پہ یقین نہیں آرہا تھا۔

"خالہ کو کہو کہ وہ آجائیں۔۔" اس نے مہندی کی کون ابھی ہاتھ میں پکڑی ہی تھی کہ اسکے منہ سے فرمائش سب کر وہ الجھی۔

"شام میں آئیں گی نا۔۔ تھوڑا سا ٹائم ہی تو باقی ہے۔۔ آجائیں گی۔۔" اس نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مہندی لگانے لگی۔

"پھر بھی۔۔ تم انہیں کہہ دو۔۔ پلیز۔۔ اور انہیں بھی لے آئیں۔۔" وہ لمبی آہ بھر کر بولی تھی۔

اسکے سوال کی اہم وجہ جان کر اسکا دل بھر آیا۔

"جینی۔۔ مت کرواسے یاد۔۔ بھول چکا ہے وہ تمہیں۔۔ بہتر یہی ہے کہ تم بھی اسے بھول جاؤ۔۔ اور آگے بڑھ کر اسکی بے وفائی کا منہ توڑ جواب دو اسے۔۔"

اسکی نصیحت پہ اسکے ذہن میں شاہ ویز کے کہے الفاظ گونجے۔

"اپنی محبت کو پانے کے لیئے تم سے تمہاری محبت چھینی ہے اس نے۔۔"

"بھابھی ٹھیک کہتی ہیں۔۔ جہانگیر جیسا کوئی نہیں ہے۔۔ اپنے نصیب پہ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے نا کہ ایسے تم۔۔"

"پلیز۔۔ مہر۔۔۔ مجھے نہیں چاہیئے تمہاری کوئی نصیحت۔۔ بلوا دو اسے ایک بار۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے آخری کوشش کرنی ہے۔۔" وہ سر پکڑ کر بولی، لیکن پھر اسکی منت سماجت کرنے پہ اتر آئی۔

"کیسی کوشش؟؟" مہر نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”اپنی محبت کو بھیک میں دینے سے روکنے کی کوشش۔۔“

وہ جس انداز میں بولی تو وہ پریشان ہو کر رہ گئی۔

”جنت۔۔“ اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن چاہ کر بھی کچھ کہہ نہ سکی۔

دن ڈھلتے ہی مہندی کی تقریب کے لیئے مہمانوں کا تانتا بندھنا شروع ہو گیا۔ مہندی کے جوڑے میں ملبوس وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن اسکے چہرے پہ چھائی افسردگی اسکے حسن کو کم کر گئی تھی۔

”میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔ تمہیں اظہار کرنا ہو گا۔۔ تم اپنی بات سے مکر نہیں سکتی اب۔۔ میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔ مجھ پہ بھروسہ رکھو۔۔“ اسکے منہ سے نکلا ایک ایک لفظ اس کے ذہن کے گرد منڈلا رہا تھا۔ اسکی یادوں نے اسے گھیر رکھا تھا۔

کمرے کا سکوت مہر کے داخل ہونے پہ ٹوٹا۔ اسکے ساتھ ساتھ راحت اور تابینہ بھی تھے۔ اس نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسکی سرخ آنکھیں اسکے اندر کا حال بتانے کے لیے کافی تھیں۔

”اتنی دیر لگا دی آپ لوگوں نے آنے میں؟“ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے پھر سے تر ہونے لگی تھیں۔

راحت اور تابینہ اسکے سوال پہ جز بز ہو کر رہ گئے۔

”وہ نہیں آئے؟؟“ اس نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں اور کوئی نہیں تھا۔

”جنت۔۔“ مہر نے زور دے کر اسکا نام لیا۔ لیکن وہ چپ نہ کی۔

”اپنے گھر کی چابیاں دیجیئے۔۔“ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے سوال کیا۔ راحت نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

”تم اس وقت کہاں جاؤ گی؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟“ مہر اسکے بچگانہ سوال پہ اسے ڈانٹ کر بولی۔

"خالہ۔۔ آپ تو سمجھ سکتی ہیں نا؟ پلیز مجھے ان سے ملنا ہے۔۔اس سے پہلے دیر ہو جائے۔۔" وہ منمنائی۔

اسکا روتا چہرہ ان سب کے لیئے نا قابلِ برداشت تھا۔

راحت نے خاموشی سے اپنی جیکٹ کی جیب سے چابیاں نکال کر اسے تھما دیں۔ تابینہ نے اسکے ردِ عمل پہ حیرانگی کا اظہار کیا۔

اس نے چابیاں پکڑیں اور وہاں سے نکل گئی۔

پارلر والی جو ابھی وہاں اسے تیار کرنے کے لیئے پہنچی ہی تھی۔ اس نے اسے روکا اور اس کی منت سماجت کرتے ہوئے اس سے اسکی چادر لی اور نظر بچا کر گھر کے پچھلے گیٹ سے باہر نکل گئی۔ باہر رمشاء گاڑی میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔ مہر اسکا پیچھا کرتے باہر نکلی۔ رمشا کو اسکی مدد کرتا دیکھ کر اسے اور بھی غصہ آیا۔

پریشانی تو اس بات کی تھی کہ وہ آج کی شام اتنا بڑا رسک لے رہی ہے۔۔ کچھ ہی گھنٹوں میں مہندی کی تقریب شروع ہونے والی تھی۔ لیکن اسے اس چیز کی کہاں پرواہ؟ اسکا دل تو کسی پرندے کی طرح ہاتھوں سے نکلتا جا رہا تھا۔

شاہ ویز اسکی ایک ایک حرکت پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔ سب کچھ اسکے منصوبے کے تحت ہی ہو رہا تھا۔ مہر پہ اسکا دھیان پڑا تو اس نے اپنا آخری سوچا ہوا منصوبہ ذہن میں لایا اور اس پہ عمل کرنے کی ٹھانی۔

کئی روز سے وہ اسے میسج پہ میسج کر کے پریشان کر رہا تھا مگر وہ اسکی کسی بات پہ کان نہیں دھر رہا تھا۔ لیکن اب وہ پاکستان آچکا تھا اور ویسے بھی اب اسکے پاس ثبوت کے طور پہ اسے دکھانے کے لیئے بھی تھا۔

"جہانگیر بھائی۔۔ آپ کو تو پہلے ہی آگاہ کیا تھا۔۔ لیکن آپ نے پھر بھی شادی کے لیے ہاں کر دی۔۔ اگر آپ کو میری بات پہ یقین نہیں تو ایک ایڈریس آپکے نمبر پہ میسج کیا ہے میں نے۔۔ وہاں جا کر آپ

چیک کرسکتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟" وہ ذرا اونچی آواز میں بولا تھا۔ تا کہ اسکی کہی بات مہر کے کانوں میں پڑ جائے۔

مہر کو جب یہ ساری بات معلوم ہوئی تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"پاگل ہو گیا ہے یہ لڑکا۔۔" اس نے اسی وقت اپنے قدم بڑھائے اور اس کے پاس گئی۔ جہاں بالکنی میں وہ کھڑا فون پہ بات کر رہا تھا۔ اس نے غصہ سے اس سے فون چھینا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر10

"کیا کر رہے ہو تم؟؟ پاگل ہو گئے ہو؟؟" وہ اس پہ چیخی۔

"اشش۔۔ آہستہ بولو۔۔ کیونکہ اونچا بولنا فی الحال تم افورڈ نہیں کر سکتی۔۔" اسکی شیطانی مسکراہٹ اسے مزید اشتعال دلا رہی تھی۔

"جس کے پاس وہ گئی ہے وہ تو کبھی اسکا ساتھ دے گا نہیں۔۔اور یہ بغاوت کر نہیں سکے گی۔۔رہی بات۔۔جہانگیر کی۔۔تو وہ اب اتنا بھی گیا گزرا نہیں کہ سب سچ جاننے کے بعد اس سے شادی کرے۔۔" وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

اب پیچھے رہا میں۔۔ تو میرے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہو گا گھر والوں کے پاس۔۔ سو تمہیں مائی ڈیئر کزن میری شادی کی تیاری کرنی چاہیئے۔۔ کوئی تو ہو میری شادی کی تیاری کے لیئے۔۔ آفٹر آل تم ہی تو میری ہمراز ہو۔۔اب امی سے کیا کہوں؟؟" وہ مسکرایا۔

"بند کرو اپنی بکواس۔۔ ابھی اور اسی وقت جہانگیر بھائی کو فون لگاؤ۔۔انہیں بتاؤ جو کچھ بھی تم نے ان سے کہا ہے سب تمہارا اپنا پھیلایا ہوا رائتہ ہے۔" اس نے اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کیا۔ جس کا اسے اثر نہ ہوا۔کیونکہ اسکی تو اسے اب عادت ہو چکی تھی۔

"تمہیں اگر مسئلہ ہے تو تم خود کہہ دو۔۔" وہ للکار کر بولا اور وہاں سے چل دیا۔

"پاگل انسان۔۔ حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔ اس کا مطلب اسی نے اسے مشورہ دیا کہ اس وقت، وہ اس سے ملنے جائے۔۔تاکہ یہ پیچھے سے اپنا کام بخوبی کر لے۔۔اور یہ بے وقوف۔۔اسکی باتوں میں آگئی۔۔" اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھا۔"کیا کروں؟؟" اس نے اپنے دل سے پوچھا۔

اگلے ہی لمحے اسکے دل میں جہانگیر کے متعلق سنی گئی اچھائی ذہن میں آئی تو اس نے اسے کال لگائی۔ جسے وہ ریسیو نہ کر سکا۔ آخر اس نے وائس میسج بھیجنے پہ ہی اکتفا کیا۔

جہانگیر ابھی گاڑی لے کر نکلا ہی تھا کہ گاڑی میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ اس نے فون اٹھایا اور بات کی۔

”ڈیڈ۔۔ آپ لوگ چلے جائیں۔۔ میں آتا ہوں کچھ دیر تک۔۔ آپکو میسج کروں گا۔۔ مجھے ریسیو کر لیجئے گا۔۔“

”لیکن۔۔ جانو۔۔ تم اس وقت ہو کہاں؟ سب دوست تو تمہارے یہاں ہیں؟“ مسٹر ہارون ہریشان ہوئے۔

”ڈیڈ۔۔ ایک دوست ہے۔۔ اسے لینے جا رہا ہوں۔۔ آتا ہوں۔۔“ اس نے جلدی میں فون بند کیا اور کار ڈرائیو کی۔

موبائل پہ دوبارہ سے رِنگ ہوئی۔ اس نے اگنور ہی کیا۔ فون بار بار بجا تو اس نے اپنے سائیڈ والی سیٹ پر سے فون اٹھا کر دیکھا تو کسی اجنبی نمبر سے اسے میسج موصول ہوا۔ اور کچھ کال بھی تھیں، جسے اس نے فی الحال اگنور کیا لیکن وائس میسج کو ڈرائیو کرتے ہوئے پلے کیا۔

وائس میسج پلے تو ہوا لیکن اس میں بتائی جانے والی کہانی اس کہانی سے بالکل مختلف تھی، جو شاہ ویز اسے بتا چکا تھا۔ مہر کی ایک ایک بات پہ وہ ششدر رہ گیا۔

ادھر شاہ ویز ساری بات سن چکا تھا۔ اس نے جنت کو میسج کرتے ہوئے صاف صاف بتا دیا کہ مہر ساری بات جہانگیر کو بتا چکی ہے۔۔ مبادا کہ وہ اسکے پیچھے آئے۔۔ سو جتنا جلدی ہو سکتا ہے وہ اس کو منا کر اسکے ساتھ فوراََ واپس آئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آتش دان سلگائے راکنگ چیئر پہ بیٹھا تھا۔ آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بارش کی صورت بہہ رہے تھے۔اسی اثناء میں بادل زور سے گرجا جس سے اس تک گیٹ کھلنے کی آواز نہ آسکی۔

"کیا حال ہو گا اسکا اس وقت ؟ کیسے سنبھال پا رہی ہو گی وہ خود کو۔۔" وہ خود سے بولا۔

دوسری طرف وہ گھر میں داخل تو ہو گئی لیکن اسکا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔اس نے تقریباً ہر کمرہ چیک کیا لیکن وہ کہیں بھی نہیں تھا۔ آخر ایک کمرے کے باہر اسکے قدم اپنے آپ رک سے گئے۔اس نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن بے سود۔وہ سمجھ گئی کہ وہ اسی کمرے میں ہے۔سو اس نے دستک دی۔

بار بار دستک ہونے پہ اس نے دروازہ کھولا۔

"اتنی جلدی آگئے آپ لوگ؟ سب ٹھیک تو۔۔" اس اپنے سامنے پا کر وہ ششدر رہ گیا۔اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔"اس نے اندر آنے کی کوشش کی لیکن اس نے اسکا رستہ روکا۔

"تم۔۔ یہاں؟ اس وقت؟ کیسے آئی ہو یہاں؟ اور کیوں؟ آج تو تمہاری مہندی۔۔۔" اسکے الفاظ ادھورے رہ گئے جب اس نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"سوال کرنے کا حق آپ کھو چکے ہیں پروفیسر سحیل علی صاحب۔۔۔" اسکے لہجے میں طنز صاف واضح تھا۔

دونوں کاریڈور میں کھڑے الجھ رہے تھے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے گویا پھر سوال کیا تو وہ طنزیہ مسکرائی۔

"کہہ چکی ہوں آپ سے۔۔ سوال کرنے کا حق کھو چکے ہیں آپ۔۔ سوال تو مجھے کرنا ہے آپ سے۔۔ کیونکہ بھیک تو مجھے چاہیئے آپ سے۔۔ محبت کی بھیک۔۔" اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

سحیل نے آگے بڑھنا چاہا لیکن اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے آگے بڑھنے سے روکا۔

”بس۔۔ بہت ہو گیا کھیل تماشا۔۔ بہت ہو گیا ڈرامہ۔۔ اب کیا آپ اپنی اداکاری سے باہر نکل آئیں گے ؟؟

“ اس نے سوالیہ انداز میں کہا تو اسے مزید تشویش ہوئی۔

”سب جانتی ہوں میں۔۔ سب۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ تو وہ مزید گھبرا سا گیا۔

”جنت۔۔ گھر جاؤ واپس۔۔ پلیز۔۔ آخر اس وقت تم۔۔۔“

اس کے سوال پہ سوال کرنے کی عادت پہ آخر وہ زچ ہو کر اہم بات پہ آئی۔

”آپ ہوتے کون ہیں؟ اکیلے فیصلہ لینے والے؟ یہ محبت تو ہماری محبت ہے نا؟ تو پھر آپ نے کیسے ؟؟

“ جس دکھ اور اذیت سے وہ بول رہی تھی، سحیل کا دل کٹ کر رہ گیا۔

”جنت۔۔ پلیز۔۔ تم نہیں جانتی کہ میری کیا مجبوری۔۔“ اس نے بولنا چاہا لیکن اس نے اسکی بات کاٹ دی۔

”مجبوری؟؟ اسی مجبوری کا تو میں نے سوچا تھا۔۔ تو پھر کیوں کہا کہ آپ مجھ سے محبت کا اظہار سننا چاہتے ہیں؟ کیوں مجھے امیدیں دلاتے رہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا جنت۔۔ مجھ پہ بھروسہ رکھو جنت۔ میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔ کیوں؟؟ آخر کیوں؟؟ دور تھی نا آپ سے؟ تو کیوں مجھے اپنے قریب کیا۔۔“ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور وہ بے بسی سے اسے سنبھالنے سے قاصر رہا۔

”خدا کے لیئے۔۔ مجھے چھوڑیں نہیں؟ خدا کے لیئے؟؟“ اب کی بار اس نے کسی فقیر کی طرح اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو اسکی روح کانپ اٹھی۔

”جنت۔۔ یہ کیا کر رہی ہو تم؟؟“ اس نے اسکے جڑے ہاتھوں کو پکڑا۔

"شاید اسی سے آپکا دل پگھل جائے؟ میرے بس میں آپ کے بناء رہنا نہیں ہے۔۔ آپ کیوں نہیں سمجھ رہے؟ دیکھیں۔۔ وہ سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ میری خوشی کو ضرور اہمیت دیں گے۔۔ آپ ایک مرتبہ میرے ساتھ چلیں تو؟؟" اس نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا اور اسے اپنے ساتھ لے کے جانے لگی۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ٹی وی لاؤنج میں آئی ہی تھی کہ اس نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"یہ سب بچوں کا کھیل لگتا ہے تمہیں؟؟ کہانا۔۔ نہیں ممکن یہ۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔" وہ اس پہ جھنجھلایا تو وہ سہم کر رہ گئی۔

اسکی حالت پہ سجیل کی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔ لیکن اس نے اسے ذرا برابر بھی اپنی حالت محسوس ہونے نہ دی۔

بادل پھر سے گرجا لیکن دونوں کو اسکی پرواہ آخر کہاں تھی؟

"اگر یہ ممکن نہیں تو میرا یہاں سے جانا بھی ممکن نہیں۔۔ آپ کو لیئے بناء میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گی۔ سمجھے آپ۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"فائن۔۔ تو محبت چاہیئے نا تمہیں؟ تو ٹھیک ہے۔۔ کرو اپنے گھر والوں سے بغاوت۔۔ قسم ہے مجھے اسی وقت تم سے نکاح کروں گا۔۔" اسکی شرط سنتے ہی اسکی اوسان خطا ہو گئے۔

اس نے شرط ہی ایسی رکھی تھی کہ اسکے بس کی بات نہیں تھی۔

"کر سکتی ہو میرے لیئے یہ؟ بولو؟ اپنی اماں بی کے خلاف جا سکتی ہو؟ تو ٹھیک ہے۔۔ مجھے بھی تمہیں اپنانے میں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسکی کہی ایک ایک بات پہ اسکا دماغ گھوم سا گیا۔ اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔ یہ شرط سہیل رکھ سکتا ہے؟ اسکے لیئے یقین کرنا اب بھی ناممکن تھا۔

"بولو؟؟" اس نے اسے جنجھوڑ کر پوچھا تو وہ اس سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"کتنی غلط تھی میں۔۔ سمجھی تھی آپ مجھ سے پر خلوص اور بے لوث محبت کرتے ہیں۔۔ لیکن آپ۔۔" وہ دکھ سے بولی۔۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی۔

"محبت میں شرط تو منافق لوگ رکھتے ہیں سہیل صاحب۔۔ اگر ایسے آپ مجھ سے میری محبت کا ثبوت مانگ رہے ہیں تو۔۔ جائیں۔۔ آپکی محبت کو جنت کبیر خان بھاڑ میں جھونکتی ہے۔۔" اس نے بے انتہاء اذیت سے اتنا کہا اور وہاں سے نکل آئی۔

وہ وہاں سے نکل تو آئی لیکن باہر شدید سردی میں شام کی بارش اسکی منتظر تھی۔ اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ اسے گھر سے باہر ائے تقریباََ ایک گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ جسے اس نے اگنور کیا۔ اور فوراََ سے رمشا کے ساتھ گاڑی میں آکر بیٹھی۔

"کہاں ہیں وہ؟؟" رمشا نے گیٹ کی جانب نظر دوڑا کر پوچھا۔

"کہیں نہیں۔۔" اس نے بے انتہاء اذیت سے کہا تو اس کے ماتھے پہ الجھن کی شکنیں پڑ گئیں۔

وہ تو اپنا سب کچھ داؤ پہ لگا کر اسے لینے آئی تھی، جو صرف اسی کا تھا، اسے لینے آئی تھی۔ لیکن وہ اب "کہیں نہیں؟" یہ سن کر اسکا دل پسیج کر رہ گیا۔

گھر کے باہر ایک گاڑی کب سے رکی ہوئی تھی جو کہ اسی کی منتظر تھی۔ گاڑی ان سے ذرا فاصلے پہ کھڑی تھی جس سے وہ بے خبر تھیں۔ لیکن وہ انہیں گہرے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اسکے ذہن میں کبھی شاہ ویز کی کہی باتیں آتیں، تو کبھی مہر کی۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ اسکے ساتھ کبھی نہیں آئے گا۔۔ جنت کی محبت اسکا بچپنا ہے اور بس کچھ نہیں۔۔ سمجھتی نہیں ہے وہ۔۔ اسے لگتا ہے، جیسا وہ چاہتی ہے، ویسا پالے گی۔ اس سے محبت بھیک کی طرح مانگے گی تو، وہ کبھی انکار نہیں کرے گا۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ قدرت کو یہ سب منظور نہیں۔۔ آپ نے تو اسے دیکھا ہے نا۔۔ شاہ ویز کی بد تمیزی کے باوجود بھی آپ نے رشتے کے لیئے انکار نہیں کیا۔۔ تو یقین مانیں۔۔ آپ ہی وہ واحد انسان ہیں جو ساری زندگی اسکا ساتھ دے سکتے ہیں۔۔ شاہ ویز کی کہی گئی کسی بھی بات پہ یقین مت کیجیئے گا۔۔" وہ اسکی ایک ایک بات ذہن میں لاتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ آخر مہر کی کہی باتیں شاہ ویز کی کہی باتوں پہ غالب آ گئیں۔ اس نے فوراً سے گاڑی کو اسٹارٹ کیا اور انکے پیچھے پیچھے چل دیا جن کی گاڑی برق رفتاری سے چل رہی تھی۔

"جنت۔۔ وقت پہ شاید ہی ہم پہنچیں۔۔" رمشا گاڑی کی اسپیڈ تیز کرتے ہوئے بولی لیکن وہ ایک الگ ہی دنیا میں مگن تھی اسے بھلا کیا پرواہ۔۔ وہ وقت پہ پہنچے یا وقت اس پہ پہنچتا۔ گویا وہ خود کو ہر برے وقت کے لیئے تیار کر چکی تھی۔

"میرے ساتھ بھی شاید خالہ والا سلوک کیا جائے گا۔۔"

رمشاء اسکے گمان پہ آبدیدہ ہو کر رہ گئی۔

"اچھا ہے۔۔ مجھے تکلیف میں دیکھنے سے مجھ سے زیادہ تکلیف اسے ہو گی۔۔" وہ تقریباً حواس باختہ ہو چکی تھی۔

"جنت۔۔ پلیز۔۔ خود کو سنبھالو۔۔ اور اگر کوئی کچھ بھی کہے گا تو یہی کہو گی تم کہ میں اور تم آئسکریم کھانے کے لیئے باہر گئے تھے۔۔ سمجھی۔۔ باقی سب میں سنبھال لوں گی۔" اس نے جو مشورہ دیا، جنت کا جی چاہا اس پہ قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"آئسکریم۔۔" اسکی روح تک اندر سے زخمی ہو چکی تھی، اور اب یہاں آئسکریم کا بہانہ۔۔ بلاشبہ ایک مضحکہ خیز بات تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا لیکن دلہن کا کہیں اتا پتا نہیں تھا۔۔ اماں بی کو تشویش ہوئی تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئیں اور مہر کو بلا بھیجا۔ مہمانوں سے اٹھ کر وہ آئی تھیں یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔

دھیرے دھیرے گھر کے سبھی افراد انکے بلانے پہ انکے کمرے میں آ موجود ہوئے۔

"جی۔۔ آپ نے بلایا؟" زیبا نے انتہائی ادب سے انکے سامنے کھڑی تھی۔

"ہاں۔۔ جنت کہاں ہے؟؟" انکے نرم لہجے میں غصہ کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی۔

"جنت۔۔ تیار ہو رہی ہو گی۔۔ کمرے میں۔۔ کیوں کیا ہوا؟؟"

زیبا کے چہرے کی بے فکری انہیں مزید اشتعال دلا رہی تھی۔

"نہیں ہے وہ کمرے میں۔۔ پوچھو اپنی بیٹی سے۔۔ کہ کہاں ہے وہ؟؟" باہر موجود مہمانوں کی موجودگی کے باعث وہ ذرا آہستگی سے بولیں لیکن انکی آنکھوں سے خون اور غصہ کی آمیزش صاف جھلک رہی تھی۔

مہر جو سب کے پیچھے کھڑی تھی۔ انکی بات پہ وہیں کی وہیں ساکت ہو کر رہ گئی۔ اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔ وہ سمجھ گئی کہ اب اسکی خیر نہیں۔ شاہ ویز نے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی اور اندر ہی اندر فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"مہر؟؟ ادھر آؤ۔۔" نعیم صاحب اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے انکے سامنے لائے۔

"جواب دو اماں بی کو۔۔ جو وہ پوچھ رہی ہیں۔۔"

"ابا۔۔ وہ کمرے میں ہی ہے۔۔ تیار۔۔" وہ سہمتے ہوئے بول رہی تھی۔

اماں بی کو اسکی بے باکی پہ شدید غصہ آیا تو وہ چیخ کر بولیں۔

"کہا نا میں نے۔۔ وہ نہیں ہے کمرے میں۔۔ کہاں گئی ہے وہ؟ اسی سے ملنے گئی ہے نا؟ بولو؟" انکا اشارہ جس طرف تھا، وہ بخوبی سمجھ چکی تھی۔ راحت اور تابینہ کی جیسے جان ہی نکل ہی گئی۔

"کس سے؟؟" ندیم صاحب نے فوراً پوچھا۔

"بلوایا ہے میں نے اسے بھی۔۔ آج میں دو توک بات کروں گی۔۔ راحت۔۔ میں نے تمہارے بھائی کو مجبور نہیں کیا تھا۔۔ اس کے سامنے امتحان رکھا تھا۔۔ جس میں اس نے اپنی مرضی سے جس چیز کا فیصلہ لیا اسے سونپ دی۔۔ اب وہ ہمیں کیوں ساری دنیا کے سامنے رسوا کرنا چاہتا ہے؟" انہوں نے بے بسی سے اس سے سوال کیا۔

"آپ جیسا سمجھ رہی ہیں۔۔ ویسا کچھ بھی نہیں ہے اماں بی۔۔ خدا کے لیئے کوئی ایسا فیصلہ مت کیجیئے گا کہ۔۔" تابینہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

"اپنے ہی فیصلے سے گھبرا گئی ہوں میں۔۔" انکے لہجے میں دکھ تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسی اثناء میں کمرے کا دروازہ کھلا اور سحیل اندر داخل ہوا۔

"تو آج۔۔ آج یہ لوگ ہی مجھے اپنا فیصلہ بتا دیں۔۔" انہوں نے دروازے سے داخل ہوتے سحیل کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو سب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"کہاں ہے وہ؟؟" نعیم صاحب فوراً سے آگے بڑھ کر اسکا گریبان پکڑ کر بولے۔

"کون؟؟" وہ حیرت سے بولا۔

"تم سے ہی ملنے آئی تھی نا وہ؟ تو کہاں ہے؟" وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔

"دیکھیں۔۔ آپ۔ مجھ سے ایسے برتاؤ نہیں کر سکتے۔" اس نے ان کے ہاتھ سے اپنا گریبان چھڑوایا۔

"ہمارے ساتھ دغا کرتے تمہیں شرم نہیں آئی؟" اماں بی جنجھلائیں۔

"کوئی دغا نہیں کیا میں نے۔۔ ہاں آئی تھی وہ میرے پاس۔۔ اور میں نے بھیج دیا تھا اسے واپس۔۔" آخر اس نے بولنے کی جسارت کی۔

"وہ ابھی تک نہیں آئی۔۔" سامعیہ ممانی جان نے فکر مندی سے کہا۔

مہر نے فوراََ سے رمشا کو میسج کیا اور گھر کے اندر موجود ساری تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔ بس آ رہے ہیں۔۔ گھر کے پاس ہی ہیں۔۔" رمشا نے میسج ٹائپ کیا اور گھر کے باہر گاڑی روکی۔

"کیا ہوا؟؟؟" جنت نے نم آنکھوں سے پوچھا۔

"وقت ہم پر آ پہنچا ہے۔۔ تمہارا گمان ٹھیک ثابت ہو گیا ہے۔۔ اور وہ بھی یہاں آ چکے ہیں۔۔" رمشا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ ایسا ہی کچھ حال جنت کا تھا۔

دوسری طرف جہانگیر مہمانوں میں آ چکا تھا۔ اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اسکا دھیان گھر کے اندر موجود صورتحال پہ تھا۔ رمشا اور جنت کا اس نے جہاں تک ہو سکا پیچھا کیا لیکن رات گہری ہونے کے باعث، وہ گاڑی کے زیادہ آگے نکلنے کی وجہ سے انکی گاڑی کی پہچان نہ کر سکا۔ تبھی وہ فوراََ یہاں چلا آیا تاکہ۔۔ اگر کوئی مسئلہ ہو بھی تو وہ اسے سنبھال سکے۔

اماں بی کو ہال سے گئے ہوئے تقریباََ آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔ تب سے گھر کا کوئی بھی فرد باہر مہمانوں میں نظر نہیں آ رہا تھا۔ آخر اس نے ہمت کرتے ہوئے کسی رشتے دار کو بلایا اور اس سے اماں بی کے کمرے کا راستہ پوچھا۔

کمرے میں دونوں داخل ہوئیں تو کمرے کے اندر جنگ کا سا سماں تھا۔ اسکی شکل نظر آتے ہی نعیم صاحب آگے بڑھے۔

"کہاں تھی تم؟؟ کہاں تھی؟؟" وہ اس پہ ذرا زور سے چلائے۔

"نعیم۔۔۔باہر مہمان ہیں۔۔ آہستہ۔۔۔" زیبا آگے بڑھی اور انہیں مزید غصہ کرنے سے روکا۔

"میں پوچھتا ہوں اسے اتنا بڑا قدم اٹھاتے ہماری عزت کا ذرا خیال نہیں آیا؟"

قریب تھا کہ وہ اپنا ہاتھ اس پہ اٹھا دیتے، تبھی زیبا نے انکا ہاتھ پکڑتے ہوئے انہیں اس سے دور کیا۔

"کوئی اسے کچھ نہیں کہے گا۔۔" اماں بی کی اچانک آتی آواز نے سبھی کو ہلا کر رکھ دیا۔ انکا جتنا اس پہ مان تھا۔ آج اسکی بغاوت نے سب توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"کہاں تھی تم؟؟" انہوں نے ذرا آہستگی سے سوال کیا۔ لیکن وہ چپ رہی۔ انہوں نے مکرر سوال کیا۔ لیکن وہ پھر بھی چپ رہی۔

"میں نے پوچھا۔۔ اب تک کہاں تھی تم؟؟؟؟" اب کی بار وہ اس پہ چیخ کر بولیں تو اسکی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے۔

یہ سب برداشت کرنا، اب نعیم صاحب کے بس سے باہر تھا۔ انہوں نے زیبا سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کیا۔

"تمہیں شرم نہیں آئی۔۔ گھر کی دہلیز پار کرتے ہوئے؟؟

اماں بی فوراََ سے اٹھیں۔

"نعیم۔۔" تھپڑ لگا تو اسکے منہ پہ تھا لیکن چوٹ انکے دل پہ لگی تھی۔

سحیل بھی فوراََ سے آگے بڑھا۔ جنت نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھا۔ تھپڑ پڑنے کا دکھ تو اسے تھا ہی۔۔ لیکن سحیل کی پرواہ دیکھ کر اسکے دل میں امید کی ایک کرن جاگی۔

"کوئی اس پہ ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔۔ سمجھے آپ سب۔۔ کوئی ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔۔" وہ نعیم صاحب کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اور اسے اپنے پیچھے اپنی بازوؤں سے گھیرے میں لے لیا۔

"اتنا ہی تمہیں احساس تھا تو کیوں ہاتھ نہیں مانگا اسکا؟ کیوں میری ہر بات پہ آمین کہی؟ اتنا حوصلہ ہوتا تو میرے امتحان پہ کھڑے اترتے تم۔۔" اماں بی کی بات میں دم تھا۔

جنت اس سے فوراََ کو پیچھے ہولی۔ اب کے اسکی سمجھ میں سب آنے لگا تھا کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔

"مجھے استعمال کیا بس۔۔ تو وہ سب۔۔ محبت نہیں تھی۔۔۔" اسکے دل نے اس سے سرگوشی کی۔

جہانگیر باہر کھڑا سب سن رہا تھا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ اندر جاکر سارے مسئلے کا "دی اینڈ" کرکے، خود واپس لوٹ جائے۔۔ لیکن اسے اماں بی کا فیصلہ اندر جانے سے روکے ہوا تھا۔ لیکن وہ خود اس سب میں الجھ کر رہ گئی تھیں۔ تبھی اس نے دروازے پہ دستک دی اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

"جہانگیر۔۔" سبھی کے منہ سے یکدم اسکا نام نکلا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لو بھئی۔۔ شاہ ویز۔۔ آپکو آپکی ہونے والی شادی مبارک۔۔" شاہ ویز اندر ہی اندر فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"پریشان ہونے کی بات نہیں۔۔ آپ فیصلہ کیجیئے۔۔ مجھے اپنی فیملی کو یہاں سے لے کر جانا ہو گا؟؟ یا جنت کو یہاں سے لے کر جانا ہو گا؟؟" اس کے سوال پہ سبھی پریشان ہو کر رہ گئے۔ سبھی نے الجھتے ہوئے اسکے چہرے پہ سوالیہ نگاہ ڈالی۔ شاہ ویز جو ابھی دو منٹ پہلے خوش ہوا تھا، اسکا سوال سن کر اسکے چہرے کی مسکراہٹ جاتی رہی۔

"تم۔۔" اماں بی کی سوالیہ نگاہیں اس پہ اٹھی ہی تھیں کہ وہ آسودگی سے مسکرایا۔

"سب جانتا ہوں میں۔۔ اور پھر بھی۔۔ مجھے آپکے فیصلے کا انتظار ہے۔۔ آپ کہیں گی تو جہانگیر یہاں سے چلا جائے گا۔۔ اور آپ ہی کہیں گی تو جنت کے ساتھ چلا جاؤں گا۔۔ بلا خوف و خطر فیصلہ کیجیئے۔۔ کیونکہ میری فیملی کچھ نہیں جانتی۔۔ اور ہاں۔۔ آ اپکی عزت پہ کوئی حرف نہیں آئے گا۔۔ میں کہہ دوں گا ان سے۔۔ کہ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔"

اسکی باتیں بے شک سچی تھیں۔۔ لیکن کوئی اتنا میٹھا اور شریف کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک لمحے کے لیئے سب اسکی بات پہ ششدر رہ گئے۔ جنت نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔ جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ وہ واقعی انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟؟؟۔ اگلے لمحے ہی اس نے سجیل کو دیکھا جو اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

اب کے سب کو انتظار تھا تو انکے فیصلے کا۔ انہوں نے لاٹھی زمین پہ ٹکائے ایک نظر اسکی طرف دیکھا تو دوسری نگاہ سجیل پہ ڈالی۔ سجیل نے خاموشی سے سبھی کی طرف دیکھا اور اماں بی کی مشکل آسان کرنے کی کی۔

وہ جانتا تھا اسکے یہ قدم جنت کے دل سے محبت کا نام و نشاں ہمیشہ کے لیئے مٹا دیں گے۔۔ لیکن پھر بھی وہ بوجھل قدموں سے اسکے پاس سے گزرا۔

اسے تو لگا تھا، اب کے وہ اسکا ساتھ دے گا۔۔ لیکن یہ کیا ہوا؟ وہی اس سے جان چھڑوا کے جا رہا تھا۔ جس کے لیئے اس نے اتنا بڑا فیصلہ لیا آج وہ ہی اتنا بڑا فیصلہ لے کر اسے چھوڑنے جا رہا ہے۔ اس نے ہیرو تو اسے مانا تھا لیکن آج اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ "جسے ہیرو مان لیا جائے وہ ہیرو نہیں ہوتا۔۔ ہیرو تو وہ ہوتا ہے جو آپکا مان رکھے۔"

اسکے اٹھتے قدم صاف بتا رہے تھے کہ وہ ہمیشہ کے لیئے اسے اپنی محبت کی زنجیروں سے آزاد کر کے جا رہا ہے۔ مہر نے بھی حیرانگی سے اسے دیکھا کہ اب تو سب آسان ہونے جا رہا تھا۔ اماں بی کے فیصلہ سنانے سے پہلے اس نے آخر فیصلہ کیوں لے لیا؟

"ٹھہرو۔۔" وہ اونچی آواز سے بولی تو وہ اسکے پاس سے جاتا ہوا رکا۔

اسے روکنے پہ سبھی نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔ اور اس سے بھی زیادہ جہانگیر۔

"کہیں اسے محبت کا واسطہ دے کر روک نہ لے۔۔" اسکے دل نے اسے اس خدشے کا خوف دلایا۔

وہ اسکے قریب آئی اور اسکے منہ پہ زناٹے دار تھپڑ رسید کیا۔ اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہوگئی۔ اسکے اس ردِ عمل پہ وہاں موجود سبھی لوگ ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے روز اسکے نکاح کی رسم سادہ انداز میں ہی ہوئی۔ شاہ ویز نے جیسا سوچا تھا، ویسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اسکی سب منصوبہ بندی اکارت ہو کر رہ گئی۔

وہ مری مری سی حالت میں بیڈ پہ بیٹھی، کل ہوئے واقعے کو سوچ رہی تھی۔ "کتنا کچھ ایک دن میں ہی بدل گیا۔" وہ سرد آہ بھر کر خود سے بولی۔

"مہر کہاں ہے؟" زیبا ممانی اسکے پاس آکر بیٹھیں تو اس نے ان سے پوچھا۔

"وہ جہاں کہیں بھی ہے۔۔ اب سے تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔۔ سمجھیں؟" انہوں نے شدید غصہ کا اظہار کیا تو وہ جزبز ہو کر رہ گئی۔

کچھ ہی دیر میں اسکی رخصتی کا پیغام آیا تو اس نے اسے ادھر اُدھر دیکھا مگر مہرا سے کہیں بھی نہ ملی۔ نہ تو وہاں کہیں تھی اور نہ ہی شاہ ویز۔ خیر۔۔ بہت سے شکوے و شکایات، من مُٹی تلے دبائے، وہ وہاں سے رخصت ہو گئی۔

"بہت بہت مبارک ہو تم دونوں کو۔۔" مسٹر ہارون خوشی سے بولے۔ انہوں نے فرنٹ مرر سے جنت کو دیکھا جو نظریں جھکائے مسز ہارون کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"تم ٹھیک ہو بیٹی؟؟" نورین نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی۔۔" وہ اپنی ہی الگ دنیا میں محو تھی۔ سو "جی" میں ہی جواب دے کر دوبارہ خاموش ہو گئی۔

"دلہن تو تم ہو ہی۔۔ لیکن یہاں تو ہم لوگ ہیں نا۔ تمہارے اپنے۔۔ جہانگیر سے کہیں زیادہ تم ہمیں عزیز ہو۔۔ سو ہم سے جھجھکنے کی ضرورت نہیں۔۔" وہ بے انتہاء چاہت سے بولی تو اس نے انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور آنکھیں بھر آئی۔

"اوہ۔۔ مائی سویٹ ڈاٹر۔۔۔ ڈونٹ کرائے۔۔ فیل می لائک یور مام۔۔۔" انہوں نے پیار سے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہونٹوں سے لگا کر چوما۔ جہانگیر نے فرنٹ مرر سے ان دونوں کے مابین محبت کو دیکھا تو مسکرا دیا۔

انہوں نے اسکے ہاتھ پہ پیار کیا تو اسے اور رونا آ گیا۔

"جانتی ہوں تم کیوں اداس ہو؟" انکی بات پہ دونوں نے ایک دوسرے کو شیشے سے دیکھا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ دونوں نے ایک دوسرے کو با معنی انداز سے دیکھا تھا۔

"گھر والوں سے دور ہونا بے شک بہت بڑا دکھ ہوتا ہے۔۔ لیکن یہ دنیا کی ریت ہے۔۔ ہر بیٹی کو رخصت ہو کر آنا پڑتا ہے۔۔" ان کی ایک ایک بات سے ممتا جیسی شرینی ٹپک رہی تھی۔ اسے تو لگا تھا کہ دنیا کی ہر

محبت سے وہ ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔۔اس کے اپنے اس سے رخ موڑ بیٹھے ہیں۔۔ لیکن یہ کیسی محبت تھی؟جو اسے پرایاؤں میں نظر آنے لگی ہے۔

اس نے رشکیہ انداز سے انہیں دیکھا اور نیم انداز میں مسکرا دی۔

اس نے گاڑی کو بریک لگائی تو وہ بات کرتے کرتے چونکیں۔

"کیا آگیا گھر؟؟" وہ اپنے ہی سوال پہ بعد ازاں ہنسیں۔

"جی۔جنابِ نورِ جاناں۔۔اب اندر چل کر بہو سے باتیں کر لیجیئے گا۔۔" مسٹر ہارون نے گاڑی سے اترتے ہوئے انہیں قدرے بے تکلفی سے چھیڑا۔

"اشش۔۔ بہو ہے سامنے۔۔آپ بھی نا۔۔ اب بیٹے کے رومانس کے دن ہیں۔۔ہمارے نہیں۔۔" انہوں نے ذرا سختی سے انہیں تاکید کی لیکن ساتھ ہی ساتھ کھکھلا کر ہنس بھی رہی تھیں۔

دونوں گاڑی سے باہر آچکے تھے۔اس نے اپنی سی کوشش کی۔اور اپنے وزنی لہنگے کو سنبھالتے ہوئے گاڑی سے باہر آنے لگی۔تو مسز ہارون نے اسے روکا اور جہانگیر کو اشارۃََ اسکا ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے اتارنے کے لیئے کہا۔وہ تو ایسے آگے بڑھا، جیسے انکے حکم کے انتظار میں ہی تھا۔گھر کے اندر موجود چند رشتہ داروں نے انکا شاندار استقبال کیا اور اسے گھر کے اندر بے پناہ خوشی سے لایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کتنا کچھ بدل گیا نا۔۔ سب بدل گیا۔۔وہ جو کہتا تھا مجھ پہ بھروسہ رکھو۔۔ آج اپنے ہی بھروسے کی مار۔۔ مار گیا مجھے۔۔اور وہ جس پہ ذرا برابر بھی مان نہیں تھا۔۔اس نے مجھے میری حقیقت جاننے کے بعد بھی اپنا لیا۔۔لیکن۔۔" اسکے ذہن میں ایک سے بھر کر ایک باتیں گھوم رہی تھیں۔اور اس سے بھی کہیں زیادہ اسکے ذہن میں جنم لینے والے خدشات اسے الجھا رہے تھے۔

"لیکن کیوں؟؟ کہیں یہ سب مجھ سے بدلہ لینے کے لیئے تو نہیں؟؟" وہ خود کے اندازے سے ہی سہم کر رہ گئی تبھی دروازے کا لاک کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔

سنہری میرون رنگ کے لباس میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن اسکے چہرے پہ خوف کی کیفیت صاف ظاہر تھی۔

"ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اسکے قریب آکر بولا تو اس نے نگاہیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

"اتنی حیران نہیں ہوں۔۔ اور نہ ہی پریشان۔۔ میرے بارے میں اچھی رائے ہی قائم کیجیئے گا پلیز۔۔۔" وہ اسکے قریب آکر بیٹھا۔

اس نے گردن ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔ اور اس سے ذرا پیچھے کو ہولی۔

"دیکھیں مسز جہانگیر۔۔ آپ مطمئن رہیئے۔۔ آپکی اجازت کے بناء میں۔۔"

"ن۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔" اس نے فوراََ سے اسکی بات کاٹی۔

"دیکھیں۔۔ مسز جہانگیر۔۔ آپ کے ساتھ قسمت نے بہت بڑا مذاق کیا ہے۔۔ اور شاید اچھا بھی۔۔" وہ مسکرایا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد استفہامیہ انداز میں بولا۔

"اللہ پاک جب بھی کوئی چیز آپ سے لیتا ہے تو اسکے بدلے میں بہت اچھی چیز آپ کو عطا کرتا ہے۔۔ اس بات پہ تو ایمان رکھتی ہیں نا آپ؟"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ اچھے ہیں؟" آخر اس نے بولنے کی جسارت بمشکل ہی کی۔ اسکے چہرے پہ پھیکی پھیکی سی مسکراہٹ تھی لیکن وہ اس میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"تو کیا میں اچھا نہیں ہوں؟؟؟" اس نے کندھے اچکا کر سوال کیا۔

"پتہ نہیں۔۔ لیکن بھیک میں ملی ہوئی محبت کو اپنانے والے کو کیا کہتے ہیں؟ میں نہیں جانتی۔۔" اس کی آواز میں نمی تھی۔

اسکی بات سن کر وہ کچھ لمحے کے لیئے خاموش ہو کر رہ گیا۔ اس سے کیا کہے؟ اور کیسے کہے؟ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"تو پھر آپ نے نوافل بھی ادا نہیں کیے ہونگے؟؟" وہ خود سے اخذ کرتے ہوئے بولا۔

"آپ کے ساتھ میں اب ایسی بھی کوئی بات نہیں تھی کہ میں نوافل بھول جاتی۔۔" اسکی بات سن کر وہ کھکھلا کر ہنسنے لگا۔

"سینس آف ہیومر تو کافی اچھا ہے آپ کا۔۔ خیر۔۔ میرے مام ڈیڈ کچھ نہیں جانتے۔۔ کل جو کچھ ہوا، انہیں اس کے بارے میں علم نہیں۔۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ انہیں۔۔"

"جی۔۔۔" اسکی ادھوری بات وہ اچھے سے سمجھ چکی تھی، تبھی فوراً بولی۔

"جنت۔۔ بہت پیاری ہیں آپ۔۔ بے حد معصوم۔۔ لیکن آپ سے ایک گزارش ہے۔۔" وہ چپ ہوا تو اس نے ذرا دل تھام کر اسے آگے کی بات کرنے کی اجازت دی۔

"محبت کو بھیک سمجھنا چھوڑ دیں۔۔ محبت بھی ہوتی تو آج شاید آپ مجھے نہ ملتیں۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔ جسے صرف رب سے طلب کیا جاتا ہے۔۔ اور وہ رب اسے آپکی جھولی میں ڈال دیتا ہے۔۔ کیسے ڈال دیتا ہے؟ شاید یہ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔" وہ اسکی ذو معنی گفتگو کو اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

"مہر جہانگیر کو سب بتا چکی ہے۔" شاہ ویز کے کہے گئے الفاظ اسکے ذہن میں گھومنے لگے۔

"مہر نے آپ کو اور کیا بتایا؟" وہ ذرا دل تھام کر بولی۔

"کچھ نہیں۔۔" اس نے لاپرواہی سے کہا تو اسے اور تشویش ہوئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتی، وہ اس کے پاس سے اٹھا اور چینج کرنے چلا گیا۔

"اس کا مطلب شاہ ویز نے جو کچھ کہا، سب سچ تھا۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مہر۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا؟؟"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ولیمے کی تقریب خوب دھوم دھام سے منعقد ہوئی۔ شہر کے بڑے بڑے بزنس مین کے ساتھ ساتھ مشہور شخصیات بھی دعوت پہ مدعو تھیں۔ جو کچھ کل ہوا تھا، اسکا علم صرف زیتون خانم کی فیملی کو ہی تھا۔ سو چارو ناچار انہیں ولیمے کی تقریب کے لیئے اپنی عزت رکھنے کی خاطر آنا ہی پڑا۔ وہ اس پوری تقریب میں بھی مہر کو ہی ڈھونڈتی رہی۔ لیکن وہ الگ کسی کونے میں بیٹھی، اپنی ماں کی ہدایت پہ عمل کر رہی تھی۔

"اس سے دور رہنا اب۔۔ شادی ہو گئی ہے اسکی۔۔ اب اسکے کسی مسئلے میں پڑنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔۔" زیبا کی کل کی نصیحت اسکے ذہن میں آئی تو اسکے اٹھتے قدم سٹیج کی جانب بڑھنے سے رکے۔

حالانکہ جنت کا متلاشی نظروں سے اسے ڈھونڈنا، وہ سمجھ رہی تھی۔

جہانگیر اسکے اندر کی بے قراری سمجھ رہا تھا۔ اس نے نظریں گھما کر اسے دیکھا جو اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

"کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں آپ؟" وہ نہایت معزز انداز سے سوالیہ بولا۔

"مہر کو۔۔ میری کزن۔۔ ہر جگہ دیکھ چکی ہوں۔۔ وہ کہیں نہیں۔۔" وہ ہولے سے اسکے کان میں بولی۔

"ام م۔۔ بہت اچھی بانڈنگ ہے آپ دونوں میں؟" اس کے سوال نے اسے ایک دفعہ پھر سے پریشان کر دیا۔

"خیر۔۔ میں نے دیکھا ہے انہیں۔۔ ویٹ۔۔" وہ اسکے پاس سے اٹھا اور ہال میں موجود مہمانوں کی جانب بڑھا۔

کسی سے مصافحہ کیا تو کسی سے بغل گیر ہوا۔ تبھی اسکا دھیان کونے میں لگائے گئے میز کی جانب پڑا۔ مہر اندر ہی اندر الجھتے ہوئے اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔ وہ اسکے قریب آیا اور ادب سے سلام پیش کیا۔

"کیسی ہیں آپ؟؟ میں کب سے آپکو ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔ یہ لیجیئے آپکی امانت۔۔" اس نے جیب سے چند نئے پانچ ہزار کے نوٹ اسکی ہتھیلی میں رکھے تو اسکی حیرت قابلِ دید تھی۔

"ارے۔۔۔ پریشان ہوگئیں آپ تو۔۔ دیکھیں سالی صاحبہ۔ میں بھلے ہی زیادہ وقت پاکستان سے باہر رہا ہوں۔۔ لیکن پاکستان کی چھوٹی سی چھوٹی رسم کو انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔۔ اب نہ تو آپ نے دودھ پلائی کی رسم کی اور نہ ہی جوتا چھپائی۔۔ لیکن مجھے تو لاگ دینا ہے نا آپ کو۔۔" اسکی کہی بات پہ وہ شرمندہ سی ہو کر رہ گئی۔

"سوری۔۔ جیجو۔۔ اصل میں۔۔ میرا مطلب۔۔ آپ تو جانتے ہیں کہ شادی کن حالات میں ہوئی۔۔ نہیں تو۔۔" اس نے بولنا چاہا لیکن جہانگیر نے اسے چپ کروا دیا۔

"بے فکر رہیئے۔۔ مجھے کوئی گلہ نہیں۔۔ آپکی وجہ سے مجھے میری جنت مل گئی ہے۔۔ اس سے بڑا تحفہ کیا ہو گا؟ اینی۔۔ وے۔۔ وہ آپکو ڈھونڈ رہی ہے۔۔ اس سے مل آیئے۔۔"

"نہیں۔۔ بھائی۔۔ میں اس سے مل نہیں سکتی۔۔" اس نے بلا تاخیر ہی کہا۔

"کیوں؟ مجھے کب سے شاہویز جنت کو لے کر مس گائیڈ کر رہا تھا۔۔ لیکن میں نے تو اسکی کسی بات پہ کان نہیں دھرا۔۔ جبکہ جنت کو جانے مجھے کوئی دو تین ماہ ہی ہوئے ہونگے۔۔ آپ تو بچپن کی ساتھی ہیں نا اسکی؟؟ تو پھر آپ اس بدگمان کیوں ہیں؟" وہ ذرا دکھ سے بولا تو اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اسکی بات کی تردید کرنا چاہی۔ کہ۔ "ایسی بات نہیں۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آپ کے سب گھر والے ہی تقریباً اس سے کھچے کھچے سے ہیں۔۔ دل غم سے بھرا ہے اسکا لیکن پھر بھی۔۔ آپ دیکھ سکتی ہیں کہ کیسے وہ مسکرا رہی ہے۔۔ سب کو اپنا یہ روپ دکھا کر وہ اندر ہی اندر خود کو دکھ دے رہی ہے۔۔ جو کہ مجھ سے دیکھا نہیں جارہا۔"

"بہت خوش قسمت ہے جنت۔۔ کہ اسے آپ ملے ہیں۔۔ لیکن میں اس سے مل نہیں سکتی۔۔ کیونکہ امی نے سختی سے منع کیا ہے۔۔" وہ معصومانہ انداز سے بولی تو جہانگیر کھلکھلا کر اسکی سادگی پہ ہنسا۔ تو وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

"امی کا حکم ہے۔۔۔ امم۔۔ لیکن انہیں پتہ چلے گا تب نا؟" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟؟" وہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"دیکھیں مہر۔۔ سحیل نے بھروسہ توڑا ہے اسکا۔۔ لیکن پھر بھی دل سے سحیل کو نکال نہیں پارہی وہ۔۔ مجھ پہ اتنی جلدی اعتبار نہیں کرپائے گی وہ۔۔ سو مجھ سے اپنا حال بھی کبھی شیئر نہیں کر سکتی۔۔ آپ اس سے ایک دفعہ مل لیں تو۔۔ ہو سکتا ہے اسکے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے؟ میں نہیں چاہتا کہ وہ دل کی باتیں دل میں رکھے اور نفسیاتی مریضہ بن جائے۔۔"

مہر اسکی بات گہرے غور سے سن رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اسکے ذہن میں علینہ کی کہی بات آئی۔

"عمر میں بھلے ہی بڑا ہے جہانگیر۔۔ لیکن میچور انسان ہے۔۔ قدر کرے گا ہماری جنت کی۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسٹیج سے تھوڑی دیر کے لیئے اس نے اسے ڈرائنگ روم میں آنے کا پیغام کسی ملازم کے ہاتھ بجھوایا۔ اسکے دل کی دھڑکنیں تقریباً تیز ہو ہی چکی تھیں۔ آخر ایسا کیا ہوا جو مجھے اکیلے میں بلوایا۔ خیر وہ اسٹیج سے اٹھی اور ڈرائنگ روم میں آئی۔ جہاں اس نے دونوں کو مسکراتے ہوئے اسکا منتظر پایا۔ مہر نے اسے دیکھا تو

بھاگتے ہوئے اسکے گلے جا لگی۔ مہر کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ اسکی آنکھوں سے آنسو تک جاری ہو گئے۔ جنت نے اس سے الگ ہو کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا، جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ واقعی یہ مہر ہے۔ جہانگیر وہاں سے ایک طرف ہو لیا۔

"کیسی ہو تم؟؟" مہر نے محبت سے اسے دوبارہ گلے لگایا۔

"کیسی ہو سکتی ہوں؟ تم نے واقعی گیم ایسی کھیلی کہ خالہ کو انکی محبت مل گئی اور تمہیں تمہاری محبت مل جائے گی۔۔" اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں لیکن ضبط کا یہ عالم تھا کہ آنسو کا ایک بھی قطرہ بہہ نہ سکا۔

مہر نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

"اوہ۔۔ تو شاہ ویز نے یہ۔۔۔" وہ سب سمجھ گئی تھی۔

"اس نے کچھ بھی کہا۔۔ اور تم نے مان لیا؟؟" وہ لڑنے والے انداز میں بولی۔

"تو کیا غلط کہا ہے؟ مہر۔۔ میں نے تم سے پوچھا بھی تھا کہ اگر تمہیں وہ پسند ہے تو۔۔۔"

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم کچھ بھی بولو گی تو میں سنتی رہوں گی؟ ساتھ اس نے نہیں دیا۔۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی تم دونوں کا ساتھ دینے کی۔۔ بھروسہ اس نے توڑا نہ کہ میں نے۔۔" اس نے اسے خوب ڈانٹ پلائی تو چپ ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ مہر کا کہا گیا ایک لفظ بھی غلط بات یا جھوٹ کی عکاسی نہیں کرتا تھا۔

"سچ کہوں تو۔۔ بھروسہ تو اس نے میرا بھی توڑ دیا۔۔ مجھے اس سے یہ امید نہیں تھی۔۔ اماں بی کچھ بھی کہتیں۔۔ کچھ بھی۔۔ محبت کرتا تو محبت سے دستبردار نہ ہوتا۔۔ جانتی ہو۔۔ اماں بی۔۔نے صرف اسے آزمایا تھا۔۔ اور بس۔۔ لیکن وہ۔۔ انکی آزمائش پہ کھرا نہ اترا۔"

وہ بولتی گئی اور جنت اس کی ایک ایک بات بمشکل ہی سن پائی تھی۔

”لیکن کیوں؟ اس نے ایسا کیوں کیا مہر؟؟“ اسکی زبان سے بمشکل ہی یہ ادا ہوا تھا۔

”سچ کہوں تو دل مانتا ہی نہیں۔۔جی چاہتا ہے اونچا اونچا روؤں۔۔ چیخ چیخ کر اس سے حساب مانگوں جو اس نے میرے ساتھ کیا۔۔“ آخر اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ ہی نکلے جنہیں اس نے اپنے ہاتھوں سے تیزی سے اپنے رخسار پر سے صاف کیا۔

”لیکن نہیں۔۔مجھے رونا بالکل بھی نہیں ہے۔۔وہ میرے بناء خوش ہے تو مجھے بھی خوش رہنا ہو گا۔۔“ جہانگیر باہر کھڑا سب سن رہا تھا۔اسکا جی چاہا کہ وہ ابھی اسکے پاس جا کر اسے گلے لگا لے، لیکن وہ کھڑا ان دونوں کی گفتگو ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

”جنت۔۔خوش نصیب ہو تم کہ تمہارا نصیب خوبصورت ہے۔۔جہانگیر جیسا انسان اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے۔۔“

اسکی بات سن کر اسکے افسردہ چہرے پہ یکدم مسکان پھیل سی گئی۔اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

”سوری۔۔کہ میں نے تم پہ شک کیا۔۔“ وہ شرمندگی سے بولی۔

”کوئی بات نہیں۔۔شاہ ویز جیسے انسان کے بہکاوے میں جو بھی آجائے۔۔مشکل ہے پھر اسکا انسان بننا۔۔“ اس نے بات شرارتی انداز میں ہنس کر ٹال دی۔

”تو گویا۔۔اب میں انسان بن گئی ہوں نا۔۔“ جنت بھی اسی کے انداز میں بولی اور ہنسنے لگی۔

ایک عرصے بعد دونوں کھلکھلا کر ہنسیں تھیں۔لیکن جنت تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہنس رہی تھی۔

مہر ہنستے ہنستے سنجیدہ ہوئی اور ترس کھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔

”کاش! سحیل تم اسکے ساتھ یہ سب نہ کرتے۔۔کاش۔۔“

وہ وہاں سے جانے لگی تو جنت نے اسے پیچھے سے آواز دے کر روکا۔

"مہر۔۔۔"

"اسے کہنا۔۔ محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔ اسے مانگا تو صرف میں نے ہی تھا۔۔ اس نے نہیں۔۔ اگر اس نے مجھے اللہ سے مانگا ہوتا تو آج شاید۔۔" وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

مہر نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

جہانگیر کے کانوں میں دیر تک اسکے الفاظ گونجتے رہے۔ "اسے کہنا۔۔۔ اگر اس نے مجھے اللہ سے مانگا ہوتا تو آج شاید۔۔"

وہ دل ہی دل میں خوش ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محبت کی کامیابی بھلے ہی ادنیٰ تھی۔۔ لیکن اسکے لیئے اسکا پیش بہا قیمتی خزانہ تھی۔ رات گئے، وہ اس کے کہے گئے لفظوں کو سوچتا رہا۔

"محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔" "محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔" "محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔"

جیسے جیسے وہ سوچتا جاتا، ویسے ویسے ہی اسکے چہرے کی مسکراہٹ کشادہ ہوتی جا رہی تھی۔

"خیر ہے؟ اتنا کیوں مسکرایا جا رہا ہے؟؟" مسٹر ہارون اسکے قریب آ کر بیٹھ گئے۔

"لیجیئے۔۔ آپ دونوں کی چائے۔۔" نورین بیگم نے چائے میز پہ رکھی اور ان دونوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"بیگم یہیں ہے تمہاری بلا لو اسے بھی۔۔۔" ہارون صاحب نے دوستوں کی طرح اسے چھیڑا۔

"بہت تھک گئی ہے وہ۔۔ ابھی تو سو گئی ہو گی۔۔" اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی جس پہ تقریباً ایک بج رہا تھا۔

"ہاں ٹائم تو کافی ہو گیا ہے۔۔ چلو۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ آہستہ آہستہ عادی ہو جائے گی تمہاری طرح لیٹ نائٹ جاگنے کی۔۔" انہوں نے اسے پھر سے چھیڑا۔

"مام۔۔ ڈیڈ کو سمجھائیے نا۔۔ مجھے تنگ نہیں کریں۔۔ میں نے تنگ کیا نا تو معافیاں مانگیں گے پھر آپ دونوں ہی۔۔۔" اس نے شرارتی انداز میں اسے ڈرایا تو دونوں ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

"جانو۔۔۔ ہمارے دن گئے۔۔ اب تمہاری باری۔۔" انہوں نے بھی اسے تنگ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

"مام۔۔ آپ تو جانتی ہی ہیں کہ یہاں ہی میں جاگتا ہوں۔۔ آپ لوگوں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا اچھا لگتا ہے نا۔۔ ورنہ اٹلی میں تو میں جلدی سو جاتا ہوں۔۔"

اس نے گویا لمبی تمہید باندھی تو دونوں اور ہنس دیئے۔ ان کے قہقہوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو اسکی آنکھ کھل گئی۔ "اس وقت۔۔" اس نے خود سے کہا۔ اور بستر کی دوسری طرف نگاہ دوڑائی۔ جہانگیر وہاں نہیں تھا۔

"جانو۔۔۔ ایک بات کی سمجھ نہیں آئی مجھے۔۔ اپنی بہو کے گھر والے اسے مکلاوے کے لیئے لے کر نہیں گئے؟؟ یہ تو یہاں کی رسم ہے نا۔۔" نورین نے چائے کا گھونٹ بھرا اور اس سے پوچھا۔

جنت جو ابھی کمرے سے باہر آئی ہی تھی، انکی بات سن کر وہیں کھڑی رہ گئی۔

جہانگیر بھی ایک لمحے کے لیئے کنفیوز ہوا مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"اوہ مام۔۔۔ آپ بھی نا۔۔ یہ سب پرانی رسمیں ہیں۔۔ انکو مانتا ہی کون ہے؟" وہ مذاحیہ انداز میں ہنسا۔

"کیوں؟ تمہیں بھی تو پاکستان کی رسمیں پسند تھیں؟ نہ دودھ پلائی ہوئی اور نہ ہی جوتا چھپائی۔۔ اور اب نہ ہی۔۔۔"

"اف۔۔ مام۔۔ چھوڑیں آپ بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی ہیں۔۔" وہ چِڑ کر بولا مگر پھر خود ہی ہنس دیا اور شرارتی لہجے میں بولا۔

"خیر ہے؟ ہمیں بھیج کر پرائیویسی چاہیئے آپ دونوں کو۔۔ ایک ہفتے کی ہی بات ہے۔۔ چلے جائیں گے ہم اٹلی۔۔"

"لو۔۔ ہو گیا یہ شروع۔۔" ہارون صاحب نے فوراً چائے ختم کی اور وہاں سے اٹھے۔ ان کے ساتھ ہی نورین بھی اٹھی اور انکے ساتھ ہو لی۔

"بیٹھیئے نا۔۔ ارے مام۔۔۔ آپ کہاں چلیں؟؟" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

ہنستے ہنستے اچانک اسکا دھیان اوپر پڑا تو سیڑھیوں کے پاس جنت کو کھڑے ہوئے پایا۔ وہ ہنستے ہنستے رکا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سوئیں نہیں آپ؟؟" وہ کمرے میں آیا تو وہ شیشے کے پاس بیٹھی بالوں کو ہیئر برش کی مدد سے سلجھا رہی تھی۔

"سو رہی تھی۔۔ لیکن اٹھ گئی۔۔" وہ ذرا مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہمارے شور کی وجہ سے؟ اصل میں، میں جب یہاں آتا ہوں تو۔۔"

"نو۔۔ نو۔۔ اِٹس۔ او۔ کے۔۔" اس نے اسکی بات کاٹی۔

"بہت اچھا لگا۔۔ آپ لوگوں کو ایک ساتھ دے کر۔۔امی ابا جان کا پیار دیکھ کر۔۔ ہمارے گھر میں تو ماموں جان بارعب انداز میں بات کرتے ہیں اور ممانی جان ان سے دب کر رہ جاتی ہیں۔۔"

اسکی بات سن کر اس نے اسے مسکرا کر دیکھا اور مزید بولا۔

"یہی تو محبت ہوتی ہے میاں بیوی کے درمیان۔۔ میں آئیڈیلائز کرتا ہوں ان دونوں کو۔۔ جانتی ہیں آپ۔۔ دونوں کی لو میرج ہوئی ہے۔۔" وہ ہنستے ہنستے اسے سب بتا رہا تھا اور وہ گہری دلچسپی سے اسکی بات سن رہی تھی۔

"میں بھی چاہتا تھا کہ انہی کی طرح میری لائف بھی ہو۔۔خوش و خرم۔۔۔ لیکن۔۔" وہ کہتے کہتے رکا تو جنت کے ماتھے میں پریشانی کی شکنیں پڑنے لگیں۔

"خیر۔۔ جسے میں نے چاہا، اسے اللہ سے مانگا اور اس نے مجھے دے ہی دیا۔۔"

"مانگا کیوں؟؟ منگیتر تو تھی ہی آپکی؟؟"

"مانگنا ضروری تھا۔۔ اس نے مجھے بہت کچھ کہہ کر بھڑکانا چاہا۔۔ لیکن میرا دل نہ مانا۔۔ پھر مہر نے۔۔ اس نے مجھے سب سچ بتایا۔ تو اندازہ ہوا کہ آپ کے ساتھ کتنا برا ہوا۔۔" وہ دکھ سے بولا۔

وہ اسکی طرف دیکھتی گئی۔ اسے لگا کہ ایک یہی انسان ہے جو اسکی کیفیت محسوس کر رہا ہے۔

"کس نے بھڑکایا؟؟" آخر وہ اہم سوال پہ آئی۔

"وہی جس نے مجھے پہلے دن ہی بے عزت کیا تھا۔۔" اس نے صاف صاف بتایا تا کہ وہ شاہ ویز کی اصلیت جان لے کہ اس نے، اسے نہ صرف مہر کے بارے میں بھڑکایا بلکہ جہانگیر کو اسکے خلاف بھی بھڑکایا۔

"شاہ ویز۔۔" وہ لب بھینچ کر بولی۔ اسکے شاہ ویز کے متعلق انکشاف پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”لیکن۔۔جنت۔۔میں ٹپیکل پاکستانی مردوں جیسا نہیں ہوں کہ عورت سے قصور سرزد ہوا تو اسے گناہگار مان لوں۔۔محبت ہونا ایک عام سی بات ہے۔۔ ہم مرد بھی تو محبت کرتے ہیں۔۔کسی ایک سے نہیں۔۔ آئے روز کسی نہ کسی سے۔۔“ وہ اپنی ہی بات پہ کھکھلا کر ہنسا مگر پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔

”عورت تو کسی ایک سے ہی محبت کرتی ہے۔۔اور اسے ہی مانگتی ہے۔۔منت مانگتی ہے۔۔اسے پانے کی دعائیں مانگتی ہے۔۔لیکن۔۔وہ یہ نہیں سمجھتی کہ مرد۔۔نامحرم مرد۔۔۔جسے وہ اپنا سب کچھ سمجھتی ہے وہ اسے کبھی بھی، کہیں بھی داؤ پہ لگا سکتا ہے۔۔آپ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا مجھے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔۔لیکن اگر وہ آپکا اس رات ساتھ دے دیتا تو اللہ کی قسم میں وہاں سے چلا آتا۔۔“

وہ اسکی بات خاموشی سے سنتی گئی۔ایک لفظ بھی اسکے منہ سے ادا نہ ہو پایا۔وہ بس یہی سوچتی گئی کہ ”کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟؟

اس نے اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھا اور چاہا کہ وہ کچھ تو کہے۔۔لیکن وہ نظریں جھکائے شرمندگی سے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ نظریں ملاتی بھی تو کیسے؟ وہ سب کچھ اسکے بارے میں جانتا تھا لیکن پھر بھی اس نے اسے اپنایا۔اپنا نام دیا۔

”میری محبت کو لفظوں میں ہی ابھی تسلیم کیا ہے تم نے۔۔کاش میں تمہیں یہ پروف بھی کر پاؤں کہ محبت دعا ہے۔۔ رب کی دین ہے۔۔کاش!“

☆☆☆☆☆☆☆

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کیا جہانگیر اسکے لیئے دنیا کا الگ مرد ثابت ہو گا؟

کیا وہ اسکا بھروسہ جیت پائے گا؟

کیا وہ اسے سمجھا پائے گا کہ "محبت دعا ہے۔"

یا وہ بھی سب مردوں جیسا ہی ثابت ہو گا؟

کیا اٹلی میں۔۔ایک نئے ماحول میں وہ اپنی ماضی کی تلخ یادوں کو بھلا پائے گی؟

یا اٹلی میں ایک نئے امتحان کا اسے سامنا کرنا ہو گا؟

**********ختم شد**********

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR FATE

محبت بھیک ہے شاید" کا دوسرا حصہ "محبت دعا ہے۔"

دوسرا حصہ پڑھنے کے لیے نیچے اسکرول کریں اور دی گئی لنک پر کلک کریں۔

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

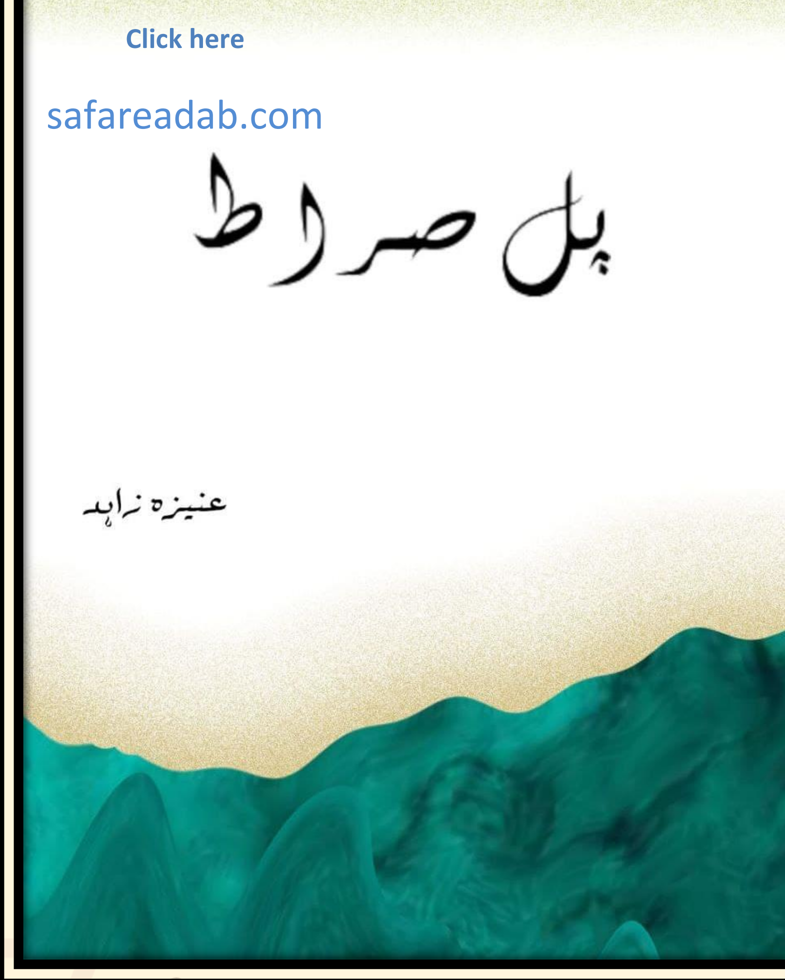

"یہاں دستخط کرو غازہ!" کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ!" سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

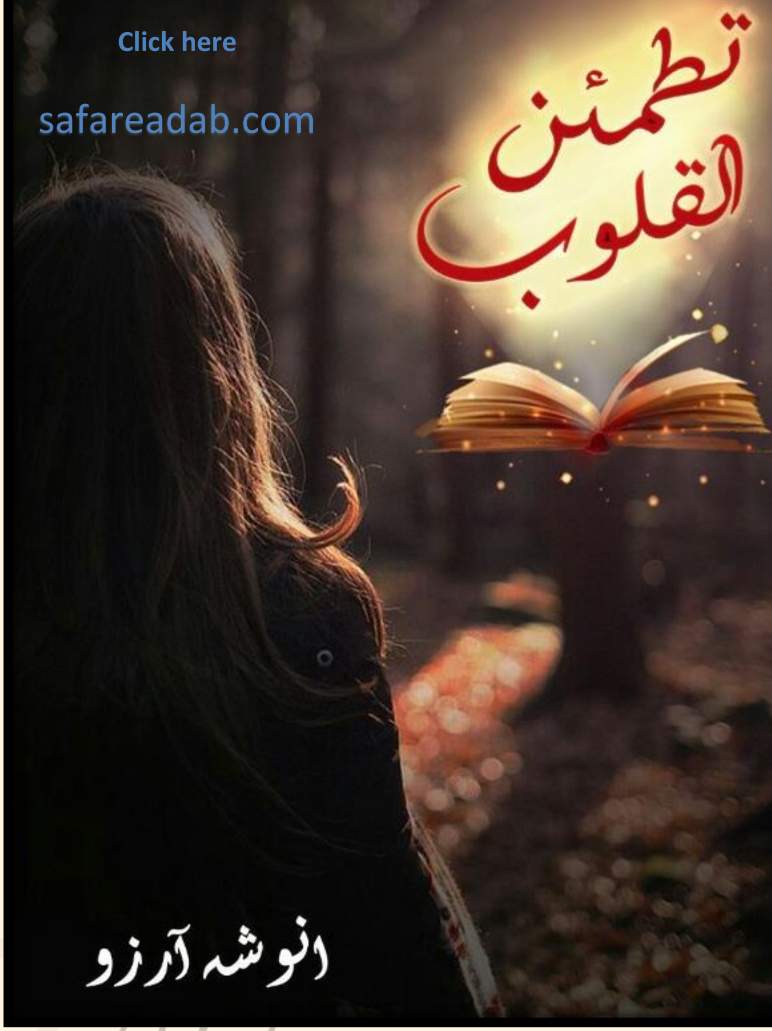

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

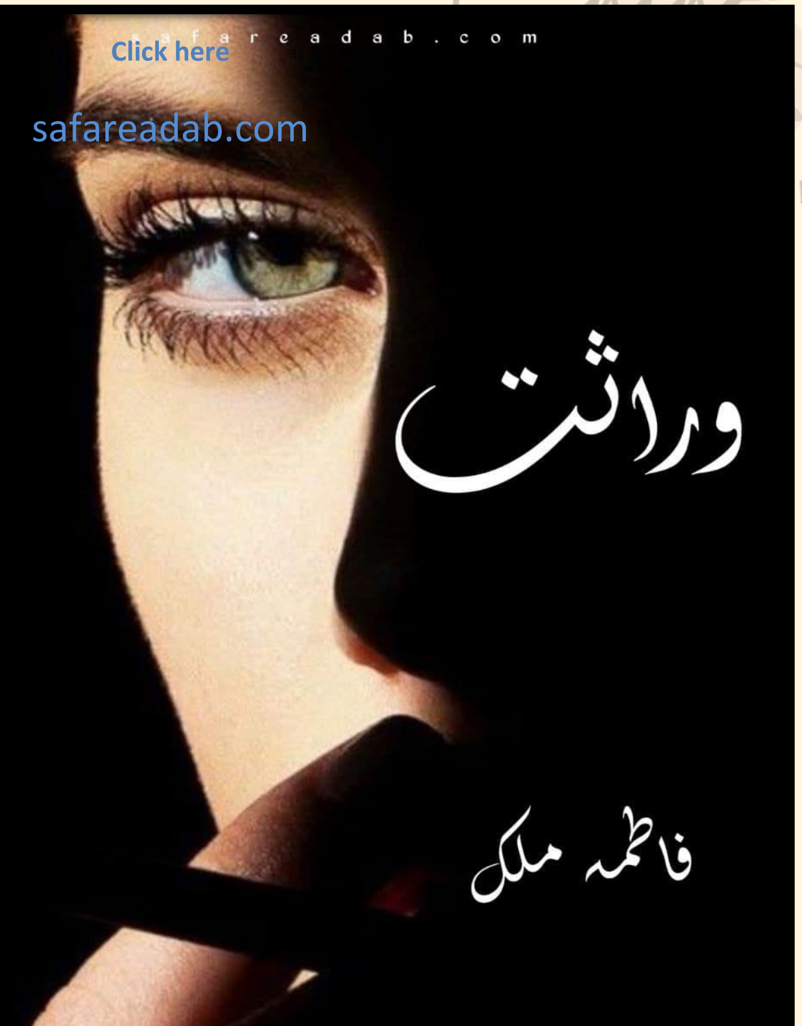

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول محبت دعا ہے کی ایک جھلک

کیا ہوا؟؟ مسز؟؟ کیوں مجھے نظر لگانے کا ارادہ ہے؟؟" وہ شرارتی انداز میں مسکرایا۔

"گاڑی چلانے دیں۔ مسز۔۔ کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔۔" اسکی طرف سے ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

اس وقت جنت کو اسکی ہنسی زہر لگ رہی تھی۔

اسکا جی چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اسکی ساتھ والی سیٹ پر سے اٹھ جائے۔

"آپ واقعی اتنے اچھے ہیں یا اچھا بننے کی ایکٹینگ کرتے ہیں؟؟" آخر اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو ہی گیا تھا۔

اسکی بات پہ اس نے گاڑی کی اسپیڈ ذرا آہستہ کی اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

"ایکٹینگ دکھانے کے لیئے بیوی ہی رہ گئی ہے کیا؟؟؟" اس نے گویا اسکی بات کو مذاق میں ٹالا۔

"آپ کسی بھی بات کو سیریس کیوں نہیں لیتے آخر؟؟ میں بات کیا کر رہی ہوں اور آپ ہیں کہ۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"جانِ جانو۔۔ زندگی بہت بے وفا سی چیز ہے۔۔ اس میں سیریس ہو گئے تو سمجھو گئے کام سے۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"خیر۔۔" وہ اسکے ہر جواب سے عاجز آچکی تھی۔

"مجھے کسی اور سے ملنے نہیں جانا۔۔ آپ گھر چلیں۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"جو حکم میرے آقا۔۔" وہ پھر سے مسکرا دیا۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اس کے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی جو گاڑی کے شیشے سے باہر کے مناظر کو خوب غور سے دیکھ رہی تھی۔ اسکا معصوم چہرہ آج بھی اسکے دل کی دھڑکن کو بند کرنے کے لیئے کافی تھا۔

جنت کو اسکی نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس ہوئیں تو وہ بولی۔

"گاڑی سامنے دیکھ کر چلائیں پلیز۔۔۔"

"جنت۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس نہ کیا کرو۔۔ مجھے تم پہ بھروسہ ہے۔۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ تم ایک دفعہ۔۔ ایک دفعہ اس سے مل لو۔۔ ہو سکتا ہے کہ تم۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتا جنت نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ چپ کر گیا۔

"آپکی اطلاع کے لیئے عرض ہے وہ یہاں نہیں ہے۔۔ فیصل آباد چلا گیا ہے۔۔ وہاں لے چلیں؟؟" اسکی بات میں طنز واضح تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے گاڑی گھر کے قریب پارک کی تو وہ فوراََ

سے باہر نکلی۔ جبکہ وہ اسے پکارتا ہی رہ گیا۔

”جنت۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔میری بات

تو سنو۔۔“

”کیا سنوں؟؟بیوی ہوں آپکی۔۔ حرام ہے مجھ

پہ اب اسکا ذکر بھی کرنا۔۔“ وہ تھوڑی دیر رکی

اور پھر پلٹ کر بولی۔

"جنت۔۔جانتا ہوں میں لیکن۔۔میں چاہتا تھا کہ

تم۔۔۔“

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب